اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّلْمُوْقِنِیْنَ

لیکچر

اسلام و ایران

جس میں صدیوں کے حالات ہیں اور ذخیرہ معلومات
آخر میں ایک نہایت دل پر اثر کرنے والی نظم نفیس ہے

از جناب مولوی الف دین صاحب وکیل کیمبل پور

جو
انجمن حمایت اسلام کے جلسہ بست ونہم ۲۹ میں پڑھا گیا

بادارت و اہتمام
احمد بابا قلندری
۱۹۱۲ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم الا نعبد الا اللہ

بتکدہ دیرینہ تھی دنیا کہ جس میں آج ہم — نغمۂ توحید رب العالمین گانے کو ہیں
مدتوں انسان رہا روئے زمیں پر بے خدا — با خدا انسان کی تصویر دکھلانے کو ہیں
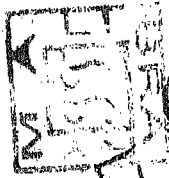
اسلام اور ایران

جناب صدر و حاضرین کرام۔ السلام علیکم۔

ہماری عمر سے ایک سال کم ہو گیا ہے

گشت چوں رشتۂ عمرم کوتہ — معنئ سالگرہ فہمیدم

شکر ہے خداوند عالم کا کہ ہم زندہ ہیں قومی میلہ میں آئے ہیں کچھ سنینگے کچھ سنائینگے مبادلۂ خیالات مغتنمات سے ہے

جہاں آنکھ موندی نہ میں ہوں نہ تم ہو — غنیمت ہے یہ دید و وادید پیارے

اس سے پہلے ہم ہندوستان اور فرنگستان کے تعلقات میں اسلام کے احسانات اجمالی بیان کر چکے ہیں آج اسی سلسلہ میں ایران کی باری ہے مضمون بسود اختصار سے کام لیا جائیگا ترتیب مضمون حسب ذیل ہوگی :-

۱ - اسلام

اے ذکر ترا ہر دم در دل اثرِ دیگر
وے از تو بملکِ جاں ہر دم خبرِ دیگر ؛

اسلام یہ ہے کہ ہم خدا کو مانیں اور وحدہٗ لاشریک لہٗ مانیں "ماننے" اور "جاننے" یعنی ایمان و عرفان کا یہ مفہوم ہے کہ اللہ کی ربوبیت، رحمانیت، رحیمیت اور مالکیت دلوں پر مسلط اور ارادوں پر ایسی محیط ہو جائے کہ "اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ" حقیقتًا ہمارے قال و حال پر وارد ہو جائے۔ یہی وہ دینِ قیم اور صراطِ مستقیم ہے [illegible] مقصود و مطلوب ہے ؛

[illegible] مرتبۂ عالیہ پر فائز ہو کر ہماری عبادت، ہماری قربانی، ہماری حیات و [illegible] للہ ہی کے لئے ہو جائے گی اور یہی وہ پہلا اور پچھلا مسلک ہے جس پر

اولین مسلم گامزن ہوا تھا مسلم نام ہے ساعی و مجاہد کا مگر نتیجہ میں ہمیشہ راضی برضا۔ مسلم ڈرتا ہے خدا سے، ڈراتا ہے تمام دنیا کو جھکتا ہے خدا کے آگے جھکاتا ہے ساری دنیا کو اپنے آگے۔ رنگ لیتا ہے خم وحدت سے، اور رنگ دیتا ہے دنیا کو خدائی رنگ میں محکوم ہے خدا کا اور حاکم ہے سارے جہان کا۔ وہ الٰہی الاصل انسان ہے اور خدا ہی کا ہو کر رہتا ہے ؎

موحد چہ برپائے ریزی زرش ۔۔۔ چہ شمشیر ہندی نہی بر سرش۔

امید و ہراسش نباشد ز کس ۔۔۔ برین است بنیاد توحید و بس +

اُسے سمجھایا گیا ہے کہ جلال و کمال انسانیت اور غرض و غایت خلقت "عبادت" ہے "مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ" الآیہ[ف۱]

اس کے ذہن میں یہ نقش مرتسم کر دیا گیا ہے کہ "عبادت" سے مراد ہے "حسن عمل" خلق الموت والحیاۃ لیبلوکم ایکم احسن عملا الآیہ[ف۲]

سچے اور اصلی دین کی تعریف یوں کی گئی "اِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلّٰهِ أَمَرَ أَلَّا تَعْبُدُوْا إِلَّا إِيَّاهُ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ" حکومت خدا کی ہے حاکم کا حکم یا منشا یہ ہے کہ بس اس ایک خدائے بزرگ و برتر کی "عبادت" کرو "عبادت" خوش معاملگی اور حسن معاشرت کا یا یوں کہو کہ اعمال صالحہ کا نام ہے پس "حسن عمل" پر مداولت و مواظبت "دین قیم" ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے دونوں یعنی ایمان اور عمل صالح کے اجتماع کو ذریعہ نجات قرار دیا ہے "آمنوا وعملوا الصالحات" الآیہ میں یہی راز مضمر ہے ایمان بغیر عمل کے مفید نہیں دنیا میں سینکڑوں قومیں آئیں اٹھیں اگریں اور فنا ہو گئیں کیونکہ اُن کا کوئی "مستقل مستقر" دوامی مرکز اور ناقابل تبدیل نصب العین نہ تھا +

اسلام آیا اور بڑی شان سے آیا پڑھا اور پھیلا پھیل رہا ہے اور ابد الآباد تک

ف۲ ان دونوں آیات کریمہ کو ملا کر نتیجہ نکالو منشائے خلق عبادت ہے دوسری آیت میں منشائے خلق حسن عمل ہے حد اوسط کو گرا دو نتیجہ یہ کہ منشائے خلق حسن عمل ہے ۱۲

پھیلتا جائیگا کیونکہ اس کا مرکز مستقل شریعت موبدۂ اور سرچشمہ ازلی اور ابدی ہے جوں جوں معلومات بڑھیں گی دائرہ علوم وفنون وسیع ہوگا توحید کی عالمگیر حقیقت دنیا و جہاں کو مسخر کرلی جائے گی ؛

اسلام آخرین اور بہترین مذہب ہے یہی وہ دنیا میں پہلا مذہب ہے جس نے عقل وفہم کو مخاطب کیا جس کا عقیدہ یعنی "توحید" عقل و دلیل پر مبنی ہے بخلاف دیگر مذاہب کے کہ ان کے عقائد میں وہم پرستی اور بعید از عقل توہمات کا عنصر غالب ہے جنہیں انگریزی میں ڈاگماس dogmas یعنی عقیدۂ بے دلیل کہتے ہیں۔ ابتدائے آفرینش سے دنیا لا انتہا ترقی کررہی ہے حکمائے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ جماد سے نبات نبات سے حیوان، حیوان سے انسان اور انسانوں میں پیغمبر پیدا ہوئے اسی اصول کی بنا پر ذرا ہم اور آگے بڑھکر بلا تامل کہہ سکتے ہیں کہ کمال پیغمبری ذات احمدی پر ختم ہوگیا ؛

اس بحث پر ابونصر فارابی، بوعلی سینا، الحزن، ابن مسکویہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی، مولانا روم نے معرکۃ الآرا بحثیں کیں ہیں اور نظم ونثر میں اس مضمون کو بڑی عمدگی سے بیان کیا ہے ہم نعمت خاں عالی کے ایک شعر پر اس مختصر مضمون میں اکتفا کرتے ہیں ؎

نبات اوّل بود حیوان پس انسان بعد ازاں جاناں
ببیں خورشید ہستی را کہ ہر غربی بود شرقی

یہ مسلم امر ہے کہ ایک خیال پیدا ہوکر اس پر سلسلہ وار بتدریج اضافہ ہوتا رہتا ہے اسلامیوں کی مجموعۂ حکمت سے جو یونانی حکمت پر مستزاد ہوکر یورپ کو ملا حکماء یورپ نے یکے بعد دیگرے نکتہ آفرینیاں اور دقیقہ سنجیاں کیں تا آنکہ قانون ارتقا کے بڑے حامی ڈاروین المتوفی ۱۸۸۲ء نے نباتات اور حیوانوں کی ارتقائی حالت کا سراغ لگایا اور ہربرٹ سپنسر جو انیسویں صدی کے اخیر میں فوت ہوا۔ اس مسئلہ کو وسعت دیکر

لہ دنیا کی مردم شماری میں ۱/۴ حصہ کل آبادی دنیا کا موحد ہے ۱۲ منہ

سیاست اور معاشرت کے میدان میں لگیا یہ دونوں حکیم اسلامیوں کے شاگرد ہیں کیونکہ انہوں نے مسلمانوں کی مجتمعہ اور مدوّنہ حکمت سے استفادہ کیا ہے۔

اسی اصولِ ارتقاء کی بنا پر ہم بوثوق کہ سکتے ہیں کہ روحانیت سیاست اخلاق اور معاشرت میں مذہب اسلام سب مذاہب سے اعلےٰ اور اشرف ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اسلامیوں کو "خیر الامم" اور "اُمّۃً وسطًا" کا خطاب دیا گیا ہے یہ دنیا و جہان کے لئے نمونہ ہیں اور رسول اکرم ان کے لئے نمونہ" وَجَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَاۤءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا"

مختصر یہ کہ "اسلامی سیرت" قالب الٰہیہ میں ڈھلتی ہے اور پھر ساری دنیا کو اپنے سانچے میں ڈھال لیتی ہے موحدانہ سیرت مشرکانہ عادات پر غالب آتی ہے چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ اسلامیوں کے اعلےٰ اور ارفع تمدن نے ہندوؤں مصریوں یونانیوں رومانیوں اور ایرانیوں کو جنہیں اپنی تہذیب و شایستگی کی قدامت پر ناز تھا نیچا دکھایا اور اپنی فتوحات عظیمہ کا سکہ و خطبہ دنیاء معلومہ کے اس سرے سے اس سرے تک بٹھایا اور یہ مسلمہ امر ہے کہ وہی قوم دوسری اقوام پر غالب آتی ہے جس کا تمدن مفتوحہ قوم سے اعلےٰ اور فائق ہو۔

اگر کبھی کوئی ناشائستہ اور غیر مہذب قوم کسی شائستہ یا مہذب قوم پر غالب آئی ہے وہ کبھی اپنے تمدن کا رنگ مفتوح قوم پر نہیں چڑھا سکی تاتاریوں نے اسلامیوں پر فتح پائی ان کے ممالک تاخت و تاراج کئے مگر بالآخر مسلمانوں کی اعلےٰ اور اشرف تمدن میں جذب ہوگئے تھوڑے سے ہی عرصہ میں وہ اسلامی تہذیب سے متاثر ہو کر مسلمان ہوگئے اور علوم و فنون اسلامیہ کے سرگرم سرپرست بن گئے۔

اسلام کی صداقت و حقانیت اب ہم ایک اور معیار پر پرکھتے ہیں اور دکھاتے ہیں کہ اسلام میں وہ مافوق الفطرت مقناطیسی کشش موجود ہے جس نے دنیا کی تاریخ میں عظیم الاثر انقلاب پیدا کیا۔

دنیا میں تبلیغی مذاہب چار ہیں۔ بدھ، زرتشتی، عیسائی اور اسلام۔ بدھ

مذہب کی اشاعت چندر گپت سنہ ۳۲۱ ق م اور اس کے جانشین اسوکا کے عہد میں ہوئی جنہوں نے بدھ مذہب قبول کر لیا تھا۔ اگر ہندوستان میں کبھی کوئی وسیع سلطنت قائم ہوئی ہے تو اس کے بانی و مبانی یہی دو مہاراجے تھے۔ مؤرخ کہتے ہیں اور آثار قدیمہ سے بھی یہ پتہ لگا یا گیا ہے کہ "اسوک" ہی وہ راجہ تھا جو تمام ہندوستان پر حکمرانی کرتا تھا۔

مسیحیت نے اس وقت زور پکڑا اور پر و بال نکالے جب قسطنطین اعظم نے عیسائی مذہب قبول کر کے اسے بزور شمشیر پھیلایا۔

زرتشت پہلے ناکامیاب تھا جب دارا گشتاسپ اس پر ایمان لایا وہ تلوار کے زور سے آتش پرستی پھیلانے میں کامیاب ہوا۔

اسلام کا بانی علیہ الصلوٰۃ والسلام یتیم تھا بیکس تھا بے یار و مددگار تھا اور تمام روئے زمین پر شرک اور بت پرستی کا تسلط تھا۔ تاریخ شاہد ہے کہ وہ خود بادشاہ بنے اور اس عظیم الشان سلطنت کی بنیاد ڈالی جس کا نظیر بقول گبن نہ دنیا نے کبھی پہلے دیکھا اور نہ آیندہ دیکھیگی۔

نتیجہ یہ ہے کہ باقی تمام تبلیغی مذاہب کو بادشاہوں نے بنایا اور پھیلایا مگر اسلام ہے کہ خود اپنی فطرتی اور طبعی صداقت کی وجہ سے پھیلا اور پھیلانے والے کو بادشاہ بنایا اور وہ سلسلہ شہنشاہان ذوالاقتدار قائم کیا جو آج تک قائم ہے اور انشاء اللہ ہمیشہ قائم رہیگا۔

سنہ ہجری سے سو سال کے اندر یہ بینظیر اور عدیم المثال سلطنت دنیا معلومہ کے ہر حصہ میں قائم ہو گئی جس کا ایک سرا چین اور دوسرا دریائے لوار تھا جو فرانس کے جنوب میں بہتا ہے۔

پس صاحبانِ بصیرت کے لئے ان چاروں تبلیغی مذاہب میں فرقِ مراتب ظاہر ہے باقی تینوں مذاہب اپنی اشاعت میں بادشاہوں کے محتاج تھیں مگر اسلام ہے کہ اس کے خود بادشاہ محتاج ہیں اسے نہیں بلکہ وہ خود بادشاہ بنانیوالا ہے

وہی یتیم اور بیکس جس نے اس کی بنیاد رکھی ہم دیکھتے ہیں کہ وطن مالوف سے ہجرت پر مجبور ہو کر آٹھ سال کی قلیل مدت میں شاہانہ جلال سے اسی سرزمین مکہ میں داخل ہوتے ہیں جہاں انہیں اور ان کے متبعین کے لئے ایک بالشت زمین بھی رہنے کے لئے نہیں ملتی تھی اور جہاں سے وہ بے سروسامانی کی حالت میں ہجرت پر مجبور ہوئے تھے۔

صداقت کا بول بالا ہے حق باطل پر ہمیشہ غالب آئیگا۔

"اِنَّ الْاَرْضَ یَرِثُهَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ"

اسلام سے پہلے تنگ خیالی کا یہ عالم تھا کہ ہندو اپنے سوا تمام دنیا کو "ملیچھ" یعنی ناپاک کہتے تھے اور ہندوستان کو "آریہ ورت" یعنے پاک لوگوں کا وطن۔ اور یہی حال یونانیوں کا تھا کہ وہ اپنے آپ کو دیوتاؤں کی اولاد اور باقی تمام دنیا کو باربیرس (Barbarous) وحشی کہتے تھے اور یہی حال روما والوں کا تھا کہ وہ اپنے سوا تمام دنیا کو وحشی سمجھتے تھے اسلام نے اس تنگ خیالی کو دور کیا۔ حسب ونسب اور ذات پات کی جڑیں کاٹ دیں حریت، مساوات، آزادی و آزاد خیالی کا دور آیا۔ مساوات عامہ نے انسان کو انسان بنایا اور توحید، شرک کی آمیزش سے ہمیشہ کے لئے پاک کی گئی۔ انسان انسان اور پھر باخدا انسان بنا۔ توحید سے مساوات عامہ اور اخوت تامہ پیدا ہوئی۔ شرافت و نجابت کا اصلی اور سچا معیار "اتقا" قائم ہوا ارشاد ہے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰکُمْ "الآیہ" دنیا روحانی، اخلاقی، اور معاشری لحاظ سے زندہ ہوئی، ایثار و کرم النفسی نے اپنے جوہر دکھائے، ظلمتکدہ عالم بقعۂ نور بنگیا۔

تاریخ کے اوراق اُلٹو دنیا کی تہذیب و تمدن کے ابتدائی مرحلوں سے گذرو اور بتدریج انتہائی منازل کی طرف بڑھتے آؤ اس دشوار گذار راستے اور پر خطر وادی میں تم دیکھوگے کہ انسان کو انسان بنانے کے لئے مصلحان قوم اور بزرگان خدا نے کیا کیا مصیبتیں برداشت کیں کیا کیا تکلیفیں اُٹھائیں۔

جاں جوکھوں میں ڈالے مارے گئے جلائے گئے سولی پر لٹکائے گئے۔ زندہ زمین میں گاڑ دیئے گئے آروں سے چِروائے گئے۔ وطن مالوف سے نکالے گئے جلاوطن کئے گئے ہجرت پر مجبور ہوئے۔ مختصر یہ کہ تمہیں معلوم ہو جائیگا کہ باغِ تمدن کی ابتدا میں جب داغ بیل ڈالی گئی تھی۔ اس کی تہ میں خون شہدا رکھا گیا تھا اور خون شہدا سے ہی بعد میں اس کی آبیاری کی گئی اور انہیں مقدس اور جانباز قافلہ سالاروں کی طفیل تم اب اس باغ کو سرسبز اور شاداب دیکھ رہے ہو۔

جب انتہائی منزل پر پہنچ گئے تو یہ حقیقت تم پر کھل جائیگی کہ معراجِ انسانیت ہے اسلام، غایت الغایات تہذیب ہے اسلام علم و حکمت کا دفتر ہے اسلام، فہم و فراست کا مجموعہ ہے اسلام، علم و فضل کا مرقع ہے اسلام دنیا کے تجربوں اور مشاہدوں کی تصویر ہے اسلام، کتاب کائنات کی تفسیر ہے اسلام، اور صحیفۂ فطرت کی تعبیر ہے اسلام، (پیام قوم مطبوعہ روئداد سالانہ جلسہ بست و ششم انجمن حمایت اسلام لاہور) گذشتہ دو سالانہ جلسوں میں ہم نے برکات اسلام کا اجمالی تذکرہ بہ تعلق ہندوستان اور ترکستان اسی پلیٹ فارم پر کیا تھا آج ہم "اسلام اور ایران" کے عنوان سے ان موثرات کا مختصر ذکر کرتے ہیں جن سے ایرانی متاثر ہوئے اور آتش پرست قوم سے ایک خدا پرست قوم بن گئے بیان میں سلسلہ و ربط قائم رکھنے کے لئے ہم جہاں تک ممکن ہو ترتیب وار بقید تاریخ واقعات و حالات کو ضبط تحریر میں لائیں گے تاکہ قارئین کرام کو فہم مطلب میں آسانی ہو۔

(۲) ایران کا جغرافیہ[۱] زمانہ قدیم میں "ایران" نام اس وسیع و عریض ایشیائی سرزمین کا تھا جس کے شمال میں کوہ قاف اور بحیرہ کسپین[۲]، جنوب میں خلیج فارس اور بحر ہند مشرق میں دریائے سندھ، اور مغرب میں دریائے فرات بہتا تھا اس میں موجودہ افغانستان اور وہ تمام

[۱] ماخوذ از ملسن انسائیکلوپیڈیا و قدیم تاریخ ٹیلر مطبوعہ ۱۸[illegible]ء

[۲] کسپین، قزوین کا معرب ہے قزوین ایران کا ایک مشہور شہر ہے اسی کے نام سے اس سمندر کو موسوم کیا گیا ہے اسی کو بحیرہ خزر بھی

علاقہ جو افغانستان کے شمال و مغرب میں دریائے سیحون تک پھیلتا ہے تا ن
اس وسیع علاقہ میں آب و ہوا نہایت مختلف کہیں گرم اور کہیں سرد
اور بالتبع باشندگانِ ملک کے خط و خال اور اوضاع و اطوار میں بڑا فرق تھا۔ علم
الاقوام (اتھنالوجی) میں اس ملک کی اہمیت تسلیم کی گئی ہے اور بیان کیا جاتا ہے
کہ اس کا ایک صوبہ بلخ (بیکٹریا) اُمّ البلاد ہے جس سے آریا اطراف دنیا میں
پھیلے۔ آجکل اسے فارس (پرشیا) کہتے ہیں۔ زمانہ قدیم میں مفصلہ ذیل ممالک
اس کے زیر نگیں یا کم و بیش زیر اثر تھے اب اس نام یعنی ایران کا اطلاق صرف
فارس پر ہوتا ہے۔

(۱) **فارس** " (پرشیا) اس کا دارالسلطنت پرسی پولس تھا جس کو سکندر
اعظم نے تباہ کیا اب اس کے کھنڈرات عجائب روزگار ہیں جنہیں سیاح دیکھنے
کے لئے جاتے ہیں چہالیس ستون تھے اور ہر ایک اعلیٰ صنعت کا نمونہ اسے
جمشید پیشدادی نے بنایا تھا جو پیشدادیوں میں چوتھا تاجدار تھا۔ قصر شاہی ایک
عظیم الشان عمارت تھی جس کا نام تخت جمشید تھا۔ جب یہ بے نظیر محل تیار ہو گیا
تو اس کے افتتاح کی رسم بڑی شان و شوکت سے منائی گئی۔ نوروز نام رکھا گیا
جو آج تک پارسیوں میں بڑی تزک و احتشام سے منایا جاتا ہے۔

پرسی پولس یونانی نام ہے فارسی میں اصطخر اس شہر کا نام ہے دیکھو شاہنامہ
بعض مؤرخ کہتے ہیں کہ اصطخر کو گیومرث[۱] اور اس کے بعد ہوشنگ نے تعمیر
کیا جمشید کے زمانہ میں وہ عروج ترقی پر پہنچ گیا۔ ہما دختر بہمن نے اس میں ایک
آتش کدہ بنایا۔

اس ملک میں نادر اور نایاب نباتات ہر ایک قسم کا پھل اور ہر ایک قسم
کے پھول اور ہر ایسی چیز جو منطقہ معتدلہ میں پیدا ہو سکتی ہے پیدا ہوتی ہے جنگلوں
میں ایسے خوشنما پھول اُگتے ہیں کہ دوسرے ملکوں کے باغوں میں باوجود جد و جہد
پیدا نہیں ہو سکتے۔ باشندے قدآور، تندرست، ذہین اور خوبصورت ہیں مختصر

[۱] یہ معرب ہے گیومرث کا۔ یہ کاف پارسی و در آخر تائے فوقانی (معنی ترکیبی کے بیشوائے زمین کے ہیں گیو (زمین) بہ بدل جی اور کلمہ یونانی
بمعنے زمین ہے جیسا کہ جغرافیہ (صورۃ زمین) اور مرث (اندازہ) یہ لفظ فارسی و یونانی کے توافق لسانین کی عمدہ مثال ہے (احمد مخدومی)

یہ کہ فارس میں قدرتی سامان اس کو طاقتور مضبوط اور اقبال مند سلطنت بنانے کے موجود ہیں مگر افسوس کہ شخصی حکومت کی وجہ سے وہ برباد ہو گیا اور اب کوئی دن کا مہمان ہے +

موجودہ فارس کے ایک طرف کوہ البرز ہے افغانستان اور ایشیائی روم کی طرف اس کے حدود مشخص نہیں +

علاوہ پارسیوں کے مختلف النسل قومیں تاتاری ترک عرب، بلوچ، کرد اور لُر بھی اس ملک میں آباد ہیں۔ ترکمان شمال مشرق میں اور تھوڑی تعداد میں یہودی اور آرمینی بھی رہتے ہیں +

ہرات اسیستان اور خراسان بھی اس میں شامل تھے +

۲۔ خوزستان "قدیم (سوسیانا) فارس اور بابل کے مابین واقع تھا۔ سوسا اس کا دار السلطنت تھا۔ جس کے اب کھنڈرات بھی باقی نہیں۔ دار الخلافہ شہر نہایت سرسبز اصفہان سے ایک سو ساڑھ میل کے فاصلہ پر واقع تھا +

۳۔ "آذربائیجان" (قدیم میڈیا) دو حصوں میں منقسم ہے (۱) میڈیا اصغر جس کا موجودہ نام آذربائی جان ہے (۲) میڈیا اکبر جس کو عراق عجم کہتے ہیں +

آذربائیجان کا دار السلطنت تبریز اور عراق عجم کا ہمدان تھا۔ عراق عجم کے مشرق میں دشت کبیر اور خراسان ہے زمانہ حال میں کردستان، لورستان، اصفہان کاشان، اور قم اس میں شامل ہیں۔ اس کی زمین زرخیز اور سیر حاصل ہے۔ میڈیا کے شمال میں پارتھیا طبرستان اور مازندراں اور مشرق میں بلخ ہے۔ جس کو دریائے جیحون صوبہ سغدیانہ سے جدا کرتا ہے سغدیانہ[۱] کا دار السلطنت سمرقند ہے +

۴۔ "خراسان" اصل میں فارسی لفظ "خورسان" یعنے مانند آفتاب، کثرت استعمال سے خراسان بن گیا یہ شمال مشرقی صوبہ فارس کا ہے۔ مشرق میں افغانستان شمال میں بحیرہ کیسپین جنوب میں صحرائے ریگ اور کچھ حصہ میں کوہ البرز کی چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں ہیں۔ نیشاپور اس میں تاریخی شہر ہے اور مشہد اس کا دار الخلافہ

---

[۱] سغد کے لغوی معنی نشیب زمین کے ہیں جس میں پانی اکٹھا ہو جائے ۔ اور شہر کا نام ہے جو سمرقند کے نزدیک ہے (احمد محمود)

ہے +

۵۔ "صوبہ ہرات" کا دارالخلافہ شہر ہرات ہے جس کو سکندر اعظم نے آباد کیا تھا مشہور شہر تھا اب اس کی شہرت کا انحصار صرف اس کے محل وقوع پر ہے۔ سیستان اور غور کا علاقہ اس کے متصل ہے +

۶۔ "ترکستان" (۱) حصّہ ترکستان "متوسط ایشیا میں بڑی بھاری زیارتگاہ ہے کوہ ہندوکش جنوب میں شمالی حصہ دریائے سیحون کے متصل اور بدخشاں اس میں مشہور شہر ہے۔ (۲) ترکستان چینی "تبت کے جنوب میں اس کا بڑا شہر کاشغر ہے پہلے ۱۲۱۸ء میں چنگیز خاں کے ماتحت تھا اب ترک مسلمان اس میں بستے ہیں اور ۱۸۸۱ء میں چین نے اسے فتح کیا اب چین کے ماتحت ہے۔ (۳) ترکستان روسی "تاشقند دارالخلافہ ہے بخارا "خیوا" اور بلخ اس کے مشہور تاریخی شہر ہیں۔ جیحون اور سیحون دو دریا ہیں۔ ازبیگ ترک زیادہ تعداد میں ہیں ترکمان جو ترکوں کی ایک شاخ ہیں۔ بحیرۂ کیسپین اور دریائے جیحون کے مابین رہتے ہیں +

۷۔ صوبہ سمرقند "فرغانہ کے مغرب میں واقع ہے اب وسط ایشیا کے نام سے نامزد ہے۔ سمرقند اس کا تاریخی شہر ہے مسلمانوں کے عہد میں بڑے عروج پر تھا ۱۲۱۹ء میں چنگیز خاں نے اُسے برباد کیا ۱۳۶۹ء میں تیمور کی وسیع سلطنت کا دارالخلافہ تھا۔ بی بی خانم ملکہ تیمور کی اس میں قبر ہے جو علوم و فنون کی سرگرم سرپرست تھی۔ حضرت عمر فاروق کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک قرآن شریف بھی یہاں مسجد بی بی خانم میں تھا۔ جسے اب روسی سینٹ پیٹرزبرگ میں لے گئے ہیں۔ ۱۵۰۰ء میں یہ شہر ازبک ترکوں کے قبضہ میں آیا اور اب ۱۸۶۸ء سے وہ روسیوں کے ماتحت ہے +

۸۔ "بخارا" وسط ایشیا میں واقع ہے پہلے یہ شہر مسلمانوں کے علم و فضل اور تہذیب و تمدن کا مرکز رہا اب ۱۸۶۸ء اور ۱۸۷۳ء سے روسیوں کے قبضہ میں ہے +

۹۔ "خیوا" جس کو پہلے [illegible] اعلیٰ [illegible] تخت [illegible] حصہ تھا مسلمانوں کے قبضہ میں مدت تک رہا۔ اب سنہ ۱۸۷۳ء سے روسیوں کے ماتحت ہے۔ خیوا اس کا دارالخلافہ ہے ✤

۱۰۔ "غزنی" الپتگین، سامانی خاندان بخارا کے ایک غلام نے اس کی بنیاد ڈالی۔ سبکتگین اور اس کے بیٹے سلطان محمود نے اُسے ترقی دی۔ سلطان محمود نے کابل پشاور اور لاہور تک فتح کیا اور اپنی فتوحات ہندوستان کی جنوبی حد تک پھیلائیں سنہ ۱۱۸۶ء تک یہ غزنویہ خاندان کا پایہ تخت رہا۔ غوریوں نے اُسے تباہ کیا ✤

۱۱۔ "غور" افغانستان میں ہرات کے نزدیک ایک علاقہ ہے جو قندھار تک پھیلا ہوا ہے غوری خاندان کا ہرات پایہ تخت تھا۔ سنہ ۱۳۸۰ء میں تیمور نے اس علاقہ کو برباد کیا ✤

۱۲۔ "توران" ایران کے میدیا کا نام ہے لفظ تورانی پہلے متوسط ایشیا کے ترکوں پر بولا جاتا تھا پھر منگولوں اور دیگر اقوام پر اس کا اطلاق ہوا جو غیر آریہ تھیں یہ لفظ آج کل متروک ہے شاہنامہ میں تورانیوں اور ایرانیوں کے باہم جنگ و جدل اور فتنہ و فساد کی داستان شرح و بسط سے بیان کی گئی ہے ✤

۱۳۔ "اسیریا" ضمیمہ ا وہ حصہ ملک ہے جس کے مشرق میں موجودہ کردستان اور جنوب میں بابلونیا اور شمال میں آرمینیا جس میں کوہ ارارات ہے۔ مغرب میں کچھ حصہ اس علاقہ کا ہے جو دریائے دجلہ کے مغربی کنارہ پر واقع ہے اس کا دارالسلطنت قدیم زمانہ میں شہر آسر تھا سنہ ۱۲۳۰ قبل مسیح میں اس کی جگہ نینوا دارالخلافہ بنایا گیا۔ نینوا کے کھنڈرات شہر موصل کے پاس واقع ہیں سنہ ۶۰۶ قبل مسیح میں یہ شہر میڈیا والوں اور ایرانیوں نے مل کر تباہ کیا اسی ملک کا نام سیریا بھی ہے ✤

۱۴۔ "بابلونیا یا کالدیہ" مغرب میں فرات مشرق میں دجلہ تھا۔ اس کا

(۱) یائے مجہول ہے۔ نہ بہ فتح اول جیسا کہ عوام بولتے ہیں (احمد مخدومی)

کیا انجام یہ ہوا کہ شدّاد بن عاد نے اپنا (بقیہ) (حاشیہ)

دارالسلطنت شہر ... علاقہ عراق عرب ہے جو دجلہ اور فرات کا زیرین حصّہ ہے عراق عرب میں بابل اور شہر مدائن کے کھنڈرات پائے جاتے ہیں۔ شہر بصرہ اور بغداد آج کل اسی سرزمین پر آباد ہیں۔ بازنطین یعنی مشرقی سلطنت روم کی تاریخ میں "میسوپوٹیمیا" اس کا نام ہے مدائن سے پہلے شہر "سلوشیا" سلوکس نے اسی موقع پر بنایا تھا۔ اسیریا اور بیلونیا زمانہ قدیم میں نہایت ہی زبردست سلطنتیں تھیں۔ آج کل مغربی ایشیا میں ایشیا کوچک ملک شام اور کنعان شامل ہیں۔ ایشیا کوچک کا موجودہ نام اناطولیا ہے +

۱۵۔ "کردستان" ایک پہاڑی علاقہ ہے دریائے جیحون جنوب میں اور عراق عرب شمال میں۔ ۲۰ لاکھ آبادی سب سنّی مذہب ہیں کسی زمانہ میں یہ سارے ملک یا صوبے ایران کی وسیع سلطنت میں شامل تھے +

(۳) ایران کی مذہبی اور ملکی تاریخ[۲]

(۱) دور پیشدادیاں

ماہرین علم الآثار اور محققین علم اللسان نے پتھروں کی تصویروں پرانے کتبوں اور زبان کی مماثلت سے پتہ لگایا ہے کہ آریہ نسل کے لوگ وسط ایشیا میں آباد تھے۔ جب آبادی بڑھی زمین گذارہ کے واسطے کفایت نہ کر سکی مشرق میں ہرات سے گذرتے ہوئے ہندوستان میں اور مغرب میں ایران کو آباد کرتے ہوئے یوروپ میں نکل گئے +

ایرانیوں کے علم الاساطیر[۵] (مائی تھالوجی) میں سب سے اوّلین انسان کا نام "مہ آباد" ہے جو خدا پرست تھا اور اس کی تعلیم موحدانہ تھی +

مہ آباد کے بعد جی افرام اور جی افرام کے بعد شائی کلیو اور شائی کلیو کے

۲؎ ماخوذ از تاریخ قدیم ٹیلر مطبوعہ ۱۸۸۲ء و رولن کی تاریخ قدیم مطبوعہ ۱۸۲۱ء تلسن انسائی کلوپیڈیا تقابائی نیز خود ہندوستان مذاہب وغیرہ ۱۲ ۵؎ اس کا ترجمہ علم الخرافات ہے (احمد) ۱؎ عرب اس کو الجزیرہ کہتے ہیں (احمد مخدومی)

بعد گیومرث، پھر سیامک، ہوشنگ اور طہمورث علی الترتیب تخت سلطنت پر بیٹھے ٭

فردوسی نے شاہنامہ میں بیان کیا ہے کہ کیومرث اور ہوشنگ تاجداران ایران نے پہلے پہل زراعت کی طرف توجہ دلائی ورنہ اس سے پہلے لوگ گلہ بانی اور شکار پر بسر اوقات کیا کرتے تھے۔ خانہ بدوش تھے جہاں سبزہ دیکھا ڈیرہ لگا دیا۔ دور حجر اور دور آہن سے انسان گذر رہا تھا۔ طہمورس لاولد تھا اس کا بھتیجا جمشید[1] تخت نشین ہوا تہذیب و تمدن کو ترقی دی۔ پرسی پولس یعنی اصطخر کو عالیشان شہر بنایا۔ قصر شاہی لاکھوں روپیوں کی لاگت سے تعمیر کیا۔ اور تخت جمشید نام رکھا۔ پارسیوں میں نوروز اسی قصر شاہی کی افتتاح کی یاد میں منایا جاتا ہے ٭

جمشید[2] کی اوّلیات میں (۱) انگوری شراب (۲) اسلحہ آہنین، خود، زرہ، جوشن، خفتان، تلوار، اور نیزہ (۳) روئی اور ریشم سے پارچات (۴) خیاطی (۵) غواصی اور دریا سے موتی نکالنا (۶) پانی اور مٹی سے اینٹ بنانا (۷) کانوں سے جواہرات نکالنا (۸) مفرد ادویہ سے مرکبات (۹) بخور اور عطریات کا استعمال (۱۰) حمّام (۱۱) سڑکیں (۱۲) ایجاد موسیقی اور کئی قسم کے باجے۔ فردوسی شاہنامہ میں بیان کرتا ہے کہ مثنوی کی طرح اس نے چار ذاتیں قائم کی تھیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ حکیم فیثاغورس اس کے عہد میں گذرا ہے جس نے فن موسیقی ایجاد کیا۔ "تخت جمشید" ایک عجائب روزگار قصر تھا جس کی سیڑھیوں میں ایسے لطیف اور شفاف پتھر کندہ تھے جنہیں یونانیوں نے دیکھ کر "آئینہ سکندری" بنایا۔ اس کو سکندر نے تباہ کیا اور یہ شہر اصطخر ۱۳ھ میں مسلمانوں کے قبضہ میں آیا۔ الپ ارسلان سلجوقی کو یہاں سے ایک فیروزہ دستیاب ہوا جس پر جمشید کا نام کندہ تھا۔ روایت ہے کہ جب جمشید کا اقتدار بڑھا تو اس نے اپنا بت بنوا کر رعایا کو اپنی پرستش کے لئے مجبور کیا فرعون کی طرح "انا ربکم الاعلیٰ" کا دعویٰ

---

[1] فارسی علم ادب میں جام جم، ملک جم، تخت جم، تخت جمشید، مجلس جمشید ۱۲ [2] جمشید کا یونانی نام اکی میں ہے Achaemenes یونانی پیشدادیوں اور کیانیوں کو اسی نام سے پکارتے ہیں ۱۲

کیا۔ انجام یہ ہوا کہ شدّاد بن عاد نے اپنا بھتیجا "ضحاک"[1] اس کے ساتھ لڑائی کرنے کو بھیجا اور جمشید نے اپنی تمرّد و طغیان کی سزا پائی۔ ضحّاک ملک پر قابض ہوگیا اور اس کے جانشین ایران پر مدتوں تک بقول بعض ہزار سال تک حکومت کرتے رہے ✦

سلسلہ کلام مربوط رکھنے کے لئے یہاں یہ بیان کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ عربی تاریخ کے "عاد و ثمود"[2] اور بنی اسرائیلی صحائف یعنی عہد عتیق کے "عمالیق"[3] اور انگریزی مؤرخوں کے "اسوری" جنہیں بیان کیا گیا ہے یہ وہی قوم تھی جو زمانہ قدیم میں مدتوں تک برسر اقتدار رہی۔ یعنی عاد، عمالقہ اور اسوری مختلف نام ایک ہی قوم کے ہیں ✦

علاقہ اسیریا (Assyria) کا (جس کو ہیروڈوٹس یونانی مورخ المتوفی ۴۲۵ ق م "سریا" سے نامزد کرتا ہے) دار السلطنت اشّر[4] (Asshur) تھا جس کا نام بعد میں نینس نام (Ninus) بادشاہ نے "نینوا" رکھا۔ اسوری قوم اسی شہر سے منسوب ہے "سریا" یونانی اور "ارام" عبرانی نام اس ملک کا ہے ✦

اس سلطنت کے مدّ مقابل بیلونیا[5] یا کالدیہ تھا جن کا دار السلطنت شہر "بابل" تھا یہ دونوں قومیں سامی النسل پرلے درجہ کی بت پرست، اُن کے بادشاہ مطلق العنان، خواجہ سراؤں، لونڈیوں اور سینکڑوں کی تعداد میں حرم سراؤں میں عورتیں رکھنے کی عادی تھیں اُن کے ہاں بادشاہ کی پرستش معاذ اللہ خدا سمجھ کر کی جاتی تھی "پجاری" ایک زبردست فرقہ بن گیا تھا جن میں نسلاً بعد نسلٍ موروثی اور پیرا امامت کا عہدہ چلا آتا تھا ✦

---

[1] ضحاک بہت ہنسنے والا اور بعض اس کو معرب "دہ آک" کہتے ہیں یعنی اس میں دس عیب موجود تھے غیاث اللغات ۱۲

[2] عاد و ثمود دو قومیں جن کو طوفان صرصر اور کڑک نے تباہ کیا اپنے محل اور پہاڑوں کی کھوہ میں گھر بنا رہتے تھے ستارہ پرست اور بت پرست تھی [4] اسر کا لفظ آذر سے ملتا ہے بعض کہتے ہیں کہ اس شہر کو آذر والد حضرت ابراہیم نے بسایا تھا واللہ علم [5]

بیلونیا اور کالدیہ پاس پاس تھے تاریخ قدیم میں ان کا ایک ہی جگہ ذکر کیا گیا ہے بابلی اور کلدانی کہلاتے ہیں ۱۲

[3] سرسید احمد خاں نے خطبات احمدیہ میں لکھا ہے کہ اقوام عاد۔ ثمود۔ جرہم اولیٰ اور عمالیق اولیٰ عرب البائدہ ہیں۔ جو ابراہیمؑ اور بنائے کعبہ سے پہلے ہو گزری ہیں (مخدومی)

یہ مذہب "صابئین" یعنے سورج چاند اور ستاروں کی پرستش کرتے تھے انسداد زمانہ کے بعد ان کواکب پر بزرگ انسانوں کا اضافہ کیا گیا جن کو وہ ستاروں سے متاثر اور قاضی الحاجات تصور کرتے تھے۔ ہندوؤں کے "چندر بنسی" اور "سورج بنسی" خاندانوں کی طرح وہ بزرگ انسانوں کو چاند اور سورج کا بیٹا سمجھتے اور ان کی عبادت کیا کرتے تھے۔ سب سے بڑے دیوتا "بعل" اور "ملوچ" Moloch تھے جن پر انسانوں کی قربانیاں چڑھائی جاتی تھیں اور خدا کی طرح ان کا احترام کیا جاتا تھا۔

ان دیوتاؤں کے بعد دیویوں کا نمبر آتا ہے جن کو "بابلی" "مائی لتا" Mylitta اور "اسوری" "استاربی طا" Astarta کہتے تھے ان کی پرستش بوالہوسی اور شہوت انگیزی کا ناپاک اور منحوس نمونہ تھی۔ زناکاری اور فسق و فجور کے جذبات کو پورا کرنے کی وجہ سے یہ دیویاں تمام مغربی اور متوسط ایشیا میں متبرک، ہر دلعزیز اور سب دیویوں سے اعلے اور برگزیدہ مانی جاتی تھیں عہد عتیق میں ان مندروں کو "مندر دختران" نام دیا گیا ہے جو زناکاری کے لئے مخصوص تھے۔

دونوں ملکوں میں بے رحمی، سفاکی، اور جور و ستم کا دور دورہ تھا مذہبی طور پر زناکاری اور انسانی قربانیاں قرار دی گئیں تھیں۔

مختصر یہ کہ ہندوؤں کے برہمنی زمانہ کی سب فحش اور بیہودہ رسمیں رائج تھیں۔ بت اور بعض بتوں کی متعدد سر جن میں انسانی اور حیوانی اعضاء کی ترکیب شامل تھی جا بجا نصب کئے ہوئے تھے بعینہ وہی نقشہ تھا جو ہم ہندو مائی تھالوجی میں ملاحظہ کرتے ہیں۔ عورت کی یہ حیثیت تھی کہ جب وہ بیچاری بالغہ ہوتی تھی بازاروں میں نیلام اور جو قیمت وصول ہوتی تھی اُس سے بدصورت عورتوں کے لئے خاوند خریدے جاتے تھے غرضکہ دنیا تیرہ و تار تھی عیاشی، زناکاری، قماربازی اور شراب خواری کا دور دورہ تھا۔ یہ لوگ پجاریوں کے ہاتھ میں کٹھ پتلی تھے جس طرح کہ برہمنوں کے ہاتھ میں ہندو۔ زبان

زبان اُن کی سامی تھی جس سے عبرانی ارامی سُریانی اور عربی زبانیں ماخوذ ہیں یہ لوگ ۲۰۰۲ قم سے لغایت ۵۳۹ قم اسی طرح تہذیب و انسانیت سے معرّا اور محروم رہے۔ گو علم نجوم میں اور فلکیات میں کافی دستگاہ رکھتے تھے اور اجرام سماوی کو بھی معبود سمجھتے تھے۔ فلسطین یعنی کنعان بھی جس کے مشرق میں بحیرۂ گلیلی اور دریائے جردن اور مغرب میں بحیرۂ روم تھا "اسائریا" کا ایک صوبہ تھا۔

مختصر یہ کہ جب کلدانی یا بابلی اور اسوری مذہبی اور معاشری لحاظ سے انواع و اقسام کی بدکرداریوں میں مبتلا تھے حضرت ابراہیم مبعوث ہوئے ۱۹۲۱ قم وہ کالدیہ سے کنعان میں آئے تا کہ بت اور ستارہ پرستوں میں دین الٰہی کی منادی کریں اپنے عزیز بیٹے کو قربانی کے لئے پیش کر کے ملک و قوم کو سمجھایا کہ قربانی بتوں اور جھوٹے معبودوں کے لئے جائز نہیں اور اسی سے یہ عقدہ حل ہو گیا کہ آئندہ انسان کی قربانی ناجائز ہے۔

چونکہ قوم بت پرست اور ستارہ پرست تھی اس لئے اپنے والد کو مخاطب کر کے درد بھرے دل سے یوں خطاب کیا کہ اے باپ تو نے بتوں کو خدا بنا رکھا ہے میں تجھ کو اور تیری قوم کو صریح ضلالت میں دیکھ رہا ہوں نہ ستارہ خدا ہے نہ چاند نہ سورج اِنِّیْ بَرِیٓءٌ مِّمَّا تُشْرِکُوْنَ ۝ اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ "میں شرک سے تبرّا اور توحید کے ساتھ تولا کرتا ہوں میں مشرک نہیں میں تو خدا اور صرف خدا کا ہو کر رہوں گا۔

۱۸۲۱ قم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وفات پر اسحٰق پھر یعقوب (اسرائیل) اور یعقوب کے بعد مصر میں حضرت یوسف صاحب اقتدار اور با اقبال ہو گئے بھائیوں

---

۵۱ قم لیں مراد قبل مسیح اور "بم" سنہ بعد مسیح تھی حضرت ابراہیم کو نمرود شاہ بابل نے آگ میں ڈلوایا تھا جو سرد ہو گئی ۲۱ ۳۲ سورۃ الانعام رکوع ۸ اذ قال ابراہیم " تا وما انا من المشرکین
۵۲ مصر میں ان کے جانے کا قصہ مشہور عام ہے ۱۲

اور باپ کو ۵ٹ ۶ئع مصر میں بلایا تعداد میں بنی اسرائیل بڑھ گئے پولٹیکل وجوہات پر بادشاہ کو ان کی طرف سے خطرہ پیدا ہوا موسٰے پیدا ہوئے[1] اور ۱۴۹۱ قبل مسیح میں اپنی قوم کو ساتھ لیکر مصر سے نکلے کوہ سینا اور وطن مالوف کے قریب "عمالقہ" سے مقابلہ ہوا +

حضرت موسٰے کی غیر حاضری میں تمام قوم نے سونے کا زیور پگھلا کر گوسالہ بنایا اور اس کی پرستش میں مشغول ہو گئے +

بچھڑے کی پرستش بنی اسرائیل نے مصریوں کی تقلید میں شروع کی جہاں وہ مدتوں کی ماندو بود کی وجہ سے اشیاء پرست ہو گئے تھے +

اولڈ ٹسٹیمنٹ (عہد عتیق) میں لکھا ہے کہ مصری بچھڑے کی پوجا کیا کرتے تھے اور جب گوسالہ مرتا تھا اسے تزک و احتشام سے بصرف زر خطیر دفن کیا کرتے تھے چنانچہ ایک دفعہ ایک بچھڑے کے دفن پر تیرہ ہزار پونڈ خرچ ہوئے تھے +

مصر شام ہندوستان اور ایران میں "گائے" کی پرستش جاری تھی زردشت کہتا ہے کہ سب سے پہلے گائے نے جنم لیا اور پھر ساری مخلوق اس سے پیدا ہوئی۔ ہندوؤں کی اُپنشدوں میں بھی گائے کی نسبت اسی قسم کی روایتیں موجود ہیں +

تخت جمشید کے کھنڈروں سے ایک تصویر نکلی ہے جس کا سر تو انسان کا ہے اور باقی سارا جسم بیل کا ہے اور اس تصویر پر کندہ ہے کہ یہ نشان گیومرث کا ہے جو دنیا میں سب سے پہلا بادشاہ ہے +

"گیو" اور "گاؤ" مترادف بلکہ ایک ہی ہیں +

شائد اس مثل کی بھی یہی وجہ ہو کہ "دھرتی بیل کی سینگ پر ہے" بلکہ افسانوں میں ذکر کیا گیا ہے کہ زمین بیل کی سینگ پر قائم ہے۔ بیدل ؎

فلک تکلیف جاہت میدہد فال حماقت زن کہ غیر از گاو نتواند کشیدن بار دنیا را

---

[1] بنی اسرائیل لڑائی سے جی چرا تے تھے حضرت موسیٰ کوہ طور سے شریعت لائے السن بالسن والجروح قصاص اور [illegible] کا دل بڑھایا ہے

اس شعر میں اسی قصہ کی طرف اشارہ ہے ؎

غرضکہ "اسوری" جن کے عقائد و خیالات کی یہ حالت تھی سلطنت ایران پر متمکن ہوئے۔ ایران عذاب و عقاب میں مبتلا ہو گیا فاتحوں کی رسوم، اخلاق، زبان اور تہذیب نے ایرانیوں پر گہرا اثر ڈالا ؎

علم ادب میں شامیوں کے قصے روایتیں اور رسوم داخل ہو گئیں زبان میں "اسوری" اور "آرامی" الفاظ مل جل گئے اور ایک زبان پیدا ہوئی جس کا نام "ژند" ہے "ژنداوستا"[۱] جو ایک مستند مذہبی کتاب پارسیوں کی ہے اسی زبان میں ہے۔

یہ امر بھی قابل بیان ہے کہ "اسوریوں" کی ستارہ پرستی ملک میں عام ہو گئی ہر ستارے کا خیالی بت بنایا گیا اور اسے ہر ایک گروہ یا فرقہ کے ساتھ منسوب کیا گیا۔ "کیوان" زمینداروں اور کاشتکاروں کا "مشتری" علماء فضلاء کا "بہرام یا مریخ" فوج کا "سورج" بادشاہ کا "زہرہ" عورتوں کا "عطارد" منجم، اطبا، اور بیطاروں کا۔ عمّال، منشی، تاجر، معمار، خیّاط اور خطّاط بھی اس کی پرستش کرتے تھے "ماہ" کے بت کی کاتب، ہرکارے اور مسافر عبادت کرتے تھے ؎

بادشاہ تک رسائی کا یہ طریقہ تھا کہ جو شخص جس بت سے منسوب ہوتا اس کے پاس آ کر ٹھہرتا تھا۔ پھر پجاریوں کی معرفت شاہی دربار میں باریابی ہوتی تھی ؎

آخر کار "فریدوں" ایک صاحب اقبال اور ذوی الاقتدار بادشاہ نے "اسوریہ" خاندان کو شکست دی اور ملک میں پھر ایرانی سلطنت قائم ہوئی۔ فریدوں کے بعد منوچہر بادشاہ ہوا اور اس نے بڑے رعب و داب سے حکومت کی۔ مدت تک توران اور ایران اسوریوں کے ماتحت رہے مدت سلطنت متحقق نہیں بعض ہزار سال اور بعض اس سے کم بیان کرتے ہیں مگر زیادہ تر اعتبار

---

۱ زرتشت کا زمانہ متحقق نہیں جیسا کہ آئندہ معلوم ہوگا بعض اس کو حضرت ابراہیم کا ہم عصر شمار ہیں مختلف اقوال تاریخوں میں درج ہیں "ژنداوستا" کا مصنف زرتشت کو بیان کیا گیا ہے۔ منہ

کے قابل وہ روایتیں ہیں جن میں بیان کیا گیا ہے کہ ۷۱۰ ق م میں اسوری حکومت کا خاتمہ ہوا۔ کیانی پیشدادیوں کی اولاد سے ہیں۔ نظامی دارا کی نسبت جو اسکندر کے حملے میں خواجہ سراء کے ہاتھ سے مارا گیا باتباعِ فردوسی یوں رقمطراز ہے ؎

بہارِ فریدون و گلزارِ جم | زبادِ خزاں گشتہ تاراج غم
نسب نامۂ دولتِ کیقباد | ورق بر ورق ہر سوئے بُرد باد

(ب) دور کیانیاں[1] پیشتر اس سے کہ "کیانیوں" کی ملکی اور مذہبی تاریخ اجمالی طور پر لکھی جائے سلسلہ کلام مربوط رکھنے کے لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل کا جن کو ہم آیندہ "یہودی" کہینگے تھوڑا سا تذکرہ کیا جائے ؛

یہودیوں نے حضرت موسےٰ المتوفی ۱۴۵۱ ق م کے ماتحت ۱۴۵۱ ق م میں کنعان فتح کیا۔ ساؤل یہود کا پہلا بادشاہ ۱۰۹۵ تا ۱۰۵۵ اور اس کی وفات پر حضرت داؤد نے ۱۰۴۴ ق م ملک شام فتح کیا ان کا جانشین حضرت سلیمان[2] تیسرا بادشاہ ۹۷۵ تا ۹۳۰ ق م ایک عظیم الشان اور عدیم النظیر فرمانروا گذرا ہے۔ بیت المقدس تعمیر کیا ملکہ بلقیس اور صوبہ سبا و فتح یمن پر حکومت کی علم و ادب میں "ملک سلیمان" باعتبار وسعت ضرب المثل ہو گیا ہے حضرت یونس ۸۶۲ ق م اہل نینوا کی ہدایت پر مامور ہوئے بخت نصر[3] بادشاہ بابل نے جس کو تاریخ قدیم میں

---

[1] نلسن نسائی کلوپیڈیا ٹیلر کی تاریخ قدیم مطبوعہ ۱۸۶۷ء رولن کی تاریخ مطبوعہ لندن ۱۸۲۳ء اسپرٹ آف اسلام مصنفہ امیر علی شاہنامہ وغیرہ [2] سلیمان کا زمانہ ۱۰۱۵ ق م سے ۹۷۵ ق م تک نلسن انسائی کلوپیڈیا حضرت داؤد نے مندر بنانے کی تجویز کی اور حضرت سلیمان نے اس تجویز کو عملی جامہ پہنایا بیت المقدس شہر تاریخی مقام ہے [3] ۵۳۸ بخت نصر فاسق فاجر اور شراب خوار تھا شراب پی رہا تھا شام کا وقت تھا اندھیرے میں اس کے سامنے ایک غیب سے ہاتھ نمودار ہوا اور دیوار پر عبرانی زبان میں کچھ لکھا گیا جب بخت نصر نے پڑھوایا تو یہ لکھا تھا تم تولے گئے مگر کم وزن نکلے (اولڈ ٹسٹمنٹ) یعنی عہد عتیق بخت مخفف "بوخت" یعنی پسر اور "نصر" بت کا نام ہے بت نصر کے پاس سکو پڑا ہوا پایا اسلئے بخت نصر نام مشہور ہوا یعنی بادشاہی اس سے منسوب ہے کہ اس نے اسکی نسل و عجم کے وطنوں سے

بنوچد نیزر (Nebuchadnezzar) کہتے ہیں۔ یروشلم اور اس کے مضافات میں یہودیوں کو تہ تیغ کیا۔ بیت المقدس کو برباد کیا اور رہے سہے یہودیوں کو ۵۸۶ ق م میں گرفتار کر کے بابلونیا میں لے گیا۔ جہاں وہ مدتوں تک غلامانہ حالت میں رہے۔ یہودیوں کے عقائد و خیالات کا بابلیوں پر اور بابلونیا والوں کی رسوم و عادات کا اثر یہودیوں پر پڑا جس کا نتیجہ ہم آئندہ بیان کریں گے ؛

ہم کہہ آئے ہیں کہ کیانی پیشدادیوں کی اولاد ہیں مگر یہ متحقق نہیں کہ پیشدادیوں نے کب کیانی لقب اختیار کیا۔ مؤرخوں کے بیانات میں بڑا اختلاف ہے معلوم ہوتا ہے کہ تاریخ مرتب کرنے میں افسانوں اور مروجہ روایتوں سے کام لیا گیا ہے ؛

یوروپین مؤرخ کیقباد کو میڈیا یعنی توران کا بادشاہ کہتے ہیں اور فردوسی اور نظامی اسے کیانی اور شاہ ایران کہتے ہیں ؛

کیقباد (Deioces ۷۰۸ ق م) تھا سے تیسری پشت میں کیکاؤس (Cyaxares) تھا جس نے بابلیوں کے ساتھ مل کر ۶۲۵ ق م نینوا پر حملہ کیا اور بالآخر ۶۰۶ ق م اُس کو ویران و برباد کر کے اسوری خاندان کا خاتمہ کر دیا۔ افراسیاب (Astyages میڈیا توران) کا بادشاہ تھا۔ سیاوش (Cambyses) اپنے باپ شاہ ایران سے بھاگ کر افراسیاب کے پاس پناہ گزین ہوا اور فرنگیس دختر افراسیاب سے شادی کی کسی بات پر ناراض ہو کر افراسیاب نے سیاوش کو قتل کر دیا مگر اُس کی عورت اور بیٹا پیران ویسہ کی وساطت سے بچ گئے۔ اس لڑکے کا نام تاریخ میں کیخسرو (سائرس) ہے ؛

کیخسرو نے اپنے باپ سیاوش[1] کا انتقام لینے کے لئے تورانیوں کو شکست

---

[1] سیاوش کا انتقام لینے کے لئے ایرانیوں اور تورانیوں میں جنگ شروع ہوئی جو مدتوں تک قائم رہی نظامی اسی واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں جب سکندر نامہ میں یوں فرماتے ہیں ؎

فلک بر بلندی زمین در مغاک ؛ یکے طشت خون شد یکے طشت خاک ؛ نوشتہ بر ایں ہر دو آلودہ طشت ؛ زخون سیاوش بسے سرگذشت

دیکر افراسیاب کو قتل کیا اور تخت سلطنت پر اپنے چچا کیکاؤس دوم کو ۵۶۰ ق م بٹھایا۔ پھر بیلونیا پر حملہ کر کے ۵۳۶ ق م اس کو اپنی سلطنت میں ملایا۔ یہودیوں کو ۵۳۶ ق م قید سے چھڑایا اور دانیال اسرائیلی کو عہدۂ وزارت پر ممتاز کیا۔ دانیال کو یہودی اچھا نہیں سمجھتے کہ اس نے بت پرست بادشاہ کی ملازمت اختیار کر لی۔ اور یہوواہ یعنے خدا کا علم اس کو سکھایا۔ عہد عتیق میں لکھا ہے کہ دانیال کے دشمنوں نے کیکاؤس سے ایک فرمان حاصل کیا کہ تیس دن تک بادشاہ کو خدا مان کر اُس کی پرستش کی جائے اور جو انکار کرے درندوں کے آگے ڈالا جائے۔ دانیال نے انکار کیا اور شیروں کے آگے ڈالا گیا مگر شیروں نے اسے نہ کھایا +

سونا جو بابل سے مال غنیمت میں حاصل ہؤا اس پر سکہ کیکاؤس دوم مضروب کیا گیا۔ کیکاؤس کے بعد کیخسرو (سائرس اعظم) ۵۳۴ ق م تخت نشین ہؤا۔ لانڈیا واقع ایشیا کوچک اسائریا، بیلونیا، مغربی ایشیا اور مصر کو فتح کیا یروشلم کو دوبارہ تعمیر کیا جس کو بخت نصر نے تباہ کر دیا تھا +

ماگیوں[1] کے حقوق جو توران میں پجاریوں کا فرقہ اور اقتدار میں برہمنوں سے بھی بڑھ چڑھکر تھے چھین لئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے توحید پھیلائی اور افراسیاب کی بت پرستی مٹائی۔ ماگی اجرام سماوی میں آفتاب کو سب پر فوقیت دیتے تھے +

فارس میں ہندوؤں کی طرح چار ذاتیں موبد[1] یا ماگی، فوجی[2]، کاشتکار[3] اور حرفتکار[4] بقول فردوسی جمشید کے وقت سے موجود تھیں جس کی ہیرڈوٹس مورخ یونانی بھی تائید کرتا ہے ان ذاتوں کو سائرس نے مٹایا۔ ماگی اور برہمن اپنے

---

[1] ماگی توران میں بڑی منزلت و اقتدار رکھتے تھے پجاری اور شعبدہ باز تھے یہی غالباً کاہن تھے۔ میجک انگریزی لفظ اسی سے نکلا ہے ماگی باتباع کالدیہ اور بیلونیا ستارہ پرست تھے۔ جب زرتشتی مذہب ایران کا اثر ہوا تو اس کو میگو زرتشتی کہتے ہیں۔ موبد ایران میں پجاری تھے۔ منہ

اپنے ملکوں میں سیاہ و سفید کے مالک تھے "بدھ" نے ہندوستان میں اور اس کے ہمعصر کیخسرو نے ایران میں ان کا قلع قمع کیا۔ مگر جیسا کہ ہندوستان میں بدھ مذہب کے زوال پر برہمن پھر برسراقتدار ہوئے ایسا ہی ایران میں پھر ماگیوں نے سر اٹھایا جیسا کہ آگے معلوم ہوگا +

کیخسرو (سائرس اعظم) کو اس کا باپ سیاوش ([illegible]) نصیحت کرتا ہوا یوں خطاب کرتا ہے "بیٹا سنو[1] کہ دنیا میں سب سے مقدم بتوں کی عزت ہے جب کسی مہم پر جاؤ خواہ چھوٹی ہو یا بڑی، بتوں سے استمزاج اور استعانت چاہو۔ پجاریوں کی عزت و احترام میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھو وہ بتوں کے محافظ اور ان کی مرضی اور منشاء کا پتہ دینے والے ہیں۔ مگر خود بھی بلا واسطہ بتوں کی مرضی دریافت کرنے سے بے نیاز نہ ہو جانا۔ بت آئندہ واقع ہونے والے کو جانتے ہیں مگر ٹھیک نتیجہ جتلانے پر مجبور نہیں" دیکھو دیباچہ قدیم تاریخ مولفہ رولن صاحب مطبوعہ لندن ۱۸۲۸ء +

اس سے ظاہر ہے کہ کیخسرو بقول ٹیلر گو موحد ہو مگر اس کا باپ سیاوش پرلے درجے کا بت پرست تھا۔ اور بت پرستی ابتدائی کیانیوں میں رائج تھی سیلرس کی قبر پر یہ کتبہ کندہ ہے سٹرابو مورخ[2] ([illegible])

"اے انسان میں کیخسرو ہوں جس نے فارس کی سلطنت
کی بنیاد ڈالی اس کو وسعت دی عروج پر پہنچایا تو اس
مشت خاک اور دو گز زمین پر حسد نہ کر جو میرا مدفن
ہے" +

کیخسرو نے عقائد مذہبی میں جو تبدیلیاں کیں ان کی نوعیت اب معلوم

---

[1] یہ وہ زمانہ تھا کہ تمام دنیا پر وہم پرستی مسلط تھی بڑے بڑے فضلاء فلاسفر اور سنٹ کے ممبران جانوروں کو اڑا کر فال و شگون مہمات امور کے لئے کیا کرتے تھے [2] سے ہیروڈوٹس ۸۴ق م سٹرابو ۵۵ق م سے ۲۵ بعد مسیح تک دونوں یونانی ہیں اور ایک تیسرا مورخ زینوفن بھی یونانی جنگ آزما دونوں اول الذکر بزرگوں کے مابین ہے یورپین مورخوں نے تاریخ قدیم کے متعلق ان سے معلومات حاصل کیں ہیروڈوٹس زیادہ معتبر ہے +

نہیں ہو سکتی مگر زردشت نے ان کو مکمل کیا جیسا کہ ہم آگے لکھیں گے۔
طوالت سے بچنے کے لئے کیخسرو کے بعد کے شاہان کیان کا شجرہ جو ہمارے مضمون میں کار آمد ہونگے۔ ذیل میں درج کرتے ہیں۔

لہراسپ سنہ ۵۲۹ تا سنہ ۵۲۲ قم
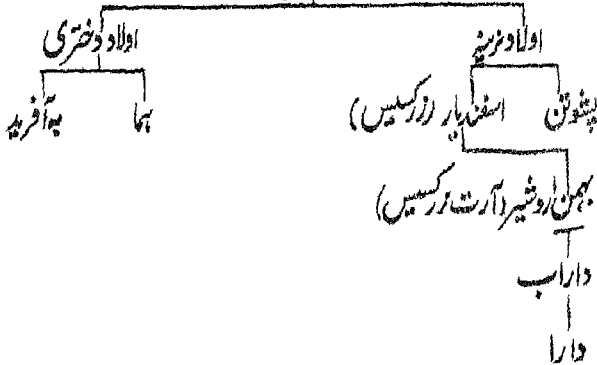
گشتاسپ

اولاد دختری: ہما، بہ آفرید

اولاد نرینہ: پشوتن، اسفندیار (زرکسیس)

اسفندیار (زرکسیس)
بہمن اردشیر (آرٹ زرکسیس)
داراب
دارا

دارا[۱] گشتاسپ سنہ ۵۲۲ قم تخت نشین ہوا "زردشت" اس کا ہمعصر تھا۔ بابلونیا کو جو کلدانیوں اور ماگیوں کی سازش سے سرکش ہوگیا تھا دوبارہ فتح کیا۔ سنہ ۴۹۰ قم میں میراتھان[۲] پر یونانیوں سے شکست کھائی مگر مشرق میں ہندوستان تک حکومت کو وسعت

[۱] (ہستاس پیس Hystaspes) دارا شاہان کیان کا لقب تھا جیسا کہ کسریٰ ساسانیوں کا اور قیصر شاہان روم کا۔

[۲] میراتھان سنہ ۴۹۰ قم تھرماپلی سنہ ۴۸۰ قم سلامس سنہ ۴۸۰ قم اور پلیٹی پر سنہ ۴۷۹ قم یونانیوں اور ایرانیوں کی لڑائیاں ہوئیں۔ اردشیر بہمن پسر اسفندیار سنہ ۴۴۹ قم یونانیوں کے مقابلے میں ایک بے عزتی اور بے وقری کی صلح کرنے پر مجبور ہوا۔ کنسکا کی لڑائی سنہ ۴۰۱ قم میں سائرس خرد مارا گیا۔ اردشیر بہمن سوم سنہ ۳۵۹ قم ایران کے تخت پر بیٹھا اور اس کے بعد دارا سنہ ۳۳۶ قم تخت نشین ہوا جو اسکندر کے حملے میں مارا گیا۔ تاریخ قدیم ٹیلر مطبوعہ سنہ ۱۸۷۰ء صفحہ ۵
خورشید بزرگ (دیرۂ ہیرنبرا) اس کو بدون واو لکھنا چاہئے مگر جب مصدر خوردن کی ماضی ہو تو واو لکھنا چاہئے
(احمد مجذوبی)

دی۔ زردشت[1] یا زرتشت یا زروہست مختلف تلفظ ہیں مگر ہم اس کو زرتشت کہینگے۔ یہ بزرگ انسان متقدمین ایران کا سرگروہ اور پیغمبر مانا گیا ہے مقام پیدایش اور وہ زمانہ جس میں اس نے اصلاحات شروع کیں متحقق نہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ دریائے دجلہ اور دریائے سندھ کے مابین کسی جگہ پیدا ہوا ہے مگر اقوال مستندسے مورخین اس نتیجہ پر پہنچے ہیں۔ کہ آذربائیجان میں پیدا ہوا تھا۔ اس کا نانا شہر رے کا رہنے والا تھا جو اصفہان سے چھ میل کے فاصلہ پر تھا۔ زمانہ کے متعلق بعض اس کو ہمعصر حضرت ابراہیم اور بعض شاہان نینوا کا ہم زمانہ اور یوروپین مورخ کہتے ہیں کہ چھٹی صدی قبل مسیح میں پیدا ہوا تھا۔

اس تناقض آرائی کے دور کرنے کے لئے بعض مورخ یہ کہتے ہیں کہ ایک زرتشت پیشدادیوں یا کیانیوں کے ابتدائے زمانہ میں گذرا ہے۔ اور پھر دارا گشتاسپ کے عہد میں ایک دوسرا زرتشت جو زرتشت اول کا ہمنام تھا پیدا ہوا۔

یوروپین مورخ کہتے ہیں کہ زرتشت موحد تھا اس نے مخلوق پرستی اور اشیاء پرستی سے اجتناب کر کے علت اولے یعنی ہرفرد کی پرستش کو رواج دیا نیکی کے فرشتوں کی عزت و توقیر سکھائی اور اہرمن کی جو بدی کے شیطانوں کا سرغنا ہے تحقیر کی۔

شام و عرب کے مؤرخین اسے آتش پرست آتش پرستوں یعنی مجوسیوں

---

[1] زرتشت کو بعض ... پیغمبر اور بعض دانیال کا شاگرد بتلاتے ہیں اس کی زندگی پر کئی ایک کتابیں انگریزی میں موجود ہیں جن میں واقعات عجیب و غریب پیرایہ میں اور کسی قدر مختلف طور پر بیان کئے گئے ہیں بعض کہتے ہیں ترک دنیا کر کے جنگلوں میں عبادت کرتا رہا۔ آخر گشتاسپ کے پاس آیا۔ اور اصلاحات شروع کیں عقیدہ یہ تھا کہ آگ سب سے مقدم اور صندل کی لکڑیوں سے ہمیشہ روشن رکھی جائے۔ چراغ پھونک مار کر نہ بجھایا جائے۔ آگ کو دیکھ کر اس کی صفت و ثنا آگ یا اس کا تصور ہمیشہ سامنے رہے۔ ۱۲ منہ

کا پیغمبر کہتے ہیں۔ فردوسی شاہنامہ میں اس کی تعریف میں رطب اللسان ہے مگر اس قدر تسلیم کرتا ہے کہ وہ آگ کو مظہر اکبر سمجھتا تھا۔

بلاشبہ زرتشت بت پرستی اور ستارہ پرستی سے منع کرتا تھا مگر آگ کو اس نے لازمۂ عبادت قرار دیا تھا۔ نماز آگ کے سامنے اگر آگ نہ ہو تو سورج کے سامنے پڑھی جائے یہ اس کا عقیدہ تھا۔

گشتاسپ نے اس کا مذہب قبول کیا اور جب تورانیوں کو شکست دی تو زرتشت اس کے باپ لہراسپ کے پاس گیا جو سلطنت چھوڑ کر گوشہ نشینی اختیار کر چکا تھا آگ اس کے ہاتھ میں تھی اور لہراسپ سے یوں مخاطب ہوا

فردوسی :-

بشاہ جہاں گفت پیغمبرم — ترا سوئے یزداں ہمی رہبرم
یکے مجمر آتش آورد باز — بگفت از بہشت آوردم فراز
زگوینده بپذیر به دین او — بیاموز زو راہ و آئین او
بیاموز آئینِ دینِ بہی — کہ بے دین خوب نیست شاہنشہی

کہتے ہیں کہ لہراسپ نے بھی مجوسی دین اختیار کیا۔

زند اوستا زرتشت کے عقائد کی کتاب ہے جس کی شرح کا نام پاژند ہے۔ اوستا کے ایک باب میں ان آتشکدوں کا تذکرہ ہے جو دارا گشتاسپ[۱] اور زرتشت نے بنوائے۔ زرتشت کا ایک آتشکدہ نیشاپور میں تھا۔ شاہنامہ اور دیگر عرب مورخوں کی کتابوں میں ان آتشکدوں کا مفصل تذکرہ درج ہے ہم بخوف طوالت قلم انداز کرتے ہیں۔

گشتاسپ نے حسب وعدہ اسفندیار کی شادی تو ہما سے جو اس کی بہن تھی کر دی مگر تخت سلطنت حوالہ نہ کیا جس پر باپ اور بیٹے میں کشیدگی پیدا ہوئی۔ اسفندیار کو جس کو یورپین مورخ زرکسیس سمجھتے ہیں قید کر دیا اور خود زابلستان میں رستم کے پاس چلا گیا۔

---

[۱] گشتاسپ [illegible] اسفندیار [illegible] کے باپ کا نام ہے (احمد محمودی)

گشتاسپ کی غیر حاضری اور اسفندیار کی خبر سنکر ارجاسپ شاہ توران ایران پر حملہ آور ہوا۔ آتشکدہ نوش آذر میں زند اوستا کو جلا دیا اور زرتشت کو جو مع دیگر موبدوں کے عبادت میں مشغول تھا قتل کردیا۔ فردوسی :-

ز خون شان ہر و آتش رو بہشت	ندانم چرا ہیربد را بگشت
ازا انجا بنوش آذر اندر شدند	رد و ہیربد را ہمہ سر زدند

مختصر یہ ہے کہ گشتاسپ نے اپنے عہد میں مجوسی مذہب بزور شمشیر پھیلایا۔ زرتشت کا مقولہ تھا کہ شمشیر و دین توام بہنیں ہیں ۔

زرتشت کے ہاں ماں، بہن، اور لڑکی سے نکاح جائز تھا اور حسب چاہا حسب مرضی طلاق کی اجازت تھی ۔

اسفندیار (زرکسیس) سنہ ۴۸۵ ق م تخت نشین ہوا اور مجوسی مذہب کے پھیلنے میں سخت جد و جہد سے کام لیا۔ یونان پر حملہ آور ہوا مگر یلیٹی پر شکست کھا کر بے عزتی کے ساتھ پسپا ہوا ۔

اردشیر بہمن (آرٹ زرکسیس) پسر اسفندیار سنہ ۴۶۵ ق م تخت نشین ہوا اس کا لقب "دراز دست" تھا۔ اس کے عہد میں مجوسی مذہب تمام دنیا میں پھیلا ۔

کہتے ہیں کہ اسفندیار اور اس کے بیٹے اردشیر بہمن نے اس مذہب کو ہندوستان بابل اور یونان میں پھیلایا ۔

اردشیر کا بیٹا داراب سنہ ۴۲۴ ق م تخت سلطنت پر بیٹھا ۔

آخر کار سنہ ۳۳۰ ق م دارا، اسکندر اعظم سے شکست کھا کر خواجہ سراؤں کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اسکندر نے ملک کو تاخت و تاراج کیا اصطخر یعنی پرسی پولس کو جلا دیا۔ چہل مینار میں جشن فتح منایا ۔

اسکندر کے جانشینوں میں طوائف الملوکی، سلوکس سنہ ۳۱۲ ق م جانشین […] ایران، فلسطین اور شام کا بادشاہ ہوگیا اپنے نام پر سلوشیا شہر آباد کیا۔ بعد میں پارتھیا قوم غالب ہوئی ان کے عہد میں بھی زرتشتی دین […] ۔

بدنظمی اور طوائف الملوکی کا دور دورہ رہا تا آنکہ ۲۲۶ء میں ساسانیوں نے اپنی سلطنت قائم کی ٭

ابھی ہم کہہ آئے ہیں کہ یہودی اسیری کی حالت میں بابل میں رہے۔ اہل بابل اور کلدانیوں کے مشرکانہ خیالات نے ان پر اثر کیا۔ قید کی حالت میں یہودی فارس کے قریب رہے اور جب سائرس نے ان کو قید سے چھڑایا تو فارسیوں کے ساتھ میل جول کر رہے۔ یہودیوں نے ایک مستقل اور مکمل خیال اعلےٰ ہستی یعنی خدا کا ایرانیوں کے دلوں میں پیدا کیا۔ انہیں خیالات سے متاثر ہو کر زرتشت نے بت پرستی اور ستارہ پرستی کا انتزاع کیا ٭

زرتشت نے ماگی عقائد سے مذہب کو پاک کرنا چاہا مگر زرتشت اور گشتاسپ کی وفات کے بعد ابھی ایک صدی ہی گذری تھی کہ ماگیوں کا طریق عبادت اور عقیدۂ ستارہ پرستی جو انہوں نے کلدانیوں سے سیکھا تھا مذہب میں پھر داخل ہو گیا ٭

اسکندر اور اس کا جانشین سلوکس مفتوحہ ممالک اپنے مذہب ہیلانس Hellenism میں داخل کرنا چاہتے تھے۔ اس لئے انہوں نے موبدوں پر انواع و اقسام کے جور و ستم توڑے۔ یہودی جہاں سائرس کو مسیح موعود کہتے تھے اسکندر اور اس کے جانشینوں کو شیطان کہتے ہیں اور زرتشتیوں نے انہیں اہرمن کا خطاب دیا ٭

جب پارتھین بادشاہ ہوئے اور ان کی سلطنت وسیع ہوئی۔ تو ان کی رواداری سے موبد[1] اور ماگی جو پہاڑوں کی کھوہوں میں چھپے ہوئے تھے نکل آئے نتیجہ یہ ہوا کہ جب آل ساسان ۲۲۶ء میں تخت سلطنت پر متمکن ہوئی اس سے بہت پہلے زرتشتیوں اور ماگیوں کے اتحاد خیالات سے "میگو زرتشتی" مذہب پیدا ہو چکا تھا۔ مختصر یہ ہے کہ دور پیشدادیاں کی ستارہ پرستی مٹا کر زرتشت نے

---

[1] پجاریوں کو ایران میں موبد اور توران میں ماگی کہتے تھے ۱۲ منہ

احمد

آتش پرستی قائم کی۔ پیشدادیوں کی ستارہ پرستی پر "دور کیانیاں" کی آتش پرستی فوقیت لے گئی۔ مگر گشتاسپ کے بعد سو سال کے اندر پھر ستارہ پرستی اور آتش پرستی باہم خلط ملط ہو گئیں۔ ژند اوستا میں اور اس کی شرح "گاتھا" میں صرف "ہرمزد" معبود مگر "وندیداد" میں بھی اہرمن آ موجود ہوئے۔

ہرمزد خالق خیر اور اہرمن خالق شر مانا گیا اور مذہب میں "ثنویت" کا عقیدہ مانا گیا جسے آج تک مجوسی تسلیم کرتے ہیں۔

کیانیوں[1] کے عہد کی زبان "فارسی قدیم" کہلاتی ہے جو اسوری خطوط میں لکھی جاتی تھی۔

(ج) دور ساسانیاں ۲۲۶ء[2] ساسان نے جو شہر اصطخر میں سب سے بڑا موبد تھا کیانی خاندان کی ایک شہزادی سے شادی کی اور سلطنت "ساسانی" کی بنیاد ڈالی۔

شاہنامہ میں لکھا ہے کہ وہ ایک چرواہا تھا۔ پاپک[3] نے خواب میں دیکھا کہ دراصل وہ شاہی خاندان میں سے تھا گردش زمانہ سے مفلوک الحال ہو گیا ہے۔ چنانچہ اس کا حسب نسب دریافت کرنے پر اس کے ساتھ اپنی لڑکی کی شادی کر دی اور ساسان کو تخت پر بٹھایا۔

ساسان کے بعد "اردشیر" اس کا بیٹا تخت نشین ہوا۔ اس نے سائرس اعظم کی طرح فتوحات کیں ۲۲۶ء میں اخیر بادشاہ پارتھیا کو شکست دیکر خود بادشاہِ ایران بن گیا۔ اصطخر کو دارالخلافہ بنایا آرمینیا کو فتح کیا اور عیسائیوں کو جو آرمینیا

[1] فرِ کیخسرو دولت بہمن کلاہ کی۔ جاہ فریدوں تخت کیان تاج کے وغیرہ تشبیہات فارسی لٹریچر میں کیانی عہد کو یاد دلاتی ہیں ۱۲

[2] دور ساسانیاں ماخوذ از نلسن انسائیکلوپیڈیا ہسٹری آف اسلام شاہنامہ وغیرہ۔

[3] پاپک منجملہ ان بادشاہوں کے ہے جو سکندر اعظم کی فتوحات کے بعد ملک میں طوائف الملوکی ہو جانے کی وجہ سے جابجا قطعات ملک پر قابض ہو گئے تھے طوائف الملوکی کو ساسانیوں نے مٹایا اور ایک وسیع سلطنت قائم کی ۱۲ منہ

میں بستے تھے بڑے عذاب وعقاب میں مبتلا کیا "مگوزرتشتی" مذہب کو اپنی تمام سلطنت میں بزور شمشیر پھیلایا +

شاہ پور اول ۲۴۲ء میں تخت پر بیٹھا۔ ایشیا کوچک کو قیصر روم سے لیا مشہور "مانی" نے جو ماگی نسل سے اور عقیدۂ مسیحی رکھتا تھا۔ فرقہ مانویہ کی بنیاد ڈالی۔ اس کے عقائد کچھ خیالی اور کچھ فلسفیانہ تھے +

۲۷۱ء میں ہرمزد اور اس کے بعد شاہ پور دوم کے عہد میں ۳۰۹ء تا ۳۷۹ء عیسائیوں پر سخت تشدد ہوتا رہا اور مگوزرتشتی مذہب جبراً پھیلایا جاتا تھا۔ قیصرانِ روم سے لڑائیاں ہوتی رہیں +

اس کے بعد بہرام گور ۴۲۰ء میں بادشاہ ہوا۔ عیسائیوں کے خلاف رہا۔ اور ان پر متواتر جور و ستم جاری رکھا۔ یہ بادشاہ بڑا عیاش تھا۔ شکار کا اسے بہت شوق تھا۔ کنواری لڑکیاں گروہ در گروہ اس کے ساتھ رہتی تھیں جو گاتی اور ناچتی تھیں تاہم فردوسی اس کی بڑی تعریف کرتا ہے +

زبیجاہِ خسرو بہ تختِ کیاں — کہ بستند بر تختِ ایران میاں
نہ بُد ہیچ مانند بہرام گور — بہ داد و بزرگی و فرہنگ و زور

مانی کو اس نے سولی پر چڑھایا +

بہرام کے بعد فیروز اور فیروز کے بعد کیقباد تخت نشین ہوا اس کے عہد میں مزدک اُٹھا جو اپنے آپ کو زرتشت کا جانشین کہتا تھا۔ عورات اور جائداد میں سب آدمیوں کو حصہ دار بتاتا تھا اور کہتا تھا کہ جب سب انسان آگ پانی اور ہوا سے فائدہ اُٹھاتے ہیں کیوں جائداد اور عورات سے بھی یکساں حظ نہ اُٹھائیں +

کیقباد عیاش طبیعت تھا اس نے مزدک کے مسائل پر عمل کیا۔ اس پر ماگیوں نے بغاوت کی۔ کیقباد ۵۲۹ء میں رومیوں کے ہاتھ سے مارا گیا +

کیقباد کے بعد اس کا چھوٹا بیٹا نوشیروان عادل کسریٰ اول ۵۲۹ء میں بادشاہ

ہوا۔ مزدک کو پھانسی دی اور اس کے فرقہ کا استیصال کیا۔ حبشی لی آن قیصر روم سے خراج لیا۔ یمن اور عرب میں اپنی فضیلت قائم کی۔ اسی ہزار مزدکی قتل کئے۔ شہر مدائن بنوایا۔ بعض کہتے ہیں مدائن طہمورث نے تعمیر کیا اور جمشید نے اس پر پُل ہفت رنگ بنوایا اور نوشیرواں نے شہر سلوشیا کے مقابلہ میں اس کی عمارت نہایت ہی مضبوط بنوائی +

مدائن[1] سات ہیں۔ قادسیہ اور نہاوند بھی ان میں شامل تھے۔ اب سب ویران ہو گئے ہیں۔ اور باشندے بصرہ اور کوفہ میں جا بسے ہیں۔ بابل بھی ان میں شامل تھا +

کہتے ہیں کہ یہ بادشاہ علم و فضل کا مُربی تھا۔ فلسفہ، منطق، طب اور نجوم کو اس کے عہد میں فروغ ہوا۔ ایک شفاخانہ بنوایا اور ان علوم و فنون پر بہت اضافہ کیا جن کی تدوین شاہ پور بن اردشیر کے زمانہ میں شروع ہو چکی تھی +

شاہ پور[2] نے رومیوں پر فتح حاصل کی اور لاکھوں کی تعداد میں رومی جن میں امرا شرفا اور اہل علم بھی شامل تھے قید کر کے لے آیا۔ جند شاپور میں ان کو آباد کیا اور مراحم خسروانہ سے ان کے وظائف مقرر کر دیئے جس کے صلہ میں انہوں نے رومیوں اور یونانیوں کے علوم پہلوی زبان میں ترجمہ کئے ورنہ اس سے پہلے پرانے علوم کا خزانہ سکندر نے تباہ کر دیا تھا صرف چند اخبار اور روایات مذہبی پر ہی علوم کا اطلاق کیا جاتا تھا +

تاہم تعلیم عام نہ تھی اور نیچے قوم کے لڑکوں کو پڑھنے کی اجازت نہ دی جاتی تھی بعینہ وہی سلوک کیا جاتا تھا جو ہندوؤں میں برہمن شودروں سے کیا کرتے تھے۔

---

[1] مدائن ایرانیوں کا مغربی دارالخلافہ تھا اسیہ برباد ہاں خاقانی مدائن کی زبان حال میں یوں شعر کہتا ہے
ما بارگہ دادیم ایں رفت ستم بر ما * بر قصر ستمکاران آیا چہ رود خذلان [2] ابن الندیم کہتے ہیں کہ طہمورث پیشدادی نے علوم و فنون لوہے کے پتروں پر لکھائے تاکہ آگ اور پانی سے محفوظ رہیں * منہ

روایت ہے ایک کفش دوز نے ہزار ہا روپیہ پیش کر کے اپنے لڑکے کی تعلیم کے لئے اجازت مانگی۔ نوشیرواں نے درخواست نامنظور کی۔ ایسا ہی ایک موچی کی درخواست نامنظور کرتے ہوئے یہ کہا ؎

ہنر یابد از مرد موزہ فروش — سپارد بد و چشم بینا و گوش
بدست خردمند مرد نژاد — نماند جز از حسرت و سرد باد

موبد کاروبار سلطنت میں دخیل تھے۔ ایک ہزار سپاہی پر ایک موبد تعینات ہوتا تھا۔ لڑائی میں حسن کارگزاری کی رپورٹ کیا کرتے تھے۔

نوشیرواں سنہ ۵۷۹ء میں فوت ہوا۔ اس کے عہد میں پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام سنہ ۵۷۰ء میں پیدا ہوئے۔

نوشیرواں کے بعد ہرمز تخت سے اتار کر قتل کیا گیا۔ اس کے بعد ہرمز کا بیٹا کسریٰ دوم خسرو پرویز کے لقب سے سنہ ۵۹۰ء میں تخت سلطنت پر جلوس فرما ہوا۔ ساسانیوں میں وراثت تخت کا کوئی قاعدہ نہ تھا۔ جب بادشاہ مرتا تھا خانہ جنگیوں کا بازار گرم ہوتا تھا۔ جو غالب آتا بادشاہ بن جاتا تھا۔ خانہ جنگیوں میں خسرو پرویز مارس (Maurice) قیصر روم کی اعانت سے کامیاب ہوا۔

مارس کو سنہ ۶۰۲ء میں فوکس (Phocas) غاصب نے فریب سے قتل کر دیا۔ خسرو نے انتقام لینے کے لئے رومیوں سے لڑائی چھیڑی۔ سنہ ۶۰۹ء میں ملک شام پر حملہ کیا اور سنہ ۶۱۴ء میں دمشق اور یروشلم کو فتح کر لیا۔ یروشلم کی مقدس تصویریں اور مذہبی تبرکات کی سخت توہین کی۔ لوگوں کو آفتاب پرستی پر مجبور کیا۔ سنہ ۶۱۶ء میں اسکندریہ پر فوج کشی کر کے لے لیا۔ سنہ ۶۱۷ء میں ایرانیوں کا قبضہ چالسدان اور ایشیا کوچک پر ہو گیا۔

قیصر ہرقل[1] نے سنہ ۶۲۲ء میں اسے شکست دی اور سنہ ۶۲۷ء میں فارسیوں کے دار السلطنت پر جو مدائن کے قریب تھا قبضہ کر لیا۔

---

[1] ہرقل بکسر ہا و قاف و بکسر اوّل و دوم لقب بادشاہ روم (احمد مخدومی)

نوشیرواں نے طاق کسریٰ نام ایک محل مدائن میں تعمیر کیا تھا۔ خسرو پرویز نے مقابلہ میں طاق بستان جس کو باغستان بھی کہتے ہیں۔ کرمان سے چھ میل کے فاصلہ پر بنوایا۔ پتھر کی تصویریں اور مجسمے، شیریں، خسرو پرویز اور مارس کا بت سنگین نہایت ہی خوشنما بنوا کر اس محل میں نصب کرایا۔ شیریں، تصویر میں جام شراب خسرو کو دے رہی ہے ۔

شبدیز گھوڑا جو علم ادب میں خسرو سے منسوب ہے اس کا مجسمہ[۲] بھی موجود ہے ۔

فرش بہار جو حضرت عمرؓ کے عہد میں مال غنیمت میں آیا اسی محل کا فرش تھا جس میں موتیوں سے نہریں اور زمرد سے درخت بنائے ہوئے تھے ۔

شیریں، شبدیز اور باربد مطرب یہ تین نادرۂ روزگار یعنی معشوقہ، گھوڑا، اور مطرب کسی بادشاہ کو دنیا میں نصیب نہیں ہوئے ۔

چونکہ مجوس زرتشت آتش پرست اور نیز ستارہ پرست بھی تھے۔ عہد پیشدادیان کی ستارہ پرستی اور ساسانیوں کی ستارہ پرستی میں صرف یہ فرق تھا کہ پیشدادیان ستارہ کی پرستش کو آگ پر مقدم رکھتے تھے۔ مگر ساسانیاں آگ کی پرستش کو ستاروں کی پرستش پر فوقیت دیتے تھے۔ اس لئے خسرو نے طاق بستان میں کواکب ثوابت و ستاروں کی تصویریں بھی بنوائی تھیں۔ پندرہ ہزار مغنیہ کنیزیں اس کے دربار میں ہمیشہ حاضر رہتی تھیں ۔

ناصر الدین قاچار شاہ ایران سفر نامہ میں رقمطراز ہیں کہ سنگ تراشی اور فن مصوری کا اعلیٰ نمونہ اگر دیکھنا ہو تو طاق بستان کے کھنڈر دیکھو۔ اگر بلاد فرغانہ اور سوبیانہ کی سیاحت صرف شبدیز کی تصویر دیکھنے کے لئے کی جائے تو یہ ایک کافی سے زیادہ معاوضہ ہے ۔

خوشگوار گاہوں اور کشتیوں کی سیر کے وقت ارباب نشاط، رباب،

---

[۱] علم ادب میں طاق کسریٰ ایک مشہور اور شاندار عمارت ہے جس کا حوالہ عموماً عظمت و جلال نوشیروانی ظاہر کرنے کے لئے دیا جاتا ہے ۱۲ منہ [۲] انگریزی لفظ سٹیچو کا ترجمہ ہے

بشری اور پندرہ ہزار مغنیہ جمیلہ عورتیں ہمراہ رہتی تھیں +

حضرت نظامی کی مثنوی "شیریں خسرو" اسی بادشاہ سے منسوب ہے +

شیرویہ اس کے بیٹے نے ۶۲۸ء باپ کو قتل کر دیا اور کیقباد دوم لقب اختیار کر کے تخت سلطنت پر بیٹھ گیا حسب معمول خانہ جنگیاں شروع ہوئیں جو ۶۳۲ء میں یزدجرد کی تخت نشینی پر ختم ہوئیں +

اب ساسانیوں کے فسق و فجور کا جام لبریز ہو گیا تھا۔ قادسیہ[1] کے میدان میں ۶۳۵ء سعد بن وقاص سپہ سالار اسلامیاں اور رستم سپہ سالار ساسانیاں میں سخت لڑائی ہوئی۔ مجوسیوں کی فوج تباہ ہوئی۔ اس کے بعد چند سالوں میں مسلمانوں نے نہاوند کے میدان میں سلطنت ساسانیان کا خاتمہ کر دیا۔ اسلامی جھنڈا ایران میں نصب ہو گیا اور یزدجرد ۶۵۱ء میں کہیں بھاگ گیا اور گمنامی کی حالت میں مر گیا +

جاء الحقّ و زهق الباطلُ انّ الباطل کان زهوقا +

ہم نوشیرواں[2] کے حالات میں یہ بیان کرنا بھول گئے۔ کہ "ابرہہ" حبشہ کے عیسائی بادشاہ نے ۵۳۷ء میں یمن پر قبضہ کر لیا اور بنو حمیر کو نکال دیا۔ کعبہ پر بھی حملہ آور ہوا سورہ اصحاب فیل میں اسی حملہ کی طرف اشارہ ہے +

معدی کرب نے نوشیرواں سے مدد لیکر ۵۷۳ء میں بنو حمیر کو پھر یمن لے دیا ۵۹۶ء میں عیسائیوں نے معدی کرب کو مار ڈالا اس پر یمن ماتحت فارس کے ہو گیا تھا ان سے نائب السلطنت مقرر ہو کر آتا تھا +

---

[1] اس سے پہلے عراق عرب میں خالد بن ولید حیرہ والوں کو جو ایرانیوں کے حلیف تھے شکست دے چکا تھا اور عراق عرب میں حیرہ پر قابض ہو کر سرحد کی حفاظت کے لئے ضرار بن ازور اور ضرار بن خطاب کو تعینات کیا تھا ۱۲ منہ

[2] نوشیروان عادل داد گر، اور بہرام کا گند اور گور مشہور ہے خسرو شیریں ترنج خسرویہ شبدیز حسہ وغیرہ تشبیہیں لٹریچر میں ہیں ۱۲ منہ

اخیر مرزبان (نائب السلطنت) باذان کو ۶۰۶ء میں خسرو پرویز نے مقرر کیا۔ حضرموت اور عمان بھی فارسیوں کے زیر حکومت تھا۔

باذان کے عہد میں یمن مسلمانوں کے قبضہ میں آیا اور باذان نے خود بھی اسلام قبول کر لیا۔ ساسانیوں کے عہد میں پہلوی زبان پیدا ہوئی۔ جس میں علوم و فنون مدوّن ہوئے، مذہبی کتابیں اور تاریخیں بھی اسی زبان میں لکھی گئیں۔ جس سے فردوسی کو شاہنامہ کے لئے علاوہ افسانوں کے مواد[۲] ملے اور اسی پہلوی میں عربی الفاظ مخلوط ہو کر عہد اسلام میں "فارسی[۱] جدید" پیدا ہوئی جو اب تک رائج ہے۔

ساسانیوں نے کیانیوں کے عہد کے آتشکدوں پر تین آتش کدے اور بڑھائے۔ ایک عبّاد و زہّاد کے لئے، دوسرا جنگی سپاہیوں اور تیسرا عوام کے لئے۔

زرتشت نے مگیوں کا فرقہ نیست و نابود کر دیا تھا مگر ساسانیوں کے عہد میں ان کا پھر زور ہو گیا۔ مگیوں کے اسرار میں بادشاہ داخل ہو سکتا تھا مگر اور کسی کو اجازت نہ تھی۔ ماگی جج ہوتے تھے اور بادشاہ عموماً ان کی ہدایات پر چلتے تھے۔ سوائے نوشیرواں کے سب کے سب شاہان ساسان ظالم اور سفّاک تھے۔ بادشاہوں اور گورنروں کی شان و شوکت کا ٹیکس، پھر فوج کے واسطے ٹیکس، ہر ایک فرد رعایا جو ہتھیار اٹھا سکے فوجی خدمت پر مجبور۔ ایک تیسری قسم کا ٹیکس، سرحد کی شورہ پشت اور مفسدہ پردازوں کو اس غرض سے ادا کیا جاتا تھا کہ شورش نہ کریں۔ اگرچہ ابتدا عہد ساسانیان میں فتوحات ہوئیں مگر آخر کار ملک مظالم اور زیادہ ستانیوں کی وجہ سے تباہ و برباد ہو گیا تھا۔

سیاسی حالت کا نمونہ ہم دیکھ چکے ہیں کہ وراثت تخت کا کوئی قاعدہ نہ تھا

---

[۱] فلک، آسمان، اور گردون کی شکایت فارسی لٹریچر میں ہے وجہ یہ ہے کہ کلدانیوں اسوریوں اور خود ایرانیوں کا علم نجوم اس کا سبب ہے جو اجرام فلکی میں شعور کے قائل تھے۔ ۱۲ منہ

[۲] مواد۔ جمع ہے مادّہ کی (سامان) احمد

بادشاہ کے مرنے پر ہمیشہ خانہ جنگی اور کشت و خون ہوتا تھا۔ اخلاقی اور معاشرتی[1] حالت کی طرف ہم اشارہ کر آئے ہیں کہ ماں بہن اور دختر میں کوئی تمیز نہ تھی۔ اب توضیح مطالب کے لئے ان حالات و واقعات کا مختصر تذکرہ کیا جاتا ہے جن سے ایرانی متاثر ہوئے ۔

سنہ۱۱۳۳ق م میں بادشاہ سپارٹا[5] کی بیوی ہیلن نام شہر ٹائر[4] واقع ایشیا کوچک کا شہزادہ بھگا لایا۔ یونانیوں اور ایشیا کوچک کے مابین جنگ شروع ہوئی جو دس سال تک جاری رہی۔ ہومر کی الیڈ جو رزمیہ شاعری میں بے نظیر کتاب مانی گئی ہے اس جنگ کے حالات پر لکھی گئی ہے۔ یونانیوں نے فتح پائی اور وہ ایشیا کوچک میں آباد ہو گئے یونانی بستیاں بسائیں جو مشہور تھے دوسری طرف صقالیہ میں گئے اور کئی ایک بستیاں بسائیں ۔

سنہ۳۳۳ق م میں یونانیوں کا تسلط ایران پر ہوا۔ ملک شام کنعان اور مصر بھی سکندر نے فتح کیا۔ اس کے جانشین مصر اور ملک شام پر متسلط ہوئے۔ یونانی زبان شام و کنعان اور مصر میں پھیل گئی۔ یونانیوں کے اخلاق و عادات کا ایران اور شام پر گہرا اثر ہوا۔ خاصکر اس وجہ سے کہ سکندر سلوکس اور ان کے جانشین ممالک مفتوحہ کو یونانی مذہب میں داخل کرنا چاہتے تھے ۔

یونانیوں کی مائی تھالوجی[2] اور ہندوؤں کی مائی تھالوجی اور ان کے دیوتا اور دیویاں قریباً مشابہ اور یکساں ہیں۔ اپالو، منروا، بکسٹس، سیرس اور جوپیٹر[3] دیوتاؤں کی پرستش کی جاتی تھی۔ بکسٹس شراب خواری کا دیوتا اور یہی دیوتا باتباع یونان شراب خواری کے متعلق روم میں بھی محترم و معزز مانا گیا۔ سیرس اس لئے دیوتا بنایا گیا تھا کہ اس کی دختر کو بلیٹو بھگا لے گیا تھا اور اس نے اس کی تلاش میں مافوق الفطرت معجزات دکھائے تھے۔ کیوپڈ محبت کا دیوتا اندھے کی شکل میں

[1] ٹرائے اس جنگ کو اس شہر کی نسبت سے ٹروجن وار یعنی جنگ متعلق ٹرائے کہتے ہیں سنہ ۹۳ علم الخرافات یا دیومالائی بت پرستوں کے بتوں اور معبودان باطل کے قصوں اور افسانے کے دور از کار و بعید از عقل کہتے ہیں [3] منارہ مشتری یونانی نام ہے (احمد محمد دی)، [5] اسپارٹا اسپرطہ یونان کے ایک حصے کا نام (احمد محمد دی)

[1] معاشرت بوقت الحاق یائے نسبت صرف تا کو محذوف کر دیا (احمد محمد دی)

دکھایا گیا ہے۔ دیوی افروڈائٹ کی (Aphrodite) حیاسوز پرستش جاری تھی جیسا کہ ہندوؤں میں شولنگ[1] اور اندام نہانی زن کی پرستش ہوتی ہے۔ اور یہی عبادت یونانیوں کی تقلید میں رومایں وینس کی پرستش (Venus) [2] کی شکل میں نمودار ہوئی۔ یونان میں عورتیں مقید رکھی جاتی تھیں و نیز ہسٹری اونڈیوں کا رواج پرانا تھا۔

حضرت عیسٰےؑ عین اس زمانہ میں آئے جب ایران اور اس کے مضافات غربیہ میں طوائف الملوکی اور شام و کنعان میں رومیوں کے جور و جفا، خونریزی اور سفاکی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ اور انجیل یونانی زبان میں لائے حلم و رافت کا پیغام سنایا مگر زمانہ راہ راست پر نہ آیا نہ بت پرستی گندی اور ناپاک رسمیں جو عبادت اخلاق اور معاشرت میں رائج تھیں مٹا سکی۔ جب حضرت عیسٰےؑ پیدا ہوئے کنعان رومیوں کی سلطنت تھی۔ یونانیوں کے ہاں اولاد کشی کی رسم جاری تھی ضعیف اولاد قتل کی جاتی تھی یا پہاڑ پر سے گرائی جاتی تھی۔ ارسطو اور افلاطون اس رسم کے جواز کا فتویٰ دیتے تھے۔ روما والوں میں علاوہ انواع و اقسام کی بدکرداریوں کے عورت کی کوئی حیثیت نہ تھی وہ شوہر کی ملکیت سمجھی جاتی تھی جو مال پیدا کرے خاوند کا سمجھا جاتا تھا نہ کوئی عہدہ قبول کر سکتی تھی نہ ضامن ہو سکتی تھی نہ معاہدہ نہ وصیت نہ ادائے شہادت کر سکتی تھی۔ باتباع روم لا یورپ میں آج تک عورت کی کوئی شوہر سے علیحدہ شخصیت نہیں تسلیم کی گئی۔ عورت کو ایک حیوان بلکہ حیوان سے بھی بدتر خیال کیا جاتا تھا ۵۸۶ء میں ایک کونسل منعقد ہوئی جس میں بڑے بحث و مباحثہ کے بعد کثرت رائے سے یہ قرار پایا کہ عورت میں روح ہے ورنہ اس سے پہلے وہ بے روح تصور کی جاتی تھی۔ یہودیوں کے ہاں خرید و فروخت عورات کا رواج تھا جب کسی عورت سے نکاح کیا جاتا تھا اس کی قیمت اس کے آشنا کو دی جاتی تھی ہندوؤں میں بعینہ وہی قانون تھا جو روما والوں کا تھا عورتیں قمار بازی میں ہاری اور جیتی

[1] شو (نام معبود) لنگ (عضو تناسل) لنگوٹی بھی اسی لفظ (لنگ - اوٹا) سے مرکب ہے (احمد محمد دہلی)
[2] زہرہ ستارہ۔ جسے اہل پارس ناہید کہتے ہیں ۔ آتشکدے باد فرنگ جن کو بیمار یونکو اسکی طرف منسوب کرتے اور اس [illegible]

جاتی تھیں ایک عورت کے کئی خاوند ہوتے تھے منو نے بارہ قسم کے بیٹے جو
طرح طرح کی حیلہ سازیوں سے حاصل کئے جاتے تھے تسلیم کئے ہیں نیوگ[1] ایک
مسلمہ رسم تھی جسے آج تک آریہ بزرگ مانتے ہیں۔ عورت "جنیو" سے محروم ہے۔
اور نجات کی سکیم میں اس کے واسطے کوئی جگہ تجویز نہیں کی گئی۔ ستی اور دوامی
بیوگی کے رواج پذیر ہونے سے یہ ظاہر ہے کہ عورت کی مستقل شخصیت شوہر
سے علیحدہ تسلیم نہیں کی گئی ✦

مختصر یہ کہ "فارس" کلدانیوں، اسوریوں، یونانیوں، رومانیوں، یہودیوں
اور ماگیوں کی تمام بد اخلاقیوں کا مجموعہ تھا۔ ان اقوام سے وقتہً فوقتہً انہیں واسطہ
پڑا۔ اور ساسانیوں کے عہد میں عربوں سے میل جول ہوا۔ جہاں بت پرستی، اشیاء پرستی
اور تبادلۂ زوجگان رائج تھا۔ چند مرد ایک عورت سے زناکاری کے مرتکب ہوتے
تھے۔ اور کچھ دن بعد عورت کہہ دیتی تھی کہ اُس کو حمل فلاں کس سے ہوا ہے
بعض اوقات قیافہ شناسی سے تشخیص اولاد ہوتی تھی۔ جس شخص کی شکل کے
ساتھ اولاد کی مشابہت ہوتی وہی ان کا باپ قرار پاتا تھا۔ بہرام گور ساسانی نے
عربوں میں پرورش پائی تھی۔ اس کا فسق و فجور عیاشی اور اوباشانہ زندگی عربوں
کی زندگی اور معاشرت کا عکس تھا۔ عرب میں دختر کشی کی رسم بھی جاری تھی۔
فارس میں لونڈیوں خواجہ سراؤں اور عورات کی نگرانی کا پرانا دستور تھا۔ بادشاہ
عیاش، امرا شہوت پرست، غرضیکہ نہ کوئی مذہب نہ کوئی اخلاق۔ خانہ جنگی اور
شہوت پرستی اُن کا شعار تھا۔ مزدک کی ناپاک شریعت کا ہم ذکر کر آئے ہیں ✦

باوجودیکہ[2] فارس نے اسلام قبول کیا اور اسلام میں عورت کی عزت ماں
بہن، دختر اور بیوی کی حیثیت سے بڑھ گئی تھی۔ مگر تاہم اس پرانی رسم و رواج
کے تتبع میں فارسی علم ادب میں عموماً عورت کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے

---

[2] سورۂ نساء جس میں عورت کی عزت و حرمت قائم کی گئی ہے وراثت میں حصہ دیا گیا
اور حسن سلوک کی تاکید کی گئی ہے ۱۲ منہ [1] نیوگ سے ملتی ہوئی ایک صورت قبل اسلام عربوں میں بھی پائی
جاتی تھی جسے وہ نکاح استبضاع کہتے تھے اس کی صورت یہ تھی کہ عورت حیض سے پاک ہونے کے بعد کسی آ
حاملہ ہونے تک علیحدہ رہتی خاوند اسے ہاتھ نہ لگاتا۔ استبضاع بہادروں سخیوں اور اوصاف میں مشہور لوگو

مولانا شبلی فرماتے ہیں۔ کہ فردوسی پہلا اور پچھلا شخص ہے جس نے عورت کی قدر کی۔ مگر اصل حقیقت یہ ہے۔ کہ نظامی فردوسی ہی کی تقلید کرتا ہے جہاں وہ کہتا ہے ع

"اسپ و زن و شمشیر وفادار کہ دید؟"

فردوسی دقیقی کی سند پر شاہنامہ میں لکھتا ہے ے

بگفت دانا کہ دختر مباد چو باشد بجز خاکش افسر مباد

دانا سے مراد دقیقی ہے اور مطلب یہ ہے کہ خدا کرے لڑکی پیدا نہ ہو۔ اگر ہو تو مر جائے یا ماری جائے +

فردوسی ایک اور جگہ کہتا ہے ے

کسے کو بود مہتر انجمن کفن بہتر او را ز فرمان زن

انہیں خیالات کا اثر ہے کہ ایک ہندی شاعر یوں کہتا ہے ے

زن کہ ناشش بود بہندی نا وقنا ربنا عذاب النار

اب ہم بتائیں گے کہ ایران جس کی یہ حالت تھی جس میں انسان انسان نہ رہا تھا۔ ہر ایک اعتبار سے پایۂ انسانیت سے گرا ہوا تھا۔ نہ روحانیت تھی نہ سیاست نہ اخلاق اور نہ مہذبانہ معاشرت۔ اسلام کی برکت سے کیا سے کیا ہو گیا۔ اُس کی متلوّن مزاجی پر اسلامی متانت اور وقار نے کیا اثر کیا +

۴۔ عہد اسلام ے

ایک دین اور ایک قبلہ اک کتاب اور اک رسول۔
اک خدا کے سامنے سجدے میں جھک جانے کو ہیں +
آ رہی ہے قصرِ قیصر طاقِ کسریٰ سے صدا۔
ساجدین اللہ کے مسجود بن جانے کو ہیں +

دنیا کی تاریخ میں ۶۱۰ء یعنی سال اوّل نبوت وہ پہلا مبارک و مسعود دن ہے۔ جب "دور مشرکانہ" کا خاتمہ اور "دور موحدانہ" کا آغاز ہوا +

وحشیوں کی "اشیاء پرستی" (فیٹش ازم) "بت پرستی" (ہیگن ازم) کی صورت

قبول کرتے ہوئے "تعدد معبودین" لہ (پالی تھی ازم) کی شکل میں تمام دنیا پر محیط تھی۔ جس کو اسلامی اصطلاح میں ہم "دورِ مشرکانہ" کہتے ہیں کہ

تمام روئے زمین پر "شرک" کا تسلط تھا اور شرک ہی وہ ظلم عظیم ہے جسے تمام سیہ کاریوں اور انواع و اقسام کی بدکرداریوں کا سرچشمہ کہنا چاہیئے۔ اس قاتلِ انسانیت اور ہادمِ آدمیت کے زیر حکومت جہان اور جہانیاں کی ذہنیت کا کیا ذکر۔ دنیا بلحاظ سیاست، اخلاق، معاشرت اور تمدن کے بھی مر چکی تھی۔

آؤ فاران کی بلند چوٹیوں پر چڑھیں۔ اور "توحید" (مانو تھی ازم) کی مشعلِ جہاں افروز کی روشنی میں تاریکدۂ دنیا کے فسق و فجور کا جائزہ لیں۔ "توحید" کی سطحِ مرتفع سے جب ہم دنیا کی تاریک اور بھیانک غاروں پر نظر ڈالتے ہیں۔ تو باعتبار سیاست ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ساری دنیا میں صرف دو سلطنتیں ہیں جو باہم ایک دوسری سے برسرپیکار ہیں۔ ایک ایران اور دوسری روما۔ یہی دو شہنشاہیاں تھیں۔ جس پر "شہنشاہی" یعنی لفظ امپائر کا اطلاق ہو سکتا تھا۔

ایرانی مذہب زرتشت یعنی مجوسی تھے اور رومانی عیسائی مذہب کے پیرو تھے۔ مجوسی اپنی مسیحی رعایا پر اور رومانی مجوسیوں پر سخت گیری کرتے تھے۔ دونوں سلطنتوں میں رعایا کی نہایت ردی حالت تھی۔ شاہی ٹیکس، اراضی ٹیکس، فوجی ٹیکس، اور انواع و اقسام کے جبر و قہر سے روپیہ وصول کیا جاتا تھا۔ جس سے غریب رعایا مفلوک الحال ہو گئی تھی۔ قیصر ہارڈین نے پچاس ہزار یہودی ہسپانیہ میں جلا وطن کر دیا تھا۔

مسیحیت، الوہیت، ابنیت اور تثلیث حضرت مسیح کے جھگڑوں میں پڑ کر سینکڑوں فرقوں میں تقسیم در تقسیم ہو گئی تھی۔ منک، نن اور رہبان لاکھوں کی تعداد میں آ در و گرد اور ملک کے لئے خطرناک صورت اختیار کر چکے تھے۔

لہ یعنی تعدد خدا۔ کہ [illegible] ان اللہ [illegible] لا تشرک باللہ ان الشرک لظلم عظیم [illegible] یعنی [illegible] تاریخ [illegible] تاریخ اسلام (احمد محمد [illegible])

عراق عرب میں دو قومیں غسان اور حیرہ جو مذہبًا مسیحی تھیں آباد تھیں۔ غسان رومیوں کے اور حیرہ ایرانیوں کے حلیف تھے۔ دونوں سلطنتوں میں شخصی حکومت تھی۔ کبھی ایرانی غالب آتے تھے کبھی رومی۔ رعایا آئے دن کی لڑائیوں اور ٹیکسوں کی وجہ سے برباد اور خستہ حال ہوگئی تھی ٭

اس وقت دنیا کی تمام قومیں مذہبًا مشرک اور بُت پرست تھیں ہر ایک قوم اپنے قومی بتوں کی پرستش اور ان کی تعظیم و تکریم میں مبالغہ آمیز بے سروپا افسانے بیان کرتی تھی۔ بتوں پر انسانی قربانیوں کا دستور عالمگیر تھا۔ بادشاہ وقت بھی کبھی کبھی اپنی پرستش کراتے اور اپنے آپ کو دیوتاؤں کی اولاد کہتے تھے جمشید و کیکاؤس ایران کے، فراعنہ مصر کے، سکندر یونان کا، اور چندر بنسی اور سورج بنسی ہندوستان کے، اور نمرود بابل، اور نینس نینوا کا، معاذ اللہ خدا یا دیوتاؤں کی اولاد کہلاتے تھے ٭

قسطنطین اعظم نے جو چوتھی صدی عیسوی کے پہلے ربع میں گذرا ہے ایک بلند منار بنوایا۔ اور اس میں حضرت عیسٰے کی تصویر کے ساتھ اپنا نام معاذ اللہ خدا لکھوایا۔ مختصر یہ ہے کہ یہ زمانہ "آلہتہ الاصنام" تھا ٭

اخلاق و معاشرت کے لحاظ سے یہ بدترین زمانہ تاریخ دنیا میں شمار ہوتا ہے۔ شراب خواری، زناکاری، قماربازی عالمگیر اور قریبًا تمام ممالک میں دختر کشی اور اولاد کُشی مستحسن خیال کی جاتی تھی بابلیوں، کلدانیوں[1]، اسوریوں، یونانیوں اور ایرانیوں میں خواجہ سراؤں، لونڈیوں اور بے تعداد عورتوں کے ساتھ نکاح کرنے کا دستور تھا۔ عورتیں خیلام اور قماربازی میں ہاری یا جیتی جاتی تھیں۔ یونانیوں میں ایفروڈائٹ کی، رومانیوں میں وینس کی، بابلیوں کلدانیوں اور اسوریوں میں استارتی اور مائی لٹا کی، اور ان کے اتباع میں استارتی اور مائی لٹا کی تمام مغربی اور وسط ایشیا میں حیاسوز اور مخرب اخلاق پرستش جاری تھی۔ جس کا نمونہ ہندوستان میں شکتی اور رادھا کی عبادت میں دیکھیا

[1] کلدانی کسی بڑے پرانے زمانے میں کوش بن حام بن نوح کی نسل سے متعدد قبیلوں میں سے ایک قبیلے کا نام تھا جو اس میدان میں رہتے تھے جس کا نام بعد کو کلدیا یا بابل مشہور ہوا۔ دانیال کی کتاب میں ان لوگوں کو ساحروں ہیئت دانوں میں شمار کیا گیا ہے۔ یہ لوگ ایک خاص زبان اور خاص علم رکھتے تھے اور پیشوائے دین سمجھے جاتے تھے (احمد مخدومی)

جاتا ہے۔ شولنگ اس پر مستزاد ہے۔ اگر نینس مینوا میں اور کیکاؤس بہرام گور اور خسرو پرویز ایران میں محو لہو و لعب اور منہمک بہ عیش و نشاط ہیں تو ہندوستان میں کرشن جی مہاراج گوپیوں کے ساتھ کھیلتے ناچتے اور بنسری بجاتے دکھائے گئے ہیں۔ یہودیوں میں کثیر الازواجی کا رواج تھا حضرت داؤد کی ننانوے بیویاں تھیں اور پورا سو کرنے کے لئے متردد رہتے تھے (عہد عتیق)۔

اگر کالدیا اور اسیریا میں زناکاری کے مندر تھے تو ہندوستان اور دیگر ممالک میں بھی ان کی کمی نہ تھی ۔

میگوزرتشت یعنی مجوسیوں کے ہاں بخلاف دیگر ممالک دربارۂ زنا ماں بہن اور دختر کا امتیاز بھی اٹھا دیا گیا تھا ۔

جو شراب جام جمشید میں ڈالی گئی وہی بہرام گور اور خسرو پرویز کی گرمئ محفل کا موجب تھی۔ اور اسی کے ساتھ اسکندر اعظم نے پرسی پولس کو برباد کرکے چہل منار میں جشن منایا۔ اور وہی ہندوؤں کے ہاں "سومارس" کہلاتی تھی ۔

الغرض یہ تینوں اُمّ الخبائث یعنی شراب، زنا اور قمار سوسائٹی کے لئے موجب فخر و مباہات تھے ۔

اگر ہندوستان میں ذاتوں کی درجہ بندی نے انسان کو انسان سے جُدا کر دیا تھا تو ایران میں بھی اسی امتیاز نے جو جمشید کے وقت سے چلا آتا تھا۔ نوشیرواں جیسے دادگر اور انصاف پسند بادشاہ کو مجبور کر دیا تھا کہ وہ ایک موچی کے لڑکے کو لکھنے پڑھنے کے لئے اجازت نہ دے ۔

عورات کی ناگفتہ بہ حالت کا ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں ۔

سلہ ہم اپنی فیاضانہ تعلیم کی رو سے بمقتضائے "لکل قوم ہاد" و "ان من امۃ الا خلا فیہا نذیر" اسب مذاہب کے بزرگوں کو نیک، نیکدل پیغمبر اور مصلح سمجھتے ہیں اور کرشن جی سے شاید کوئی دوسرا بزرگ ہندوستان میں بڑھ کر نہیں ہوا مگر امتداد زمانہ سے پرانوں میں انہیں گوپیوں کے ساتھ کلول کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بھگوت گیتا کی تعلیم کو لوگ بھول گئے تھے ۱۲ منہ

ساتویں صدی کے آغاز میں مساوات عامہ کا خیال تک ایک سنگین جرم سمجھا جاتا تھا۔ آزادی اور آزاد خیالی کا نام تک لینا گناہ عظیم تھا۔ حریت اور حرمت نفس کے مفہوم سے دنیا نا آشنا تھی +

یونانیوں، بابلیوں، کلدانیوں اور سوریوں کے پجاری، ہندوؤں کے برہمن، یہودیوں کے احبار، عیسائیوں کے پادری اور پوپ، آتش پرستوں کے مغ، اور ایرانیوں کے موبد کل سیاہ و سفید کے مالک اور بہشت و دوزخ کے ٹھیکہ دار سمجھے جاتے تھے۔ عوام کا کیا ذکر خواص بلکہ بادشاہ تک ان کے محکوم تھے، اس کے علاوہ "اوتار" کا تصور یعنی خدا انسانی شکل میں ہندوؤں میں عام طور پر تسلیم کیا جاتا ہے یعنی بھگوت گیتا کے ترجمہ میں کہتے ہیں ؎

جو آئین دین سست گردد ہمے ۔۔۔ تمائیم خود را بشکل کسے[2]

عیسائی مؤرخ پانچویں صدی عیسوی سے لیکر پندرھویں صدی عیسوی تک کے زمانہ کو جس میں پادریوں اور پوپوں نے عقل و فہم، ذہانت و فطانت، فراست و درایت کا قتل عام کر دیا تھا۔ "ازمنہ مظلمہ" کہتے ہیں۔ مگر میں کہتا ہوں کہ اس دن سے پہلے یعنی جب محمد عربی علیہ الصلوۃ والسلام مبعوث ہوئے کل روئے زمین کی انسانی جماعت کے متعلق یہ لفظ صادق آتا ہے +

یہ وہ مبارک و مسعود دن تھا کہ "ازمنہ مظلمہ" اور "ازمنہ منورہ" میں حد فاصل قائم ہوئی۔ دور "آلہتہ الاصنام" کا اصولی طور پر خاتمہ اور "دور توحید" یعنی لا الٰہ الا اللہ کا آغاز ہوا +

ایہا الکرام۔ ہم تو مسلمان ہیں الحمد للہ علی ذالک۔ اس وجہ سے مسلمان نہیں کہ ہم مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہوئے۔ بلکہ علی وجہ البصیرت مسلمان ہیں۔ ثم الحمد للہ علی ذالک +

تعلیم اسلامی اور اس کے رموز و نکات پر غور کرنے سے ہماری یہ عقیدت

---

[1] اتخذوا احبارہم و رہبانہم اربابا من دون اللہ۔ الآیہ۔ سورۃ توبہ پارہ دسواں [illegible]

[2] ترجمہ شعر۔ جب آئین دین میں کمزوری آ جاتی ہے تو ہم اپنے آپ کو کسی شکل میں ظاہر کر دیتے ہیں [illegible]

اور بھی بڑھ جاتی ہے مگر اس وقت پیغمبرانہ حیثیت سے نہیں بلکہ تاریخانہ لحاظ سے غیر مسلم دنیا کو خطاب کرتا ہوں اور پوچھتا ہوں کہ کیا وہ تاریخ عالم میں کسی ایسے انسان کا پتہ دے سکتے ہیں جس نے یکہ و تنہا بیکسی اور بے بسی کے عالم میں ایسی عالمگیر ضلالت، ہمہ گیر تمرّد و طغیان، اور ایسے پر آشوب زمانے میں جس میں روحانیت، سیاست، اخلاق و معاشرت بالکل فنا ہو گئے تھے۔ اصلاح دنیا کا بیڑا اُٹھایا اور پھر اپنی زندگی میں ہر ایک اعتبار کے لحاظ سے اُسے از سر نو زندہ کر دیا۔ اگر جواب نفی میں ہے تو پھر کیسی بوالعجبی نادانی اور ناشکر گذاری ہے کہ ہم ایسے بزرگ انسان کی عزت و احترام میں کوئی دقیقہ اُٹھا رکھیں!!

ہمیں بتایا جائے کہ محمد عربی سے پہلے وہ کون انسان تھا جس نے "بیرونی طاقت" کی متوہمانہ عبادت چھڑائی۔ اور "اندرونی طاقت" کی عاقلانہ پرستش سکھائی۔ "بیرونی طاقت" کا تعبد دنیا کو "شرک" کی تاریک غار میں لے گیا اور "اندرونی طاقت" کی اطاعت اُس کو اُس پر فضا میدان میں لے گئی جس کا نام "توحید" ہے +

گم گشتگان بادیہ ضلالت کو "قوت ضمیر" سے کام لینا سکھایا گیا اور عالمگیر قومیت کی بنیاد، وطن پر نہیں، آب و ہوا پر نہیں، ہم زبانی پر نہیں، ملوکانہ مجبوری پر نہیں، رنگ و روپ پر نہیں، اور نہ کسی اور عارضی بنیاد پر جیسا کہ حد ہوتی (؟) رکھی۔ بلکہ "مسلم" کی قومیت کی بنیاد ایک عالمگیر اور ہمہ رس اصول "توحید" کے ماتحت "دل" کی آراستگی اور صفائی پر رکھی۔ اور اپنی زندگی میں اس نکتہ کا حل یوں کر دیا کہ گو مکہ وطن مالوف ہے مگر یہاں "قوت ضمیر" اور "دل" کی اطاعت آزادانہ طور پر نہیں کی جا سکتی۔ اس لئے بفوائے اِنَّ الارضَ واسعۃ اس عارضی وطن سے وہاں جانا چاہئے جہاں "دل" یعنی قوت ضمیر سے آزادانہ کام لیا جا سکے۔ چنانچہ ۶۲۲ء ہجرت کے واقعہ میں دنیا کے لئے یہی بصیرت

موجود ہے۔ کہ اصلی وطن "دل" ہے۔ اس کو آراستہ کرنا چاہئیے۔ اور ظاہری وطن کی کورانہ محبت میں "دل" جیسی بے بہا نعمت کو ضائع نہیں کرنا چاہئیے مولانا روم باوجودیکہ بیت اللہ ہمارا قومی مرکز ہے۔ اس نکتہ کو یوں سمجھاتے ہیں ؎

دل بدست آور کہ حج اکبر است — از ہزاراں کعبہ یکدل بہتر است
کعبہ بنیاد خلیل آذر است — دل گذرگاہِ جلیلِ اکبر است

پس اسلامی قومیت کا مرکز موحدانہ قلوب ہیں، خواہ ہم عربی ہوں یا عجمی۔ ہم تاریخ دنیا میں اصلی سیاست کے مفہوم سے ناآشنا تھے۔ اور ملکی اعتبار سے سوائے تبلیغی مذاہب[1] کے کسی اور مذہب میں یہ صلاحیت نہیں کہ وہ ایک عالمگیرانہ اصول سیاست قائم کر سکے۔ ساتویں صدی کے آغاز میں دونوں سلطنتوں یعنی ایران اور روم کو (جن کی بنیاد استبداد پر تھی) اسلامیوں نے نیچا دکھایا اور ۹۹ھ ہجری میں جب عمر بن عبدالعزیز تخت خلافت پر بیٹھے ہم دیکھتے ہیں کہ دنیائے معلومہ کے ہر حصہ میں اسلامی سلطنت موجود تھی +

رومانیوں کی سلطنت کا تین چوتھائی حصہ اور ایرانیوں کی سلطنت کلیتہً اسلامی امپائر میں داخل تھا۔ قادسیہ میں ۱۴ھ و ۱۵ھ اور نہاوند میں ۲۰ھ و ۲۱ھ میں ایرانی شکست کھا کر عمر فاروق کے عہد میں حلقہ بگوش اسلام ہو چکے تھے +

ہمیں بتایا جائے کہ باعتبار اخلاق و معاشرت اور اعلےٰ تمدن کے وہ کون تھا۔ جس نے دنیا کو صراط مستقیم دکھایا وہ کون تھا۔ جس نے مغرب میں لوتھر[2] اور مشرق میں بابا نانک اور ایران میں فدایان اسلام پیدا کئے۔ یہ سلسلہ

[1] ہندوؤں کا مذہب تبلیغی نہیں اس لئے ہندوستان میں کبھی امپائر قائم نہیں ہوئی ہاں چندر گپت اسوکا نے امپائر بنائی یہ دونوں بدھ مذہب کے پیرو تھے جو تبلیغی مذہب ہے چھوٹی چھوٹی ریاستیں تھیں جن کو بیرونی حملہ آور آسانی سے تہ و بالا کر دیا کرتے تھے [2] لوتھر اور بابا نانک مغرب اور مشرق کے ہمعصر اور تعلیم اسلامی سے متاثر ہوئے تھے تمثیلاً ذکر کیا گیا ہے ورنہ ہزاروں ایسے بزرگوار ہیں جو روئے زمین پر فیضان اسلام کی زندہ مثالیں ہیں ۱۲ منہ

غیر متناہی سے۔ اور ہم نے پچھلے دو سالوں میں اس سلسلہ کا یہ تعلق مضمون ہندوستان اور قبرستان اجمالی استفسار کیا تھا۔ جب واقعات کی یہ حالت ہے تو پھر وہ اسوۂ حسنہ اور مجسمہ انسانیت کبریٰ جو ذاتِ واحد پر بھروسہ کرتے ہوئے جان جوکھوں میں ڈال کر تمام دنیا کے مقابلہ میں سیرت آلہیہ سے متفق ہو کر بآواز بلند صداقت و حقانیت کا علم نصب کرتے ہوئے یہ کہے کہ

قُلْ اِنَّنِیْ هَدٰىنِیْ رَبِّیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ دِیْنًا قِیَمًا مِّلَّةَ
اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۝ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ
وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْكَ لَهٗ
وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ۝

پھر عزم و استقلال، صبر و استقامت سے فرائض رسالت بجا لاتا ہوا کافۃ الناس کو یہ حقیقت نوازپیغام سناتے کہ "انا بشر مثلکم یوحی الیّ" میں تم جیسا انسان ہوں مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے اور وہ یہ ہے "انما الٰھکم الٰہ واحد" تمہارا معبود صرف خدا ہے جو لاشریک ہے "فمن کان یرجوا لقاء ربہ فلیعمل عملاً صالحاً ولا یشرک بعبادۃ ربہ احداً" پس جو خدا کو ملنا چاہے اُسے نیک عمل کرنا چاہیئے اور کسی اپنے معبود کی عبادت میں شریک نہ بنانا چاہیئے۔ ایمان بغیر عمل ہیچ ہے اور عمل بغیر ایمان مستحکم بنیاد نہیں رکھتا یعنی اعتقاد اور عمل بالاعتقاد دونوں کو ملا کر ذریعہ نجات قرار دے نہ محض اعتقاد سے نجات حاصل ہو سکتی ہے اور نہ عمل صالح بغیر اعتقاد کئے جا سکتے ہیں۔ پس "ایمان" اور "عمل صالح" دونوں کے مجموعہ کو معیار انسانیت ٹھہرائے۔ توحید کے ماتحت مساوات عامہ اور اخوت تامہ دنیا میں لائے۔ انسان کو انسان اور پھر با خدا انسان بنا کر احسن التقویم کی مسند پر بٹھلائے۔ کیا ایسا انسان عزت و احترام کا مستحق نہیں ہے اور ضرور ہے۔ جب تک انصاف پسندی راستبازی اور احساس شکر گزاری موجود رہیگا۔ انشاء اللہ [illegible] کی ممنون رہیگی منصف مزاج اور غیر متعصب محققین

ملہ کہہ دو [illegible] جو دین [illegible] ابراہیم دلی خلوص [illegible] [illegible]

طوعاً متعصب اور ہٹ دھرم مورخین کرتا" اُس متمم مکارم اخلاق کی صفت و ثنا میں رطب اللسان رہینگے و صلے اللہ علے نورٍ کزو شد نورہا پیدا ●

۵۔ مسلم ایران

اکمل ادیانِ عالم ہے تو اسے دینِ حنیف!
آ چکی ہے تیرے حصے میں حیاتِ جاوداں!
ایہا النّاس اکرم واشرف ہے تم میں متقی۔
ہے عبث یہ امتیازِ ابنِ فلاں ابنِ فلاں ●

ایہا النّاس "دورِ مشرکانہ" میں ہم نے دیکھا ہے کہ "اسوری" یا قوم شاد ہپشیلدوں پر غالب آ گئی۔ اور "اسوریوں" کو بیلونیا والوں یعنی اہل بابل نے اور اہل بابل کو میڈیا والوں اور ایرانیوں نے نیچا دکھایا۔ اور پھر اپنی نوبت میں ایرانیوں کو اہل مقدونیہ" نے فتح کیا۔ پھر اسکندر اعظم کے جانشینوں میں طوائف الملوکی اور اس پر آشوب زمانے میں چھوٹی چھوٹی ریاستیں بنیں جن کے کھنڈروں پر ساسانیوں نے ایک طرف اور رومانیوں نے دوسری طرف اپنی اپنی سلطنتیں قائم کیں ●

ساسانیوں اور رومانیوں کا رزمگاہ کبھی تو ملک شام رہا اور کبھی ان کی باہمی کشاکش کا میدان ملک مصر تک وسیع ہو جایا کرتا تھا۔ "دورِ مشرکانہ" میں ہندوستان، یونان، مصر، روم اور ایران قدامت تہذیب کے مدعی ہیں۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ ان تمام ممالک میں "شرک" کے ماتحت بت پرستی اور بدکرداریوں کا دور دورہ تھا ●

ہندوستان، یونان اور مصر کی مائی تھالوجی (دیومالا) بڑی حد تک ہم شکل اور یکساں ہے۔ ہند میں برہما، وشنو اور شیو کی تثلیث اور مزید براں لاکھوں دیوتا اور دیوتا [illegible]۔ یونان میں اپالو، منروا اور جوپیٹر کی تثلیث اور دیگر ہزارہا دیوی اور دیوتا۔ مصر میں ایسس[ط] تھا، اور ہورس کی تثلیث اور دیگر کئی ایک دیوی اور دیوتا۔ روم میں باتباع یونان وہی بت پرستی جاری تھی جو یونان میں رائج تھی۔ عیسائیوں کی مشہور تثلیث باپ بیٹا اور روح القدس جو پال[ع] نے غالباً باتباع مصریوں، یونانیوں اور ہندوؤں

[ط] اس تثلیث سے مورتی پر عیسائیوں کے پادریوں اور مشنریوں نے اپنے مذہب کی بنیاد رکھی۔ جیسے وہ اب، ابن، روح القدس ہے

کے قائم کی تھی۔ عیسائی دنیا پر مسلط تھی۔

ایرانیوں کی بابت ہم بیان کر آئے ہیں۔ کہ اخیر میں وہ مگو زرتشت تھا۔ آتش پرستی کے علاوہ اس میں ستارہ پرستی بھی زوروں پر تھی۔ مختصر یہ کہ "دور مشرکہ" کی خصوصیات ہیں "بت پرستی" زنا، شراب خواری، قمار بازی، غلامی، حسب و نسب کا امتیاز، عورتوں کی ناگفتہ بہ حالت اور ہر ایک ملک میں ذاتوں کی درجہ بندی خصوصاً پجاریوں کا اقتدار اور ہر ایک امر جو انسانیت کی منافی ہو داخل تھا۔ بتوں پر انسانی قربانیوں کا دستور عالمگیر تھا۔ اخیر میں رہبانیت بھی قدم جما چکی تھی۔ اور غالباً ہمیشہ سوسائٹی کے ساتھ ساتھ رہی۔ ہندوؤں کے سنیاسی عیسائیوں کے رہبان اور دیگر اقوام کے عزلت نشین بزرگ اس کا نمونہ ہیں۔

"دور موحدانہ" آیا۔ یعنی ظہور اسلام ہوا۔ اور ہم کیا دیکھتے ہیں۔ کہ "توحید" کے ماتحت تمام روحانی، اخلاقی، سیاسی، اور معاشرتی برائیوں کا اصولی طور پر قلع و قمع کیا گیا۔

بت پرستی، زنا، شراب خواری اور قمار بازی کی ممانعت کی گئی۔ غلامی[1] منسوخ کی گئی۔ حسب و نسب کے امتیازات مٹا دیئے گئے۔ عورتوں کی حیثیت ماں، بہن، اور دختر کے لحاظ سے بڑھائی گئی۔ اولاد کشی اور دختر کشی کی مذموم رسوم مسدود کی گئیں۔ دوامی بیوگی سے نجات حاصل ہوئی۔ ذاتوں کی درجہ بندی اور پجاریوں کا اقتدار، اسلامی مساوات عامہ کے سامنے گرد ہو گیا۔ آزادی آزاد خیالی اور جمہوریت کا زمانہ آیا۔ روحانیت اور جسمانیت کے ڈانڈے ملا دیئے گئے۔ ایک طرف "ان الی ربک المنتھی" کا معراج اور دوسری طرف "ورفعنا لک ذکرک" کا غلغلہ دل نواز آسنے سامنے کر دیا گیا۔ اور پھر دونوں کے امتزاج سے وہ تمدن اور وہ قومیت قائم کی۔ جس کی ہیئت ترکیبی یک رنگ، تمدن یکساں

---

[1] اما منا بعد و اما فداء اگر غلامی رہی بھی تو یہ غلامی بھی جس پر آزادی رشک کرتی تھی غلام ملکہ غلام در غلام اسلامیوں میں بادشاہ، محدث، فقیہ، عالم، فاضل اور ممتاز روزگار ہوئے ہیں ۱۲ منہ

اور سیرت بے نظیر تھی۔ یہ آلہی الاصل جماعت جو "خیر الامم" کے ممتاز لقب سے ملقب اور "اخرجت للناس" کی مصداق تھی۔ "دین فطرت" یعنی قوائے روحانی و جسمانی کے بے نظیر اعتدال سے مسلح ہو کر ابرِ رحمت کی طرح دنیا و جہان پر چھا گئی۔ یہ ایک الٰہی طاقت اور آسمانی قوت تھی۔ جس کا مقابلہ قضاؤ قدر کا مقابلہ اور جس کے سامنے کوئی دنیاوی یا زمینی قوت نہ ٹھہر سکتی تھی اور نہ ٹھہری +

دو ماہ کے قلیل عرصہ میں حضرت عمرؓ کے عہد میں ایران پر اسلامی تسلط ہو گیا اور حضرت عثمانؓ کے عہد میں کل ایران مسخر اور صدائے "لا الہ الا اللہ" سے معمور ہو گیا [۵]

ہاتھ میں قرآن لب پر نعرۂ تکبیر تھا — چومتی تھی فتح و نصرت پاؤں اپنے بیگماں
جوش تھا جوشِ الٰہی تھی غرض تبلیغِ حق — رُک نہ سکتا تھا کسی سے اپنا سیلابِ رواں

اب ہم مختصراً بیان کریں گے کہ اسلام نے ایرانیوں کے مذہب، زبان، علوم و فنون اور اُن کے عادات و اطوار پر کیا اثر کیا +

(الف) اشاعت اسلام

آ گئی ہے ساری دنیا مرکزِ توحید پر — آفتابِ دینِ قیم ہو رہا ہے ضو فشاں
ہو گیا "روحانیت" میں بھی "طبیعی انتخاب" — مذہبِ اسلام ہو گا مذہبِ آئندگاں

ہم ابھی بیان کر آئے ہیں کہ "یزدجرد" (معرب یزدگرد) اخیر بادشاہِ ساسانیاں ۶۵۰ء یا ۶۵۱ء میں کہیں بھاگ کر گمنامی کی حالت میں مر گیا +

ساسانیوں کے اخیر عہد میں طوائف الملوکی کا دور دورہ تھا۔ رواداری (ٹالریشن) کا نام و نشان نہ تھا۔ یہودی، عیسائی اور صابئینؔ زبردستی اور جبر و اکراہ سے مجوسی بنائے جاتے تھے۔ مانویہ فرقہ عیسائیوں کا اور بدھ مذہب کے پیرو بھی اپنی قوت ضمیر کے مطابق مذہبی آزادی سے محروم تھے۔ "موبد" دربار

---

[۵] ماخوذ از اشاعت اسلام مؤلفہ ڈاکٹر آرنلڈ مطبوعہ ۱۸۹۶ء

صابئی مذہب کو قوم سامری نے عرب میں رواج دیا۔ ... شیث اور ادریس کو اپنا نبی کہتے تھے یہ لوگ ... نمازیں مسلمانوں کی طرح ادا کرتے تھے مردے کی بھی نماز پڑھتے تھے ایک ماہ قمری کے روزے ...

شاہی میں صاحب اقتدار اور سیاہ سفید کے مالک تھے۔ ایسے جابرانہ ماحول کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ عوام الناس نے اسلامی افواج کا مقابلہ نہ کیا +

حسب و نسب کا امتیاز ایران میں جمشید کے وقت سے جاری تھا۔ اور اب اس درجہ پر پہنچ گیا تھا۔ کہ تجار، صرف کار اور دستکار نہ صرف ادنے مخلوق اور کمینہ سمجھے جاتے تھے۔ جیسا کہ ہندؤں میں "شودر" اور "داس"۔ بلکہ یہ وہ بدترین وحشی مخلوق تصور کیے جاتے تھے۔ جنہوں نے اپنے وجود سے پانی مٹی اور ہوا کو خراب کر دیا ہے +

مسلمان تھوڑا سا جزیہ لے کر غیر مسلم کو فوجی خدمات سے سبکدوش اور تمام بنی نوع انسان کو آزادی اور آزاد خیالی کی نعمت سے مالا مال کر دیتے تھے۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا۔ کہ موبدوں کے سوا تمام پارسی جوق در جوق مشرف باسلام ہو گئے +

موبدوں یعنی پجاریوں کو بھی اسلام قبول کرنے میں کوئی امر مانع نہ تھا۔ کیونکہ انہوں نے "یزدان" اور "اہرمن" کے مقابلہ میں اسلامیوں کے ہاں ظاہری طور پر "خدا" اور "شیطان" کے تصورات جو ان کے عقائد مذہبی سے مشاکلت رکھتے تھے محسوس کیے +

ایران کے شمال میں جو قومیں بستی تھیں وہ "اعلے ہستی" اور "روح" کے بقاء کی قائل تھیں۔ وہ بھی بطیب خاطر دائرۂ اسلام میں داخل ہوئیں +

یزدجرد کی صاحبزادی شہربانو اہلیہ محترمہ حضرت امام حسین ہیں۔ جن سے سلسلۂ امامت امامیہ مذہب کا چلتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایرانی اماموں کو وارث خلافت سمجھتے اور مذہباً شیعی ہیں +

رواداری کا یہ عالم تھا۔ کہ معتصم باللہ ۲۱۸ھ ۸۳۳ء تا ۲۲۷ھ ۸۴۲ء نے ایک مولوی کو جس نے صوبہ سغد میں آتشکدہ ویران کر دیا تھا۔ اور بجائے اس کے مسجد تعمیر کر دی تھی۔ سزائے تازیانہ دی۔ اور مسجد کو گرا کر آتشکدہ پھر اپنی اصلی صورت

میں بنا دیا۔

مورخ مسعودی رقمطراز ہے کہ دسویں صدی عیسوی میں صوبہ فارس سجستان، خراسان، اور آذر بائیجان میں آتشکدے موجود تھے۔

آٹھویں صدی عیسوی کے اخیر میں امیر بلخ جس کا نام سامان تھا مسلمان ہوگیا۔ اس نے اپنے بیٹے کا نام اسد رکھا۔ اس کی اولاد تاریخ اسلام میں خاندان سامانیہ کے نام سے مشہور ہے۔ جنہوں نے ۸۷۴ء تا ۹۹۹ء ایران میں حکومت کی "سامان" شاہان کیان کی اولاد سے تھا۔ خلیفہ مامون نے اس کے پسر اسد کی سرپرستی کی اور عہدہ ہائے جلیلہ پر اس کے پسران کو ممتاز کیا۔ جو بعد میں زبان جدید فارسی کے سرگرم سرپرست ثابت ہوئے۔

نویں صدی عیسوی کے شروع میں خاندان قابوسیہ نے اسلام قبول کیا۔ اور ۸۴۲ء میں کئی ایک خاندان دیلم میں حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔

۹۱۲ء میں حسن ابن علی نے جو ایک جلیل القدر عالم دین اور ماگیوں اور بت پرستوں کے عقائد سے واقف تھا۔ طبرستان اور دیلم میں اشاعت اسلام کی۔ اور ہزاروں آدمیوں کو مشرف باسلام کیا۔

آٹھویں صدی عیسوی کے وسط میں عبداللہ ابن میموں پیدا ہوا۔ جس نے نویں صدی کے شروع میں فرقہ اسماعیلیہ میں نئی روح پھونکی۔ یہ شخص ملک میں انقلاب پیدا کرنا چاہتا تھا۔ اس کے داعی، صوفیوں سوداگروں، اور پیشہ وروں کے لباس میں جابجا پھیل گئے۔ جو مسلمانوں کو مہدی، یہودیوں کو مسیح موعود، اور عیسائیوں کو فارقلیط کی خوشخبری سناتے تھے مگر آخر کار سلسلہ تبلیغ اس بات پر منتہی ہوتا تھا۔ کہ یہ سب مظاہر حضرت علی کے ہیں۔ جو سب سے افضل و اکمل اور سب سے بڑا نجات دہندہ ہے۔ شیعہ اور اسماعیلیوں کو اس بات پر آمادہ کیا کرتے تھے۔ کہ وہ سنیوں کو برا بھلا کہیں۔ اس بنا پر کہ سنیوں کے اسلاف نے حضرت علی کا حق خلافت چھینا

اور اس کے بیٹوں پر سخت ظلم و ستم توڑے۔ پس اس نے مسیحیوں کو یہ پٹی پڑھائی۔ کہ حضرت علیؓ "فارقلیط" ہیں۔ اور ہندوؤں کو یہ کہا۔ کہ حضرت علیؓ "وشنو" کا اوتار ہیں +

شمالی فارس اور متوسط ایشیا میں جا بجا بت پرستی جاری تھی۔ اور عام یقین عامۃ الناس کے دل میں جاگزین تھا۔ جو بتوں کو توڑے یا بےحرمت کریگا۔ دفعتہً مرجائیگا۔ ابن قُتَیبہ سمرقند میں گیا اور بتوں کو آگ لگا کر خاک سیاہ کردیا۔ یہ معجزہ دیکھ کر لوگ گروہ در گروہ حلقۂ اسلام میں داخل ہوئے +

بخارا اور سمرقند میں مدت تک لوگ اسلام کی مخالفت پر تُلے رہے۔ مسلمان مسجد میں مسلح ہو کر نماز کے واسطے جاتے تھے +

بادشاہ کابل مامون کے عہد میں مسلمان ہوا +

ماوراء النہر میں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سنہ ۷۱۷ء (۹۹ھ) تا سنہ ۷۲۰ء (۱۰۱ھ) کے عہد میں اسلام کی اشاعت ہوئی۔ اور کچھ لوگ ہشام سنہ ۷۲۴ء (۱۰۵ھ) تا سنہ ۷۴۳ء (۱۲۵ھ) کے عہد میں مسلمان ہوئے +

آخرکار معتصم باللہ عباسی سنہ ۸۳۳ء (۲۱۸ھ) تا سنہ ۸۴۲ء (۲۲۷ھ) کے عہد میں عام طور پر اسلام ملک ایران میں پھیلا۔ جوق در جوق قوم ترک کے لوگ خلیفہ کے دربار میں جاتے اور اسلام قبول کرتے تھے۔ کئی ایک ترک سلسلۂ ملازمت میں منسلک کئے گئے +

دسویں صدی عیسوی کے وسط میں ایک خاندانی امیر مسلمان ہوا۔ اور پھر اس کے سب ارکان خاندان اور متبعین بھی مسلمان ہوگئے۔ مختصر یہ کہ وہ تمام ترک جو بحیرۂ قزوین سے ملک چین کی حدود تک ایک وسیع خطہ پر پھیلے ہوئے تھے۔ دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے اور باقیماندہ اتراک سے جو غیر مسلم تھے متمیز ہونے کے لئے "ترکمان" کہلائے +

خاندان ایلاک خاں کے ساتھ مل کر ایک ترک "سلجوق" تمام ملک میں لڑائیاں

اور فساد کرتا رہا۔ آخر کار سلجوق ۹۵۶ء میں مع اپنے خاندان کے شہر بخارا میں گیا اور مسلمان ہوگیا۔ اس کا خاندان تاریخ اسلام میں "سلاجقہ" کے نام سے نامزد ہے۔ اس خاندان میں بڑے مشہور اور نامور بادشاہ گذرے ہیں۔ مغربی ایشیا میں انہیں کی وجہ سے سلطنت اسلام مستحکم ہوئی +

جب بارھویں صدی عیسوی کے اخیر میں خاندان سلاجقہ کمزور ہوگیا، اور سوائے ایشیا کوچک کے ان کا اقتدار باقی ممالک میں کم ہوگیا۔ محمد غوری خراسان سے مشرق کے اطراف میں بادشاہ بنگیا۔ اور اپنی فتوحات کو شمالی ہند تک لیگیا۔ اس زمانہ میں عام طور پر افغان مسلمان ہوئے اور عرب واعظ جا بجا متعین تھے جو تبلیغ اسلام کرتے تھے +

۱۲۱۹ء چنگیز خاں تاتار سے نکلا۔ خراسان سے لیکر ملک شام تک اسلامی ممالک تاخت و تاراج کئے۔ آباد اور سرسبز ملک کو جنگل بنا دیا۔ شہر ہرات میں ایک لاکھ کی آبادی تھی۔ صرف چالیس آدمی قتل عام سے بچے جو کہیں پہاڑ کی غاروں میں چھپ گئے تھے۔ بخارا کی اینٹ سے اینٹ بج گئی۔ مسجدوں میں گھوڑے باندھے گئے۔ چالیس لاکھ انسانی جانیں اس ملک آشوب حملہ میں ضائع ہوئیں جو بچ گئے۔ وہ غلام بنائے گئے +

سمرقند بلخ اور کئی ایک دوسرے شہر جو متوسط ایشیا میں واقع ہیں۔ برباد اور تباہ کئے گئے اور کچھ عرصہ بعد یہی حال بغداد کا ہوا +

مورخ ابن الاثیر ان واقعات کو تاریخ میں جگہ دیتے ہوئے لرزتا ہے۔ اور درد بھرے دل سے یوں فغاں سنج ہے "کہ کاش میری ماں مجھے نہ جنتی۔ کاش میں اس حادثۂ فاجعہ کے وقوع سے پہلے مرگیا ہوتا۔ آدم سے لیکر تا ایں دم ایسا جور و ستم ایسا قتل عام اور ایسی خونریزی نہیں ہوئی اور غالب ہے کہ اس کے بعد بھی کبھی نہ ہو" +

چنگیز خاں کے مقبوضات اس کے چار پسران میں حسب ذیل تقسیم

کئے گئے +

مشرقی[1] حصہ اکتائی خاں۔ خاقان لقب کو دیا گیا۔ بعد میں اس کی اولاد میں سے قبولی خاں نے ملک چین کو بھی اس میں ملا لیا +

متوسط[2] ممالک جگتائی خاں کے حصہ میں +

مغربی[3] حصہ باتو خاں کے حصہ میں آیا +

فارس[4] خاص طولوئی خاں چوتھے لڑکے کے قبضہ میں آیا۔ اس چوتھے حصہ میں ہلاکو خاں نے جو طولوئی خاں کا پسر تھا۔ ایشیا کوچک بھی شامل کر لیا۔ اور "ایل خانی" خاندان کی بنیاد ڈالی۔ کہتے ہیں۔ کہ ہلاکو خاں کا پسر نکودار مسلمان ہو گیا تھا۔ مگر پورے طور پر یہ بات متحقق نہیں۔ نکودار کا نام احمد رکھا گیا۔ اس پر ترکوں نے اُسے ۱۲۸۴ء میں بسپرستی ارغوخاں قتل کر دیا +

منگول یعنی چنگیز خانی "شامانی" مذہب تھے۔ اعلےٰ ہستی کو مانتے تھے مگر عبادت شیطان اور ارواح خبیثہ کی کرتے تھے۔ بتوں کو پوجتے تھے اور ان پر انسانی قربانیاں چڑھاتے تاکہ ان کا غصہ و غضب فرو کیا جائے + مختصر یہ ہے کہ اُن کا نظام مذہب کوئی نہ تھا۔ بدھ، عیسائی، اور مسلمان ان کو اپنے اپنے مذہب میں لانے کے لئے ایک دوسرے کے رقیب بن گئے۔ تاریخ دنیا میں یہ واقعہ نہایت ہی حیرت انگیز ہے۔ کہ باوجودیکہ اسلامیوں نے ان کو مسلمان بنانے کے لئے وہ سر توڑ کوشش نہیں کی جو عیسائیوں اور بدھوں نے کی تھی۔ تاہم مسلمان اپنے عقیدہ کی صداقت کی وجہ سے ان کو مسلمان کرنے میں کامیاب ہوئے۔ یہ نظارہ بے نظیر ہے۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ صداقت کا بول ہمیشہ بالا رہیگا۔ چین میں منگول بدھ مذہب سے متاثر ہوئے چودھویں صدی عیسوی کے شروع میں بدھ مذہب کے موثرات ان پر غالب آ گئے تھے۔ ملک تبت کا لاما ان کو بدھ مذہب میں لانے کے لئے زیادہ سرگرم تھا۔ چنانچہ منگول منگولیا کے اب تک

بدھ مذہب کے پیرو ہیں ÷

نسطوریہ فرقہ کے عیسائی ساتویں صدی عیسوی میں مقیم ایران ہو چکے تھے۔ اور اُس پر طرّہ یہ کہ چنگیز خاں اور اس کے بیٹے اکتائی خاں کی پیاری بیویاں عیسائی مذہب تھیں۔ ان وجوہات سے عیسائیوں کو یہ اُمید بندھ گئی تھی۔ کہ منگول ان سے ملکر مسلمانوں کے ساتھ جنگ کریں گے ÷

آرمینیا کا عیسائی بادشاہ تھیوم نام جس نے ہلاکو خاں کو تباہی بغداد پر اُبھارا تھا۔ اس کا بھی منگولوں کے ساتھ ساز باز تھا ÷

سینٹ لوئی نے بھی ایک مشنری پادری تبلیغ عیسائیت کے لئے منگولوں میں بھیجا۔ پادری، منگول بادشاہ کو ملا اور باہم تحفہ تحائف ایک دوسرے کو دیئے گئے۔ اس مشن کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ نسطوریوں آرمینیا والوں اور سنٹ لوئی کے متضاد عقائد کا اثر منگولوں پر یہ ہوا۔ کہ ان اختلاف عقائد میں عیسائیوں کا مذہب ان کو سچا معلوم نہیں ہوتا تھا ÷

جو شخص کسی جانور کو اسلامی طریق پر ذبح کرتا تھا۔ چنگیز خاں اُسے مروا ڈالتا۔ اور اس کے پوتے قبولی خاں نے بھی اس امر میں اپنے دادا کا تتبع کیا۔ جاسوسوں کے واسطے انعام مقرر کر رکھے تھے۔ کہ اسلامی ذبیحہ کا پتہ لگائیں ÷

۱۲۴۶ء سے لیکر ۱۲۹۱ء تک منگولوں کا میلان طبیعت عیسائیت کی طرف رہا۔ اور عیسائی مشنریوں کی ترغیب سے مسلمانوں پر سخت ظلم اور تشدد کیا جاتا تھا ÷

آرغو خاں جو تھا ایل خانی بادشاہ ۱۲۸۴ء تا ۱۲۹۱ء مسلمانوں کا ایسا مخالف تھا۔ کہ جس شخص کا اسلامی نام ہوتا ملازمت سے موقوف کر دیتا تھا جور و جفا کی کوئی انتہا نہ تھی۔ منگول مسلمانوں کو گھوڑوں کی دُم کے ساتھ باندھ کر گھسیٹتے تھے ÷

تیرھویں صدی عیسوی کے وسط میں کچھ کچھ منگول مسلمان ہونے لگے۔ برقاخاں ایک ایل خانی رئیس کو ۱۲۵۶ء میں دو مسلمان سوداگروں نے جو بخارا سے آرہے تھے۔ اُس کے چند سوالات کا موزون جواب دیکر مشرف باسلام کیا۔

اُدھر ہلاکو خانی منگولوں میں برقاخاں اور اس کے بیٹے اباقاخاں کی بیویاں عیسائی مذہب کی تھیں۔ اباقاخاں کی بیوی قیصر روم یعنی شاہ قسطنطنیہ کی دختر تھی۔ اس بنا پر ہلاکو خانی منگولوں، اور بازنطینی یعنی مشرقی سلطنت روم میں پرلے درجہ کا رابطۂ اتحاد تھا۔

اباقاخاں کو باایں‌ہمہ عیسائی مسیحی بنانے میں کامیاب نہ ہوئے۔ مگر خدا کی شان اس کا پسر لوکودار خاں مسلمان ہوگیا۔ اور اسلامی نام محمد خاں رکھا۔ اس کے اسلام لانے پر اکثر تاتاری مسلمان ہوگئے۔ مورخ وصاف رقمطراز ہے کہ اس نے ایک خط بادشاہ مصر کو لکھا جس میں اپنے اسلام قبول کرنے کا حال شرح وبسط سے تحریر کیا ہے۔ یہ خط جو اخلاق، اخلاص، اور فضائل کا بہترین نمونہ ہے۔ آجتک محفوظ ہے۔ اس نے قاضی اور دیگر عہدہ دار انتظام سلطنت کے واسطے مقرر کئے۔

منگولوں میں یہ تبدیل مذہبی دنیا دیکھ رہی تھی اور اس کا ایسا اچھا اثر ہوا کہ گو اس کے جانشین کچھ مدت تک مائل بعیسائیت رہے۔ مگر آخرکار ۱۲۹۵ء ۶۹۴ھ میں غازان خان ایل خانی مسلمان ہوگیا۔

غازان خان ابتدا میں بدھ مذہب کے عقائد کو پسند کرتا اور بدھوں میں ہی اس کی پرورش ہوئی تھی۔ بدھوں کے لئے چند مندر بھی بنوائے تھے۔ مگر صاحب علم اور بڑے پایہ کا عالم تھا۔ اُس نے بدھوں، عیسائیوں اور مسلمانوں کے باہم مباحثات دینی کرائے۔ عقائد اسلام کی صداقت اور حقانیت اس کے دل نشین ہوگئی۔ اور بھرے مجمع میں مسلمان ہوگیا اور اس کے ساتھ ساتھ

ہزار ترک مشرف باسلام ہوا ❖

غازان خاں کا بھائی "خدا بندہ" جس کی والدہ عیسائی تھی ۱۳۰۴ء میں مسلمان ہوا۔ یہ فارس کا بادشاہ تھا۔ بادشاہ کے اسلام لانے پر تمام ملک فارس مشرف باسلام ہوگیا۔ اس کا لڑکا سلطان ابوسعید بڑا دیندار مسلمان تھا۔ جو ۱۳۳۶ء میں فوت ہوا ❖

برقہ خاں ۱۲۵۶ء تا ۱۲۶۷ء نے اسلام قبول کیا۔ مگر بعد میں مرتد ہوگیا۔ پھر ۱۲۶۲ء میں پکا مسلمان ہوا ❖

تغلق تیمور خاں کو ۱۳۴۷ء تا ۱۳۶۳ء جمال الدین کے بیٹے رشید الدین نے مسلمان کیا ❖

ازبک خاں ۱۳۱۳ء تا ۱۳۴۰ء کی رواداری بہ تعلق دیگر مذاہب مشہور ہے۔ عیسائیوں کو چارٹر آزادی کا عطا کیا۔ ۱۳۳۸ء میں پوپ "جان" نے جو بائیسواں پوپ تھا۔ ازبک خاں کی تعریف میں ایک مبسوط خط لکھا اور اسلامی رواداری کی صفت وثنا کی۔ اب خواجہ کمال الدین کی طرف نظریں اٹھتی ہیں۔ لارڈ ہیڈلے سیف الرحمن مسلمان ہوگیا ہے۔ اگر چند اور ممبر پارلیمنٹ مسلمان ہوجائیں تو ساری سیاسی گتھیاں سلجھ جائیں۔ اور پارلیمنٹ اپنی ہوجائے۔ انشاءاللہ اس کا مشن کامیاب ہوگا۔ کیونکہ خدا حق وصداقت کا ہمیشہ معاون رہتا ہے ❖

(ب) ملکی اور مذہبی تاریخ[1] } خلفاء راشدین ۶۳۲ء (۱۱ھ) تا ۶۶۱ء (۴۰ھ) تخت خلافت کے صدر نشین رہے۔ ان چاروں خلفاء میں سیاسی لحاظ سے حضرت عمر فاروق ۶۳۴ء (۱۳ھ) تا ۶۴۴ء (۲۳ھ) ممتاز ہیں ❖

حضرت ابوبکر کے خلیفہ منتخب ہونے کے وقت ایک طرف انصار اور دوسری طرف کسی حد تک بنو ہاشم کشیدہ تھے۔ اگر حضرت عمر بروقت اور برمحل اپنی پرزور

[1] ماخوذ از لمسن الشائی کلوپیڈیا تاریخ اسلام اور روح الاسلام مصنفہ سید امیر علی تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی شعر العجم مولانا شبلی وغیرہ۔ منہ

شخصیت کی وجہ سے فیصلہ نہ کر دیتے تو معلوم نہیں کیا ہوتا!!

حضرت عمرؓ کو حضرت ابو بکرؓ نے منتخب فرمایا۔ انہوں نے ہر ایک اعتبار سے شانِ خلافت بڑھائی۔ ان کے کارنامے تاریخ اسلام کی ضخیم جلدوں میں زریں حروف میں لکھے ہوئے ہیں۔ اُن کی وفات پر حضرت عثمانؓ منتخب ہوئے۔ اور حضرت عمرؓ کے بنائے ہوئے کام کی وجہ سے چند روز امن وامان سے امور خلافت انجام دیئے۔ ان کے عہد میں تاریخ اسلام میں ایک اور لفظ یعنی "بنوامیہ" کا اضافہ ہوا +

بنوامیہ کے ساتھ اُن کے مراعات مشہور ہیں۔ یہاں تک کہ ان کا کاتب مروان سیاہ وسفید کا مالک تھا۔ افسوس کے ساتھ حوالہ قلم کیا جاتا ہے کہ مروان کی وجہ سے مسلمانوں میں باہم خانہ جنگی ہوئی۔ جس میں حضرت عثمانؓ شہید کیئے گئے۔ تاریخ اسلام میں یہ سب سے پہلی "خانہ جنگی" ہے جو باہم مسلمانوں میں ہوئی +

اسلام میں دوسری خانہ جنگی "جنگ جمل" کے نام سے مشہور ہے جس میں طلحہ اور زبیر صحابہ کرام جو عشرہ مبشرہ میں سے تھے کام آئے +

اسلام میں تیسری خانہ جنگی "جنگ صفین" کہلاتی ہے۔ جس میں عمرو بن عاص نے ابو موسےٰ اشعری کی سادہ لوحی سے فائدہ اٹھایا +

اس موقع پر تاریخ اسلام میں دو اور الفاظ اضافہ ہوئے۔ شیعانِ علی اور خوارج۔ ۴۰ھ میں خوارج نے حضرت علی کو کوفہ کی مسجد میں شہید کیا۔ یہ لوگ تاریخ اسلام کے (انسلسٹ) ہیں۔ "اِن الحکم الا للہ" ان کا ماٹو ہے۔ شیخین کے سوا کسی کی خلافت تسلیم نہیں کرتے۔ اُن کا مجموعہ اخلاق نہایت سخت ہے مداہنت کی پالیسی کو پسند نہیں کرتے +

بنوامیہ کے عہد میں جب یزید ۶۰ھ تا ۶۴ھ دمشق میں حکمران تھا چوتھی خانہ جنگی بمقام کربلا واقع ہوئی۔ جس میں حضرت امام حسین علیہ السلام

مع متعلقین شہید ہوئے۔ یہ واقعہ تاریخ اسلام میں مصیبت عظمیٰ ہے۔ جس کے دہرانے سے قلم لرزتا ہے۔ سینکڑوں کتابیں لاکھوں مرثیئے اس واقعہ کی یاد میں لکھے گئے ہیں۔ اور ہر سال یوم عاشورا پر اسلامی حلقوں میں ماتم عظیم کیا جاتا ہے +

بنو امیہ سوائے حضرت عمر بن عبد العزیز کے تاریخ اسلام میں ظالم اور جابر مشہور ہیں۔ شخصی حکومت کے دلدادہ تھے۔ ۴۱ھ تا ۱۳۲ھ (۶۶۱ء تا ۷۴۹ء) ان کی حکومت رہی۔ چودہ خلفاء یکے بعد دیگرے تخت نشین ہوئے "امرہم شوریٰ بینہم" کی طرف ان کو مطلق توجہ نہ تھی +

بنی امیہ کے خلاف جو سازشیں کی گئیں۔ اور جن کے بانی مبانی بنو عباس تھے۔ بظاہر بنی فاطمہ کو تخت خلافت کے لئے سیاسی وجوہات پر سامنے رکھا گیا۔ لیکن در پردہ ابو مسلم خراسانی "بنی عباس" کی ترغیب سے انہی کے واسطے کوشش کرتا تھا۔ چنانچہ انجام کار ایسا ہی ہوا۔ کہ بنی فاطمہ بیچارے سلطنت سے محروم رہے۔ بنی امیہ کے آخر عہد میں "بنو ہاشم" کی جگہ ملکی وجوہات پر "بنی فاطمہ" اور "بنی عباس" کا لفظ استعمال ہونے لگا +

عہد امیہ میں ایک گورنر کوفہ میں رہتا تھا۔ جس کے ماتحت ایک نائب گورنر مرو دار السلطنت خراساں میں رہتا تھا +

خلفاء زمانہ جاہلیت کے قصے اور اشعار سنا کرتے تھے۔ پھر شعر خوانی کی جگہ سرود نے لی۔ گو گویئے اطراف واکناف سے دمشق میں جمع ہوگئے۔ رقاصہ عورتیں جو ناچتی اور گاتی تھیں شہر میں آگئیں۔ اس لئے معزز خواتین علیحدہ رکھی گئیں +

سید امیر علی کہتے ہیں۔ کہ ایرانیوں کے ساتھ میل ملاپ کی وجہ سے پردہ مسلمانوں میں آیا۔ اور کثرت سے رواج پا گیا۔ مگر تاہم خلیفہ متوکل علی اللہ ۲۳۲ھ تا ۲۴۷ھ (۸۴۷ء تا ۸۶۱ء) عورتوں کو آزادی رہی۔ اور وہ محفلوں میں اور جلسوں

میں شامل ہوتی رہیں۔ اور مہمانوں کی مدارات کرتی تھیں۔ ابو عفراء اور ابولیلا دو عورتوں کے نام لکھے ہیں۔ کہ وہ بڑی فاضلہ اور خطیبہ تھیں۔ ابولیب محمد ۱۵۰ھ ایک عورت کے ساتھ کھلم کھلا مکالمہ کرتا ہے۔ اور اس عورت کا باپ اپنی لڑکی کے ساتھ اُس کی ملاقات کراتا ہے۔ سید امیر علی سند فردوسی کا ایک شعر نقل کرتے ہیں ؎

دو لب پُر ز خندہ دو رُخ پر ز شرم　　برفتار نیکو بگفتار گرم

مگر اصل حقیقت یہ ہے کہ ایران میں پردہ کی رسم بہت پُرانی ہے چنانچہ شاہنامہ سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

ابتدائے زمانہ بنی امیہ میں سیدہ سُکینہ فقیہہ محدثہ[1] اور شاعرہ تھیں۔ ہشام کے عہد میں ۱۱۷ھ میں فوت ہوئیں۔ ان کا پہلا خاوند مصعب بن زبیر جو لڑائی میں مارا گیا۔ دوسرا خاوند عبداللہ حطامی۔ اور تیسرا خاوند حضرت عثمان کا پوتا تھا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ اعلے خاندانوں میں دوامی پردگی سے اجتناب تھا۔ ولید اول کی ملکہ نے ۸۶ھ تا ۹۶ھ حجاج کو ایک فصیح و بلیغ تقریر سنائی جو مشہور ہے۔ رابعہ بصری بھی اس زمانہ میں تھی۔

جعفر صادق مدینہ میں فلسفہ پر لکچر دیتے تھے۔ خواجہ حسن بصری المتوفی ۱۱۰ھ ان کا شاگرد اور واصل بن عطا معتزلی المتوفی ۱۳۱ھ حسن بصری کا شاگرد تھا۔ یزید سوم ۱۲۶ھ اور مروان دوم ۱۲۷ھ تا ۱۳۲ھ بھی معتزلہ تھے جہم بن صفوان خراسانی اور بعض اس کو سمرقندی کہتے ہیں۔ شاگرد جعد بن درہم ہمعصر مقاتل مفسر بلخی تھا۔ جس کی تفسیر سے امام شافعی استفادہ کرتے ہیں جہم المتوفی ۱۲۸ھ کی تصنیفات سے اشاعرہ اور معتزلہ نے فائدہ اٹھایا۔

شخصی حکومت کا مخالف تھا۔ درباره امامت بنو امیہ مع خاندان پیغمبر اپنا امام بنو عباس اپنا امام اور خوارج عام طور پر سب سے الگ اور اپنے امام کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔

[1] سُکینہ بضم اول و فتح ثانی درست ہے۔ نہ سکینہ بکسر ثانی جس طرح عوام میں مشہور ہے (احمد مخدومی)

یا معشر المسلمین! قبل اس کے کہ ہم آگے بڑھیں۔ یہاں ایک عجیب نکتہ ان بزرگواروں کی ہدایت اور بصیرت کے واسطے درج کیا جاتا ہے جو سیاسی خواب دیکھا کرتے ہیں۔ اور ایک بات کی دھن میں نہ آؤ دیکھتے ہیں نہ تاؤ۔ نہ اقتضاءِ وقت پر عمل کرتے ہیں۔ نہ ماحول پر نظر۔ اندھا دھند ایک مجہول امر کے پیچھے لگ جاتے ہیں۔

میں نے صدر اول میں خانہ جنگیاں باہم مسلمانوں میں گنائیں۔ اور میں بلا مبالغہ کہتا ہوں کہ قرون اولیٰ کے مسلمان بلحاظ دیانت، امانت، صداقت، اخلاص اور ایثار وغیرہ فضائل کے ایسے بینظیر بزرگ تھے جن کا نظیر تاریخ دنیا نے نہ کبھی پہلے دیکھا۔ اور نہ کبھی آئندہ دیکھے گی۔ اُسوۂ حسنہ "اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ" کو انہوں نے خود دیکھا۔ فیضِ صحبت اُٹھایا۔ اور اپنی آنکھوں سے بلکہ خود اپنے تئیں دیکھا۔ کہ صدیوں کی جدّی اور پرانی دشمنیاں بھلا کر باہم دو قالب و یک جان بن گئے ہیں۔ اپنے پروردگار کی وہ نعمت اور احسان یاد کرو۔ کہ تم باہم سخت ترین دشمن تھے۔ تالیف قلوب پیدا ہوئی اور تم آپس میں بھائی بھائی ہو گئے۔ فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا۔

یہ جماعت صحابہ کرام جو پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنائی۔ میں سچ کہتا ہوں کہ میں نے مشہور ترین مصلحان قوم اور پیغمبروں کی سوانح عمریاں پڑھیں۔ ان کے مقابلہ کا کیا ذکر میں نے اس اخوت تامہ کا عشر عشیر بھی کہیں نہیں پایا۔

پھر فرمائیے وہ کونسی وجہ محرک تھی۔ جس کے باعث درباره خلافت وفات جناب پیغمبر پر کشیدگی پھر شہادت عثمان پھر جنگ جمل پھر جنگ صفین اور پھر واقعہ کربلا ظہور میں آیا۔

میں ان واقعات میں سوائے واقعہ کربلا کے کہ وہ مذہبی پہلو لئے ہوئے ہے۔ اور اس میں بھی یزید کی طرف سے محض دنیوی لالچ تھا کوئی مذہبی

اہمیت نہیں دیکھتا۔"

سر سید مرحوم سے کسی شیعی بزرگ نے لکھنؤ میں پوچھا تھا۔ کہ دربارۂ خلافت اور انتخاب حضرت ابو بکرؓ آپ کی کیا رائے ہے۔ انہوں نے فرمایا بھائی اگر میں اُس وقت موجود ہوتا۔ تو اپنا ڈول ڈالتا۔ پس صاف ظاہر ہے کہ وہ وجہ تھی حُبِ دنیا یا حُبِّ جاہ"

جب قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کی یہ حالت ہے۔ اور یہ حالت کسی غیر کے مقابلہ میں نہیں۔ بلکہ باہم مسلمانوں میں اور وہ مسلمان بھی کون؟ صحابۂ کرام۔ تو اندازہ کر لیجئے کہ جب تمہارا مقابلہ کسی حق کے حاصل کرنے کے لئے کسی غیر کے ساتھ ہوگا۔ تو کیا تم خود یا وہ غیر اپنے اپنے قدح کی خیر نہ منائے گا۔ اس سے انکار کرنا فطرتِ انسانی اور خاصۂ طبیعت سے انکار کرنا ہے۔ انسان "جلبِ منفعت اور دفعِ مضرت" پر مجبول ہے۔ پس ہمیں عقلِ دور اندیش سے کام لینا چاہیئے۔ اور معاملہ کے ہر پہلو پر ٹھنڈے دل سے غور کر کے میدانِ سیاست میں جو وادیٔ پرخار ہے۔ گامزن ہونا چاہیئے۔ حق طلبی ضروری امر ہے مگر ایسا نہ ہو کہ آخر کار تمہاری قومیت اور شخصیت بھی فنا ہو جائے۔ ہم انسان ہیں دنیا میں رہتے ہیں۔ دنیا وہ جس میں مصافِ زندگی جاری ہے، ہم آسمانی نہیں۔ فرشتے نہیں۔ زمینی ہیں اور زمین پر رہتے ہیں۔ "حُبِ دنیا اور حُبِّ جاہ" بسا اوقات رحم اور انصاف کو بالائے طاق رکھدیتی ہے۔ اور یہ سیاسی ظلم انفرادی حالت میں ایسا شدید نہیں ہوتا جیسا کہ اُس حالت میں جب قوموں میں باہم کسی بات پر مقابلہ ہو۔ زبردست قوم زیردست کو نگل جائے گی۔ اگر دونوں قومیں باہم قوت میں مساوی ہیں۔ تو اُن میں دونوں کی حیات کے لئے ایک سمجھوتہ ہو جائے گا۔ فتدبر۔ میں نے اس موضوع پر اپنے ایک لیکچر میں اسی پلیٹ فارم پر بعنوان "خود غرضی اور اس کا علاج" مفصل بحث کی تھی سے

ہے مصاف زندگی میں موت یاں کمزور کی۔
بوریا بستر لپیٹیں سب ضعیف و ناتواں +

حضرات! جملہ معترضہ کے لئے معافی کا خواستگار ہوں "بنو امیہ" کے بعد بنو عباس کا عہد شروع ہوتا ہے۔ عہد خلفاء عباسیہ ۱۳۲ھ/۷۴۹ء تا ۶۵۶ھ/۱۲۵۸ء اس میں سینتیس ۳۷ خلیفے تخت نشین ہوئے۔ ۱۲۵۸ء کے بعد بھی اس وقت تک کہ عثمانی ترکوں نے ان سے خلافت باضابطہ حاصل کی برائے نام چند خلیفے تخت پر بیٹھے۔ مگر وہ کسی شمار و قطار میں نہیں +

ہم جستہ جستہ صرف ان واقعات و حالات کا اظہار کریں گے۔ جو خصوصیت کے ساتھ موضوع خطبہ یعنی ایران سے متعلق ہیں۔ مگر فہم مطلب کے لئے ضروری ہے کہ بنی عباس، اماماں اثناعشریہ، زیدیہ، اور اسماعیلیہ کا شجرۂ نسب لکھ دیا جائے +

نوٹ۔ جہاں صرف "سنہ" لکھا ہو تاریخ وفات اور جہاں "سنہ تا سنہ" لکھا ہو وہ خلیفہ کی حالت میں تاریخ جلوس و وفات بادشاہ کی صورت تاریخ جلوس و وفات۔ اور دوسرے اشخاص کی حالت میں تاریخ پیدائش و وفات سمجھنا چاہئے +

بنو عباس

عباس ۳۲ھ وفات

عبداللہ معروف ابن عباس۔ ۳ق ھ وفات ۶۸ھ/۶۸۷ء

یعنی قبل از ہجرت تین سال پیدائش +

علی ۱۱۸ھ وفات

محمد ۱۲۵ھ وفات

ابراہیم — عبداللہ — ابو العباس المعروف سفاح خلیفۂ اول بنو عباس ۱۳۲ھ/۷۴۹ء تا ۱۳۶ھ/۷۵۴ء

شجرہ امامت اثنا عشریہ المعروف شیعہ و اسماعیلیہ

حضرت علی سنہ ۴۰ھ وفات

(۲) حسن مجتبےٰ سنہ ۴۹ھ

(۳) حسین شہید کربلا سنہ ۶۱ھ

(۴) زین العابدین سنہ ۹۴ھ۔ ولید اول سنہ ۸۶ھ تا سنہ ۹۶ھ کے عہد میں فوت ہوگئے

(۵) محمد الباقر سنہ ۱۱۳ھ ہشام کے عہد میں فوت ہوگئے۔

اسماعیلیہ

(۶) اسماعیل (قبل از والد فوت ہوگئے)

(۷) محمد مختوم اخیری امام

(۶) جعفر صادق سنہ ۱۴۸ھ (منصور عباسی کے عہد میں فوت ہوگئے)

(۷) موسیٰ الکاظم سنہ ۱۸۳ھ (ہارون رشید کے عہد میں وفات)

(۸) علی الرضا سنہ ۲۰۲ھ (مامون کے عہد میں وفات)

(۹) تقی سنہ ۲۲۰ھ (معتصم باللہ سنہ ۲۱۸ھ تا سنہ ۲۲۷ھ کے عہد میں وفات)

(۱۰) نقی سنہ ۲۵۴ھ (معتمد علی اللہ کے عہد میں وفات)

(۱۱) عسکری سنہ ۲۶۰ھ (معتمد علی اللہ کے عہد میں وفات)

(۱۲) مہدی جو امام غائب ہیں سنہ ۲۶۵ھ (۳ سال کی عمر میں غائب ہوا۔ شیعہ اس کو زندہ سمجھتے ہیں۔ وہ عالمگیر خلافت قائم کریگا اور دنیا کو پاکیزہ کر دیگا۔ سنی کہتے ہیں کہ وہ پیدا نہیں ہوا۔ قیامت کے نزدیک حضرت عیسےٰ کے ساتھ ظہور کریں گے)

فرقہ اسماعیلیہ منسوب با اسماعیل خلف اکبر محمد الباقر۔ مگر والدہ کی زندگی میں فوت ہوگیا تھا۔ محمد مختوم پر ان کا شجرہ امامت ختم ہوجاتا ہے۔ ان کو ہفت امامی یا سبعونی بھی کہتے ہیں۔

زیدیہ فرقہ کا شجرہ امامت حسب ذیل ہے:۔

حضرت علیؓ
|
امام حسنؑ
|
امام حسینؑ
|
امام زین العابدینؑ

زید۔ ہشام بن عبد الملک کے عہد میں بنی امیہ کے خلاف اٹھا۔ کوفہ کے مضافات میں مارا گیا۔ اس کا عقیدہ تھا کہ امامت بزور حاصل کرنی چاہیئے۔ امام باقر نے دربارہ خلافت بزور اس سے اختلاف کیا۔

یحییٰ نے بھی بخلاف نصیحت امام جعفر صادق خراسان میں خروج کیا مگر ہشام سنہ ۱۲۲ھ تا ۱۲۵ھ کے لشکر نے اسے مار ڈالا۔

محمد معروف نفس زکیہ نے لقب مہدی اختیار کیا۔ خلیفہ منصور عباسی نے اسے قتل کرایا۔

فرقہ زیدیہ بخلاف اثنا عشریہ اور شیعوں کے یہ دعوی کرتا ہے کہ امامت زین العابدین کے بعد زید کو ملی۔ محمد الباقر کو نہیں۔ یہ فرقہ بخلاف امامیہ کے یہ بھی کہتے ہیں کہ امامت کے واسطے افضل الناس کی شرط نہیں مفضول بھی امام ہو سکتا ہے۔ اس بنا پر وہ شیخین یعنی حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کی خلافت کو صحیح تسلیم کرتے ہیں۔ اُن کا عقیدہ ہے کہ امام علاوہ پرہیزگار اور متقی ہونے کے شجاع بھی ہو۔ اور خلافت یا امامت بزور حاصل کرے۔

عباسیوں نے عامۂ خلائق میں ہر دلعزیزی حاصل کرنے کے لئے اپنی خلافت کے جواز میں شجرۂ امامت حسب ذیل وضع کیا۔

امام حسین کے بعد امامت زین العابدین کو نہیں ملی بلکہ محمد بن حنفیہ کو جو حضرت علی کی اولاد میں سے تھا۔ مگر بنو فاطمہ نہ تھا۔ صرف "علوی" تھا۔

حنفیہ کے بعد ابو ہاشم اس کا لڑکا امام ہوا جس نے امامت محمد بن علی بن

عبداللہ بن حضرت عباس کو تفویض کردی +

محمد عباسی نے مرتے وقت اپنے بیٹے ابراہیم کو امام مقرر کیا۔ ابراہیم نے مرتے وقت اپنے بھائیوں کو یکے بعد دیگرے امام مقرر کیا۔ چنانچہ اس بنا پر ابوالعباس عبداللہ سفاح پہلا خلیفہ عباسی ہوا۔ ابوجعفر منصور ۷۵۴ء (۱۳۶ھ) تا ۷۷۵ء (۱۵۸ھ) المہدی ۷۷۵ء (۱۵۸ھ) تا ۷۸۵ء (۱۵۸ھ) بعدش الہادی موسیٰ ۷۸۵ء (۱۵۸ھ) تا ۷۸۶ء (۱۷۰ھ) تخت نشین ہوئے +

ہارون رشید ۷۸۶ء (۱۷۰ھ) تا ۸۰۹ء (۱۹۳ھ) اور مامون ۸۱۳ء (۱۹۸ھ) تا ۸۳۳ء (۲۱۸ھ) یہ دونوں بڑے عظیم الشان شہنشاہ خلفاء عباسیہ میں سے گذرے ہیں۔ منصور کے زمانہ میں لفظ "اہل بیت" اور "اہل سنت جماعت" کا تاریخ اسلام میں اضافہ ہوا +

عباسیوں نے ایرانیوں کی وجہ سے تخت سلطنت حاصل کیا تھا۔ اس لئے ان کے دربار میں فارسیوں کا زور رہا۔ خالد بن برمک منصور کا وزیر اعظم اور خلیفہ مہدی کے عہد میں بھی بارسوخ رہا۔ اس کا پسر یحییٰ ہارون الرشید کا اُستاد تھا۔ بعد میں یحییٰ وزیر اعظم ہوا۔ اور اس کے پسران فضل، جعفر، موسیٰ اور محمد عہدہ ہائے جلیلہ پر ممتاز اور مختار کل تھے +

یحییٰ کی وفات پر جعفر وزیر اعظم ہوا۔ سترہ سال تک یہ خاندان برسر اقتدار اور سیاہ وسفید کا مالک رہا۔ مگر سیاسی وجوہات کی بنا پر کہ یہ شیعہ اور اہل بیت کے معاون ہیں۔ ہارون کے عہد میں قتل کرا دیئے گئے +

جعفر بن یحییٰ استاد مامون۔ مامون نے خاندان برامکہ کو پھر بحال کیا۔ مامون کی والدہ فارس کی تھی +

اب ہم مناسب سمجھتے ہیں۔ کہ مختصر خاکہ ملکی تاریخ کا فہم مطلب کے لئے کھینچ دیں۔ اور اس کے بعد مذہبی تاریخ کی طرف رجوع کریں گے +

ملکی تاریخ — ایران میں تیسری صدی ہجری کے شروع میں مامون رشید کے ایک مشہور سپہ سالار طاہر نامی نے ۸۲۱ء میں طاہریہ خاندان کی بنیاد ڈالی۔

اگرچہ خود مختاری کا مدعی نہ تھا۔ مگر خراسان میں اس کا زور اور اقتدار اس قدر بڑھ گیا تھا۔ کہ وہ قریبًا خود مختار تھا۔ اس خاندان نے چوّن سال حکومت کی ٨٦٧ء / ۲۵۹ھ اس خاندان کا خاتمہ ہوا +

طاہریہ کے بعد یعقوب صفّار جو ذات کا ٹھٹھیرا تھا ۸۶۳ء میں خود مختار بادشاہ بن گیا۔ خراسان اور فارس پر قابض ہو گیا ۹۰۱ء میں اس خاندان کا بھی خاتمہ ہو گیا +

اس خاندان کے بعد سامانیہ خاندان کی نوبت آئی +

مامون رشید جب مرو میں تھا "اسد" بن سامان کی جو کیانی خاندان سے تھا۔ عزّت افزائی کی۔ اور اس کی اولاد کو معزّز عہدے دیئے۔ یہ وہی "اسد" ہے۔ جس کا باپ "سامان" مسلمان ہوا تھا۔ اس خاندان کی حکومت ایک سو نبیں سال تک قائم رہی۔ نوح بن منصور ثانی' منصور بن نوح۔ عبدالملک اور عبدالملک کے بعد اسمٰعیل بن عبدالملک پر اس خاندان کا خاتمہ ۳۹۵ھ / ۹۹۹ء میں ہوا۔ یہ خاندان خراسان اور ماوراء النہر پر قابض رہا۔ باقیماندہ ملک فارس پر خلفاء عباسیہ کی حکومت رہی۔ تا آنکہ آل بویہ ۹۴۶ء تا ۱۰۵۵ء بغداد میں نائب السّلطنت بن گئی۔ آل بویہ میں سیف الدّولہ اور عضدالدولہ بڑے نامور گذرے ہیں۔ آل بویہ شیعہ تھے +

یہ یاد رہے کہ خلفاء برائے نام خلیفہ ہوتے تھے۔ کل کاروبار سلطنت کا اہتمام نائب السّلطنت جو بادشاہ یا سلطان کہلاتے تھے۔ کیا کرتے تھے +

"آل بویہ کو طغرل بیگ سلجوقی ترک نے ۱۰۵۵ء / ۴۴۷ھ میں بے دخل کیا۔ اور خود نائب السّلطنت بن گیا۔ اس کے خاندان میں الپ ارسلان ملک شاہ اور سلطان سنجر نہایت عظیم الشّان اور با اقتدار فرمانروا گذرے ہیں۔ ایک سو تریسٹھ برس حکومت کی +

اس زمانہ میں مشرقی فارس کی تاریخ کا مرکز غزنی اور غزنی کے بعد [illegible]

خاندان "غزنویہ" خاندان سامانیہ کی ایک شاخ ہے۔ عبد الملک سامانی نے البتگین اپنے ایک غلام کو خراسان کا حاکم مقرر کر دیا۔ جہاں سے وہ غزنی چلا گیا اور خود مختار بن بیٹھا ॰

البتگین کا غلام سبکتگین نام جو ہر قابل تھا۔ لوگوں نے ۳۶۵ھ میں اسے غزنی کا حاکم مقرر کر دیا۔ سلطان محمود فاتح ہندوستان اسی کا بیٹا ہے۔ ۱۰۳۰ء میں وفات پائی۔ غزنی ۱۱۸۶ء تک خاندان غزنویہ کا پایہ تخت رہا ॰

غوریوں نے غزنی کو برباد کیا۔ اور ہرات کو دارالسلطنت مقرر کیا ۱۱۷۳ء میں تیمور نے اس علاقہ کو تباہ کیا۔ علاؤ الدین جہاں سوز اور محمد غوری جو اپنی فتوحات کو ہندوستان تک لیگیا۔ دونوں اس خاندان میں نامور گذرے ہیں۔ قطب الدین ایبک جو مسلمانوں میں پہلا بادشاہ دہلی میں ۱۲۰۶ء میں تخت نشین ہوا۔ شہاب الدین محمد غوری کا غلام تھا ॰

ترک سلاجقہ کی سلطنت خراسان سے ملک شام تک وسیع تھی اگرچہ یہ خاندان تھوڑی مدت تک حکمران رہا۔ تاہم ایران، عراق، روم میں جو چھ زور سلطنتیں قائم ہوئیں۔ وہ سلجوقی ترکوں کی شاخیں ہیں ॰

عثمانیوں سے پہلے جو ترک شاہان روم کہلاتے تھے اسی خاندان کی ایک شاخ تھے سلاطین خوارزم شاہیہ کا مورث اول نوشتگین اسی خاندان کا غلام تھا۔ اتابکوں کے متعدد خاندان جن میں سے نور الدین زنگی سلطان صلاح الدین کا آقا قزل ارسلان ظہیر فاریابی کا ممدوح اور اتابک ابوبکر بن سعد زنگی۔ شیخ سعدی کا مربی تھا سب کے سب خاندان سلجوقی کے غلام یا دست گذار تھے ॰

۱۰۹۷ء سے ۱۲۳۱ء تک فارس میں شاہان خوارزم کی حکومت رہی۔ شاہ خوارزم پر چنگیز خاں منگول تاتاری نے فتح پائی ॰

ہلاکو خاں نبیرۂ چنگیز خاں نے ۱۲۵۸ء میں فتح فارس کی تکمیل کی۔ بغداد

کو تاراج کیا۔ اس کا مختصر تذکرہ اشاعت اسلام کی ذیل میں کیا گیا ہے ان لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ اخیر فرمانروائے منگول ابوسعید ہے جو عادل مدبر اور دیندار تھا۔ ۷۳۶ھ میں فوت ہوا۔ اوحدی کرمانی ایک صوفی شاعر مثنوی جام جم میں اس بادشاہ کی بڑی تعریف کرتا ہے ؎

دو جہاں را صلائے عید زدند   سکہ بر نام بوسعید زدند

سلطان ابوسعید لاولد تھا۔ اس کی وفات پر ۷۳۶ھ تا ۷۸۱ھ طوائف الملوکی کا دور دورہ رہا ❊

آخر کار تیمور اٹھا۔ اور ایک عظیم الشان سلطنت قائم کی ۱۳۸۱ء تا ۱۴۰۳ء دہلی سے بغداد تک اس کا تاراج گاہ تھا۔ اس نے ایران اور توران کو باہم ملا دیا۔ اور ایسی وسیع سلطنت قائم کی۔ کہ باستثناء سلطنت اندلس باقی سب اسلامی سلطنتوں سے بڑی تھی۔ بی بی خانم اس کی خاتون نے ایک عالیشان مسجد اور کالج تعمیر کیا۔ جو اب تک سمرقند میں موجود ہے ❊

اس کے بیٹے میرزا شاہ رخ نے سمرقند کی بجائے "ہرات" کو دار الخلافہ بنایا الغ بیگ خلف شاہ رخ بھی بڑے پایہ کا بادشاہ گذرا ہے ❊

اس کی اولاد میں سے بابر نے ۱۵۰۴ء میں کابل فتح کیا۔ اور ۱۵۲۶ء میں ہندوستان کا بادشاہ ہو گیا۔ جس کا خاندان ۱۸۵۷ء تک ہندوستان میں حکومت کرتا رہا۔ ایران میں تیموریہ خاندان کا سلسلہ سلطان حسین مرزا پر ختم ہوتا ہے ❊

سلطان حسین مرزا کے آخری زمانے میں سلطنت "صفویہ" کا آغاز ہوا۔ یہ خاندان شیخ صفی الدین اردبیلی سے منسوب ہے۔ ان کی اولاد میں سے شاہ اسماعیل نے ۱۴۹۹ء (۹۰۵ھ) میں اپنی جمعیت بڑھائی۔ اور شیروان کو فتح کر کے پچیس سال کی مدت سلطنت میں ایک وسیع سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ جو حکومت "صفویہ" کہلائی ۱۵۲۴ء (۹۳۰ھ) شاہ اسمٰعیل فوت ہوا ❊

اسماعیل کے بعد اس کے بیٹے طہماسپ نے سلطنت کو اور زیادہ ترقی دی۔ اور ۹۸۴ھ میں وفات پائی۔

اس کے بعد اسماعیل مرزا اس کا بیٹا تخت نشین ہوا۔ اور اس کے بعد شاہ عباس اسماعیل کا بیٹا ۱۵۸۶ء / ۹۹۵ھ میں فرمانروا ہوا۔ اس نے ایران کو اس سرے سے اُس سرے تک فتح کیا۔ ازبکوں سے خراسان لیا۔ عراق عرب پر قبضہ کیا۔ شاہ عباس نے ۴۴ سال سلطنت کر کے ۱۶۲۸ء / ۱۰۳۸ھ وفات پائی۔ اس کے ہمعصر ہندوستان میں اکبر بادشاہ اور اس کا بیٹا جہانگیر سلیم تھے۔

اس کے بعد شاہ صفی اور اس کے بعد شاہ عبّاس ثانی تخت نشین ہوا۔ اور ۱۶۶۶ء میں وفات پائی۔ اس خاندان نے سنّی مذہب کو ایران سے معدوم کیا۔ یہ مذہبًا شیعہ تھے۔ سلسلہ صفویہ کے ایک بادشاہ حسینی نام کو محمود افغان نے شکست دیکر ۱۷۲۲ء میں اصفہان کو دارالخلافہ بنایا۔

اُس کی وفات پر ۱۷۲۵ء میں اُس کا چچازاد اشرف تخت نشین ہوا۔ مگر اس کے عہد میں نادر قلی افغان نے صفوی خاندان کو پھر بحال کر کے حسین کے بیٹے طہماسپ دوم کو تخت پر بٹھایا۔ مگر آخرکار نادر نے اس کمزور بادشاہ کو ۱۷۲۹ء میں تخت سے اُتار کر خود عنانِ سلطنت ہاتھ میں لی۔ اور ۱۷۳۵ء میں نادر شاہ اپنا نام رکھا۔

افغانستان سے لیکر دہلی تک لوٹ مار کی۔ ایک لاکھ آدمیوں کو قتل کیا۔ سنّی مذہب تھا۔ ۱۷۴۷ء میں مارا گیا۔

اُس کے بعد آغا محمد شاہ قاچار جو شیعی مذہب تھا تخت پر بیٹھا۔ اور اب تک فارس میں لوگ مذہبًا شیعہ ہیں۔ نادر شاہ کے بعد ملک میں خانہ جنگیاں اور طوائف الملوکی رہی۔ تا آنکہ آغا محمد شاہ قاچار نے جو تاتاری النسل تھا ۱۷۹۴ء میں قاچار خاندان کی بنیاد ڈالی۔ حکومت کی طرف سے ۱۹۰۶ء میں اعلان ہوا کہ ملک کا مذہب شیعہ ہے۔ خاندان روس کی

پیشقدمی کو نہ روک سکا*

آغا محمد شاہ کے بعد فتح علی تخت پر بیٹھا۔ اور روس سے جنگ کی مگر مغلوب ہوا۔ اس کے پوتے محمد شاہ نے ہرات افغانوں سے چھین لیا*

۱۸۴۸ء میں اس کا بیٹا شاہ ناصر الدین قاچار بادشاہ ہوا جو ۱۸۹۶ء میں مارا گیا۔ اس کے بعد اس کا چھوٹا لڑکا مظفر الدین شاہ تخت پر بیٹھا جو ۱۹۰۷ء میں فوت ہوا*

مظفر الدین کے عہد میں ۱۹۰۵ء میں ایران میں دستوری حکومت یعنی پارلیمنٹ قائم ہوئی۔ اور ۱۹۰۶ء میں انتظام سلطنت ایک کونسل کے سپرد کیا گیا*

۱۹۰۹ء میں ملک میں مفسدہ پردازیاں اور شور و فساد ہوا تا آنکہ محمد علی مرزا جو ۱۹۰۷ء میں تخت پر بٹھایا گیا تھا۔ جولائی ۱۹۰۹ء میں معزول کیا گیا۔ محمد علی مرزا کا نابالغ بیٹا احمد مرزا تخت پر بٹھایا گیا۔ مگر اب تک خانہ جنگیوں مفسدہ پردازیوں اور بدنظمیوں کا سلسلہ برابر جاری ہے*

۱۹۰۷ء میں انگریزوں اور روسیوں میں دربارہ تجارت اور حفاظت صوبجات جنوبی و مشرقی معاہدہ ہو گیا ہے۔ اور ایران کی یہ حالت ہے کہ مردہ بدست زندہ۔ روس شمالی صوبوں میں اپنی حکومت جماتا ہوا مشہد مقدس[۱] تک پہنچ گیا ہے۔ اگر دولت برطانیہ کا قدم درمیان نہ ہوتا۔ تو وہ فارس کو بھی کاھڑپ کر گیا ہوتا ع

زندہ و پائندہ باش اے دولت برطانیہ ہیں مسیحائی کے تیرے منتظر ہم نیم جاں

اب ہم مذہبی تاریخ کی طرف توجہ کرتے ہیں۔ اور جہاں تک فارس سے علاقہ ہے ہم مختصر طور پر اسے بیان کریں گے۔ تاکہ سلسلہ واقعات ترتیب وار قائم رہے*

[۱] اس کا قدیم نام طوس ہے جو نوذر کا آباد کیا ہوا ہے۔ اس کی خاک سے فردوسی اور طوسی کے ایسے نامور پیدا ہوئے ہیں

یہاں اس قدر بیان کرنا خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ اسلام کا عقیدہ توحید بالکل سادہ اور عرب "اقرار توحید" اور عمل بالاعتقاد کے شیدا تھے۔ مگر اب جو اُن کا اختلاط اور میل ملاپ عجمیوں اور خاص کر ایرانیوں سے ہوا جو آریہ نسل اور تخیّل پسند تھے۔ اور ایران میں جیسا کہ ہم بیان کر آئے ہیں مختلف النسل اور مختلف العقیدہ لوگ بستے تھے۔ جب انہوں نے اسلام قبول کیا اپنے اپنے میلان طبائع اور رجحانات کے زیر اثر رہے۔ چنانچہ کئی ایک فرقے پیدا ہوئے۔ مگر جیسا کہ آئندہ معلوم ہوگا۔ مفسرین، مجتہدین، محدثین، فقہا اور متکلمین کی فارس میں ایک ایسی جماعت وقتاً فوقتاً پیدا ہوئی۔ جو اسلامی تاریخ میں عدیم النظیر اور فقید المثال ہے۔

فتح اسلام کے بعد مشرقی فارس کے صوبجات مختلف النسل اور متضاد عقیدہ لوگوں کا مسکن بن گئے تھے۔ مانی زرتشتی بھاگ کر یہاں مقیم ہو چکے تھے۔ اور ہندو قوم کے لوگ بھی جو وشنو اور کرشن کو اوتار مانتے تھے۔ اور کرشن اور گوپیوں کے تعلقات سے واقف اور کرشن کا آسمان سے آنا اُن کے عقیدہ میں داخل تھا۔ یہاں بستے تھے۔

راوندی یعنی انڈو مانی تناسخ کے قائل تھے۔ اس ماحول میں ایک شخص حاکم ابن ہاشم المعروف مقنع اُٹھا۔ اور خراسان میں اس عقیدہ کو رواج دیا کہ خدا نے اُس وقت سے جبکہ اُس نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کریں۔ انسانی تشکل اختیار کر لی ہے۔ وہ تشکل ایک پیغمبر سے دوسرے پیغمبر میں منتقل ہوتی رہی۔ یہاں تک کہ اب اس تشکل کا مظہر "مقنع" ہے۔ یہ شخص چہرہ پر نقاب ڈالے رہتا تھا۔ اس کو ساز ندہ ماہ بھی کہتے ہیں۔ "ماہِ نخشب" اس کی طرف منسوب ہے۔ اس کو خلیفہ مہدی (۱۵۸ تا ۱۶۹ھ) نے گرفتار کیا۔

فرقہ مرو کیہ کو جس کا ذکر ہم پہلے کر آئے ہیں۔ نیشاپوریوں نے

۵۰ سال قبل اس سے تباہ کیا تھا۔ اور اسّی ہزار مزدکی قتل کئے تھے۔ اب اُس نے "بابک خرمی" کی شکل میں ظہور کیا۔ یہ شخص بھی "مزدک" کی طرح عورتوں اور اسباب کو سب اشخاص کی مشترکہ ملکیت قرار دیتا تھا اور اس بات کا قائل تھا کہ انسان اپنے افعال کی بابت ذمہ وار نہیں بیس سال تک اُس نے اخلاقی دنیا میں تہلکہ مچایا۔ آخرکار معتصم باللہ کے عہد میں جو ۸۳۳ء میں تخت نشین ہوا۔ پکڑا گیا۔ اور خلیفہ کے سامنے قتل کیا گیا۔

چونکہ اسلام صرف اقرار توحید اور اعمال حسنہ کی تاکید کرتا ہے۔ اور اس میں ہر ایک شخص کو آزادی فیصلہ حاصل ہے۔ اس لئے جیسا کہ ہم نے اشاعت اسلام کی ذیل میں بیان کیا ہے۔ زرتشتی میگو زرتشتی عیسائی اور یہودی کثیر تعداد میں اسلام سے مشرف ہوئے۔

ناسٹک فرقہ کے عیسائی (یعنی وہ فرقہ عیسائیوں کا جنہوں نے مسیحیت میں افلاطون کا اشراق اور مختلف مشرقی مذہبی خیالات داخل کر دئے تھے) اعلےٰ ہستی کے قائل اور حضرت مسیح کی "الوہیت" سے منکر تھے۔

اس فرقہ کے عیسائی بالعموم مسلمان ہو گئے۔ یاگریک چرچ اور رومن کیتھولک عیسائیوں کے جور و جفا سے محفوظ و مامون ہو گئے۔

خلفاء عباسیہ کے تحت ہر ایک عقیدہ کے لوگ اپنے اپنے عقیدہ کے مطابق آزادانہ طور سے رہتے اور عبادت کرتے تھے۔ اسلامیوں کی رواداری دنیا کی تاریخ میں بے نظیر ہے۔

ناسٹک فرقہ [illegible] عیسائیوں [illegible] پیدا ہوا۔ اور [illegible] سے خیالات

[illegible]

[illegible]

مانی اور مانی کے عقائد میں جس کو بہرام گور نے ۲۷۴ء نے قتل کیا تھا۔ متخیلہ فلسفے کو بڑا دخل تھا۔

مانی اور اس کے عقائد فرقہ "پالیہ" کی شکل میں نمودار ہوئے۔ اُن کو بازنطین امپائر یعنی مشرقی رومی سلطنت نے سخت سزائیں دیں۔ یہ لوگ انجیل کے ہر ایک لفظ کے دو معنے ایک باطنی اور دوسرے ظاہری کیا کرتے تھے۔ صوبہ آرمینیا اور ہمدان میں ان کا ایک ایک فرد تلاش کر کے قتل کیا گیا۔

ایشیا سے بھاگ کر یہ فرقہ جنوبی فرانس میں گیا اور فرانس سے جب نکالے گئے۔ تو انہوں نے انگلستان میں "لالرڈ" کی شکل میں ظہور کیا اور یہاں بھی ان کو وہی سزا دی گئی۔ جو "سوتھ پراولس" اور "سیوائی" میں دی گئی تھی۔

یہاں سے "بوہیمیا" پہنچے۔ اور "ہس" کی سرپرستی میں انہوں نے بال و پر نکالے۔

آخر کار لوتھر اور کالون کی سرپرستی میں عیسائی دنیا میں انہیں کامیابی نصیب ہوئی۔

اُن ایام میں جبکہ فرقہ پالیہ کی ایشیا میں یہ حالت تھی، شہر اہواز ملک فارس میں عبداللہ ابن میمون المعروف القداح نے سر اُٹھایا۔ یہ شخص "مانی" کا مانا اور عالم متبحر تھا۔

جب تک طاقتور نہ ہوا۔ اُس نے اپنے عقائد اور مسائل مخفی رکھے۔ اپنے مذہب میں سات درجے قائم کئے۔ اور ساتویں درجہ میں انسان ہر ایک مذہبی پابندی سے آزاد ہو جاتا تھا۔ سزا اور جزا کا خوف اُٹھ جاتا تھا۔ اور افعال و اعمال کی ذمہ داری سے سبکدوشی حاصل ہوتی تھی۔

اُس نے داعی مقرر کئے اور ہدایت کی کہ لوگوں کو ان کی حسب لیاقت

جس درجہ کے وہ اہل ہوں۔ داخل کیا جائے +

بظاہر اسمٰعیل پسر امام باقر کو سامنے رکھا مگر درحقیقت وہ دنیا کو مختل اور صداقت و پاکبازی سے محروم کرنا چاہتا تھا +

عبدالکریم شہرستانی مصنف ملل و نحل اور مولف دبستان مذاہب محسن خاں نے اس کے عقائد کو بغور مطالعہ کیا ہے۔ اور اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ یہ شخص مادی موحد اور مانی کی طرح "الکٹاک نیچرل ازم" یعنی "انتخاب طبیعی" پیدا کرنا چاہتا تھا جس سے فلسفہ مذہب کے ساتھ مطابق ہو جائے +

اس کے سات درجے صوفیوں کے صوفیانہ مقامات سے ملتے جلتے ہیں۔ مورخ میرخوند کے بموجب مصری فاطمیہ نے اس کے مسائل اخذ کئے۔ اور پھر انہیں مسائل کی پیروی کی +

اہواز سے بصرہ میں اور بصرہ سے ملک شام میں گیا۔ اور یہاں وہ فرقہ بابلیہ کے متبعین سے ملا اور ان کے عقائد سے واقفیت حاصل کی +

اپنے فرقہ کا نام "باطنیہ" یعنی ظاہری مذہب سے الگ نام رکھا +

اس کے عقائد یہ تھے۔ کہ مادّہ قدیم اور خدا اپنے مظاہر سے جدا نہیں۔ قرآن کریم کے ہر ایک لفظ کے دو معنے ہیں۔ ایک باطنی اور دوسرے ظاہری۔ قیامت کے یہ معنی ہیں۔ کہ امام آئے گا۔ تمام روایات سے اعراض سکھاتا تھا +

اس کے مخالف اس کو مانی النسل یعنی مجوس کہتے ہیں۔ یہ حضرت علی اور ان کی اولاد کی قدر کرتا۔ اور حضرت علی کو سب انسانوں سے افضل سمجھتا تھا۔ اور اہل بیت کا دل سے معتقد تھا۔ ہارون رشید کے عہد میں ۷۸۶ء تا ۸۰۹ء موجود تھا۔ تقیہ کا رواج ہوا۔ کیونکہ یہ شخص خوف کی وجہ سے بعض اوقات اپنے اصلی عقائد کو مخفی رکھتا تھا +

ملک شام میں ایک شخص قرمط جو تاریخ میں "بادشاہ بر کردار" مشہور ہے اس کا شاگرد تھا +

قرمطہ نے الاحسا اور بحرین میں خروج کیا۔ زبردستی لوگوں کو اپنے مذہب میں داخل کرنا شروع کیا۔ کعبہ پر حملہ کر کے حجر اسود اٹھا لایا۔ اس کے پیرو فرقہ "قرامطہ" کے نام سے نامزد ہیں۔ معتضد باللہ ۸۹۲ء ۲۷۹ھ تا ۹۰۲ء ۲۸۹ھ نے ان کا قلع قمع کیا۔ اس زمانہ میں خلافت کی طرف سے فرقہ اسماعیلیہ پر عتاب نازل ہوا۔ ڈھونڈ ڈھونڈ کر قتل کئے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ عبید اللہ المہدی نے بھاگ کر مصر میں پناہ لی۔ اور ۹۰۹ء ۲۹۷ھ میں "فاطمیہ" خاندان کی بنیاد ڈالی۔ جس میں بڑے بڑے نامور خلفاء گزرے ہیں۔ پولیٹیکل وجوہات پر عبید اللہ ابن میمون کے عقائد کو ملک میں رواج دیا۔ اس لئے خلفاء عباسیہ فاطمیہ مصر کو "ابن الشنل" اور مجوسی کہتے تھے۔ یہ خاندان مصر میں ۱۱۷۱ء ۵۶۷ھ تک بڑی اقتدار و شان کے ساتھ سلطنت کرتا رہا۔ مذہباً ان کو اسماعیلیہ مغربی کہتے ہیں۔ سات درجے سات امام ناطق سات صامت سات دن، سات آسمان اور سات زمینیں سات ستارے مشہور ہیں تفصیل باعث تطویل ہے۔

حسن بن صباح طوسی جو نظام الملک اور عمر خیام کا ہم جماعت تھا۔ نظام الملک وزیر اعظم ملک شاہ کے ساتھ حسد و عناد رکھنے کی وجہ سے دربار شاہی سے نکالا گیا۔ کچھ عرصہ آوارہ پھرتا رہا۔ پھر داعیان اسماعیلیہ مغربی کے ہمراہ ہو کر مصر میں گیا۔ اور واپس آ کر "شیخ الجبال" لقب اختیار کر کے ایک پہاڑی جگہ "الموت" میں جو قزوین کے پاس ہے۔ اپنے معتقد اور مرید بنانے شروع کئے۔ یہ شخص فرقہ اسماعیلیہ مشرقی کا بانی ہے۔ جو محض بھنگ پلا کر مرید بنایا کرتا تھا۔ اور بھنگ کو عربی زبان میں حشیش کہتے ہیں۔ اس لئے یہ فرقہ "حشاشین" کے نام سے بھی نامزد ہے۔ اور اسی لفظ سے انگریزی میں لفظ اسیسین بمعنی قاتل بنا ہے۔ اس نے کئی مشہور زمانہ بزرگ قتل کرائے۔

۱۰۹۱ء میں نظام الملک کو مروایا۔ ملک شاہ کو ڈرایا۔ اس کی جماعت

کے تین درجے تھے۔ داعی فدائی اور رفیق۔ عقیدہ یہ تھا کہ امام پر ایمان
جب ایمان کی تکمیل ہو جائے۔ ظاہری افعال اور اعمال سے سبکدوشی۔
صباح کے چہارم جانشین نے مہدی لقب اختیار کیا۔ اور مشہور کیا۔ کہ وہ
امام مہدی ہے۔ قیامت آگئی ہے۔ اور اس لئے اس کا ظہور ہوا ہے۔ رچرڈ
فیئرول شاہ انگلستان کو انہوں نے ڈرایا۔ اور امام فخر الدین رازی المتوفے ۶۰۶ھ
سے ایک فدائی نے اس کا مدت تک شاگرد بنکر اور ایک دن موقع پاکر
اس کو زمین پر پچھاڑ کر یہ عہد لیا کہ وہ کبھی اپنی زندگی میں فرقہ اسماعیلیہ کے
خلاف کچھ نہ کہیگا۔

ہلاکو خاں نے ۶۵۴ھ ۱۲۵۶ء اس فرقہ اور اس کے پیروؤں کا استیصال
کیا۔ یورپ کے جہادی ٹمپلر، ڈومی نیکن، اور فرانسکن اور دیگر مخفی
سوسائٹیاں انہیں اسماعیلیوں کی نقل ہیں۔

فارس میں جو عیسائی مسلمان ہوئے۔ بعض ان سے فرقۂ غالیہ میں
داخل ہو گئے۔ یہ لوگ جناب پیغمبر اور خاص کر حضرت علی کو مسیح کہتے ہیں۔
اور ان میں الوہیت مانتے ہیں۔ فرقہ نصیریہ[1] اسحاقیہ اور خطابیہ حضرت علیؓ
فاطمہ حسنؓ اور حسینؓ کو معاذ اللہ خدا سمجھتے ہیں۔

کردستان میں پیر عبد القادر گیلانی کو نہ صرف غوث اعظم محبوب
سبحانی اور قطب ربانی کہتے ہیں۔ بلکہ سُنّی مسلمان اُن کو قریباً خدا سمجھتے
ہیں۔

میاں روشن دین بایزید نے افغانستان میں شہنشاہ اکبر کے عہد میں
"روشنائیہ" فرقہ کی بنیاد ڈالی۔ اس کے عقائد بعض عامیانہ صوفیوں سے
ملتے جلتے ہیں۔ خدا محیط کل کائنات خدا کی اشکال۔ کائنات میں مرشد سب

---

[1] نصیریہ علیؓ محمدؐ اور سلمان فارسی کو یکے بعد دیگرے خدا مانتے ہیں۔ اور "عمس" یعنی
علیؓ محمدؐ اور سلمان سے منسوب کرتے ہیں (مؤلف)

سے بڑا مظہر یہ مرشد کی پیروی اور جب یہ پیروی درجۂ تکمیل کو پہنچ جائے شریعت کی پیروی کی ضرورت نہیں رہتی۔ صحابہ کرام کے زمانہ میں مختلف النسل اور مختلف ممالک کے لوگ جو اسلام سے مشرف ہوئے تھے۔ وہ سند اور روایت پر جو قول و فعل پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے براہ راست اخذ کی جاتی تھی۔ پیروی کرتے تھے +

بنی اُمیہ کے عہد میں جبر و قدر، ذات و صفات کے مباحثات پیدا ہوئے لیکن امامت یا خلافت کی بحث کھلے طور پر معرض تنقیح میں نہیں آئی تھی۔ حضرت امام جعفر صادق سے جو منصور عباسی کے عہد میں ۱۴۸ھ میں فوت ہوئے۔ کسی نے پوچھا کہ آپ کی دربارہ خلافتِ حضرت ابوبکر و عمر فاروق کیا رائے ہے۔ اُنہوں نے فرمایا۔ اِمَامَانِ عَادِلَانِ مقسطانِ کانا علی الحق وماتا علی الحق +

حقیقت یہ ہے۔ کہ یہ بحث اگر اس کا وجود تھا بھی۔ تو حضرت علی کے خلیفہ منتخب ہونے پر ختم ہو گئی تھی۔ مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ جنگ صفین اور واقعۂ کربلا نے اسے ہمیشہ کے لئے زندہ کر دیا۔ جنگ صفین کا واقعہ بھی بھول جاتا۔ چنانچہ حضرت امام حسین امیر معاویہ کے لشکر میں تھے جبکہ قسطنطنیہ پر حملہ کیا گیا تھا۔ مگر واقعہ کربلا ایک حادثہ فاجعہ اور مصیبت عظمے تھی۔ جس نے بعد کے زمانہ میں اسلامیوں کی جمعیت کا شیرازہ پراگندہ کر دیا +

ملکی وجوہات پر بنو امیہ اور پھر بنو عباس نے اہل بیت اور اُن کے معاونین پر سخت جور و ستم توڑے۔ اور یہی وجہ ہے کہ بعد میں فرقہ اثنا عشریہ یعنی اصلی شیعہ پیدا ہوا +

امام زین العابدین سے لیکر گیارھویں امام تک کسی نے بھی سلطنت یا اُس کے کاروبار متعلقہ کے ساتھ کوئی علاقہ نہیں رکھا۔ اور نہ ان بزرگواروں کی

جاہ طلبی کی خواہش تھی۔ مگر وقتاً فوقتاً ان پر مظالم کی وجہ سے عقیدتمند لوگ اُن کے ساتھ ہمدردی کرتے رہے۔ یہاں تک کہ یہ خیالات ایک مستقل فرقہ کی شکل میں ظہور پذیر ہوئے۔ امام ابوحنیفہ اور امام مالک نے بھی اہل بیت میں سے محمد نفس زکیہ کے دعوے کی تائید کی۔ چنانچہ امام ابوحنیفہ کو منصور نے قید کیا۔ اور وہ قید ہی میں مر گئے۔ امام مالک کو کوڑے لگوائے گئے۔ امام جعفر صادق فاضل جلیل اور عالم متبحر تھے۔ اُن کے شاگردوں میں امام ابوحنیفہ اور خواجہ حسن بصری مشہور عالم ہیں +

خواجہ حسن بصری المتوفے ۷۲۸ء ۱۱۰ھ نے بصرہ[1] میں ایک مدرسہ کھولا۔ یہ بزرگ آزاد خیال اور معقول پسند تھے۔ عراق کے لوگ ان کے پاس جوق جوق آئے۔ اور اُنہوں نے مابعد الطبیعات اور ذہنی سوالات پر ایک آزادانہ اور نقادانہ نظر ڈالی +

اُن کا ایک مشہور شاگرد واصل بن عطا تھا۔ جو ۶۹۹ء ۸۰ھ میں پیدا ہوا۔ اور ۷۴۹ء ۱۳۱ھ میں فوت ہوا۔ اُس نے عبدالملک ولید اور ہشام امیہ کا عہد دیکھا۔ اور اپنی آنکھوں سے استبداد کے ہولناک مناظر دیکھے۔ جبر و قہر کی کوئی انتہا نہ تھی۔ اور عبدالملک ہی پہلا خلیفہ ہے۔ جس نے غرور نفس سے متاثر ہوکر فرمان جاری کیا تھا۔ کہ کوئی شخص خلیفہ کا نام لیکر خطاب نہ کرے۔ جو عربوں کا ایک مسلمہ دستور اور حریت کا ایک معیّنہ نشان تھا +

واصل پرلے درجے کا ذہین اور ماہر علوم و فنون تھا۔ روایات پر اُسے کُلی احاطہ تھا۔ اُس نے اپنے استاد سے درباره "مسئلہ تفویض" مختلف رائے ظاہر کی۔ اور ایک علیحدہ فرقہ کی بنیاد ڈالی۔ جو تاریخ اسلام میں "معتزلہ"

[1] ایران کی وسعت دریائے فرات سے دریائے سندھ تک تھی۔ بصرہ بابل مدائن اور سلوشیا کے کھنڈروں کے پاس ہے۔ جو مدت تک ایران کی حکومت میں رہے۔ بصرہ مسلمانوں نے آباد کیا ہے۔ اس لئے ملک شام عراق عرب عراق عجم وغیرہ سب ایران میں شامل ہیں۔ منہ

یا "اہل اعتزال" کہلاتا ہے۔

یہ شخص نہایت سرگرم اور بسا اوقات حدِ معتدل سے متجاوز ہو جایا کرتا تھا۔ اُس کے عقائد معقول پسند لوگوں نے مانے۔ جو فرقۂ جبریہ کے اصولوں سے مختلف تھے۔ خواجہ حسن بصری کا سکول اس کے سکول میں مستغرق ہو گیا۔ چند صدیوں تک اُس کے خیالات پھیلتے رہے۔ مامون عباسی ۲۱۸ھ معتصم باللہ ۲۲۷ھ اور واثق باللہ ۲۳۲ھ معتزلہ تھے۔ اور ان کے عہد میں قاضی بھی معتزلہ تھے۔

سید امیر علی رقمطراز ہیں کہ معتزلہ کی طفیل قومی اور ذہنی زندگی مسلمانوں میں پیدا ہوئی۔ ممتاز عالم، حاذق اطبا، باکمال مورخ اور دقیقہ رس مہندس اور حکما عالم وجود میں آئے۔ چنانچہ ابو الہذیل ہمدانی ۲۳۵ھ ابراہیم ابن سیار شاگرد ابو ہذیل علی محمد الجبائی ۳۰۳ھ جار اللہ زمخشری مصنف تفسیر کشاف ابو مسلم اصفہانی مشہور مفسر المتوفیٰ ۳۲۲ھ مسعودی مورخ جو امام اور فیلسوف بھی تھا۔ اور ان کے سب معتزلہ تھے۔

ارسطو اور دیگر حکماء اسکندریہ کے تراجم اور ان پر نقادانہ مباحث کی وجہ سے چوتھی صدی ہجری میں علم کلام پیدا ہوا۔ مناسب موقع پر ہم صرف متکلمین کے نام گنے پر اکتفا کریں گے۔ یہاں اتنا کہنا کافی ہوگا کہ یونانی فلسفہ اور اُس پر تنقید و تنقیح سے جو شبہات پیدا ہوئے۔ اُن کا جواب علماء اسلام نے جو متکلمین کہلاتے ہیں عقلی دلائل سے دیا۔ ابتدا علم کلام کی اہل اعتزال نے کی۔ اور رفتہ رفتہ اشاعرہ بھی اُن کے ساتھ شامل ہو گئے۔

عقائد معتزلہ۔ خدا وحدہٗ لاشریک ہے۔ صفات اُس کی ذات سے علیحدہ نہیں۔ بلکہ عین ذات ہیں۔ قرآن کریم مخلوق ہے۔ اور جب مخلوق ہے۔ تو وہ لفظ اور آواز سے ظاہر کیا جا سکتا ہے۔ حشر میں خدا کا دیدار ان ظاہری آنکھوں سے نہیں ہو سکتا۔

لہ اصول جمع ہے اصل کی مگر یہاں بلحاظ عام بول چال کے اصولوں بولا گیا ہے (احمد)

ایسی صفات جو مادی اشیا میں پائی جائیں۔ مثلاً جہت، مقام، شکل اور جسم۔ وہ خدا کی طرف منسوب نہیں کرتے اور کہتے ہیں۔ کہ وہ آیات جن سے ایسی صفات ظاہر ہوتی ہیں۔ مجاز اور استعارہ کے طور پر استعمال ہوئی ہیں۔ ان آیات کے لفظی معنے نہ لینے چاہئیں۔ یہ اُن کے ہاں "توحید" کے معنی ہیں۔

انسان کو وہ خود مختار مانتے ہیں۔ نیک و بد افعال پر قادر ہے۔ اور اپنے افعال کی وجہ سے سزا و جزا کا مستوجب و مستحق۔ کوئی "شر" خدا کی طرف منسوب نہیں کی جا سکتی۔ کیونکہ اگر اس نے "شر" پیدا کی ہے۔ تو معاذ اللہ وہ خود شریر ہے۔

بالاتفاق اُن کی یہ رائے ہے۔ کہ خدا خیر کا خالق اور وہی کرتا ہے۔ جو صلح و خیر ہے۔ اور من حیث الحکمۃ مصالح عباد اُس پر لازم ہیں۔ اُس کو وہ "عدل" کہتے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو اصحاب التوحید والعدل کہتے ہیں۔

"رسالت" کے قائل ہیں۔ اور مُربی کی شکر گزاری کو لازمی سمجھتے ہیں عقل پر اُن کا مدار ہے۔ بُرے اور اچھے فعل کی عقل سے تمیز کی جا سکتی ہے۔

مسئلہ امامت میں مختلف ہیں۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ امام مامور من اللہ یعنی مقرر کردہ خدا ہے۔ اور بعض کہتے ہیں۔ کہ امام یا خلیفہ انتخاب کے ذریعہ بنایا جا سکتا ہے۔

مختصر یہ کہ معتزلہ اسلام کو "ایمان اور عقیدہ" کے دور سے نکال کر "دلیل و فہم" کے دور میں لے آئے۔ جس پر انہوں نے قرآن کریم سے استدلال کیا۔

اب ہم اہل سنّت والجماعت یعنی فرقہ "سنّی" کا اجمالی تذکرہ کرتے ہیں۔ تمہیداً اتنا کہنا کافی ہے۔ کہ صحابہ کرام کے زمانہ میں اجتہاد کی ضرورت نہ پڑی۔ اور حقیقۃً تعالیٰ ہی یہ ہے۔ کہ قرآن کریم کے احکام ہر ایک حالت

ہر ایک وقت اور ہر ایک زمانے پر صادق آ سکتے ہیں۔ خلفاء راشدین اور صحابہ کے زمانہ میں بوجہ قرب زمانۂ سعادت اجتہاد اور قیاس کی ضرورت نہ پڑی۔ مگر جوں جوں زمانہ گذرتا گیا۔ اہل الرائے اور فقیہوں کی ضرورت بڑھتی گئی۔ چنانچہ بنی امیہ کے اخیر عہد میں فقہا لوگوں میں ہر دلعزیز ہو گئے اور وہ اپنی اپنی رائے و اجتہاد کے مطابق عموماً لوگوں کی قوت تمیز کے مالک ہو گئے۔

اس فقیہانہ ہماہمی کے زمانہ میں امام ابو حنیفہ ۶۹۹ء تا ۷۶۷ء اور امام مالک وفات ۱۷۹ھ بعہد ہارون رشید جو نیک دل فیاض تھا اور دین قیم کے شیدائی تھے۔ تدوین فقہ میں مشغول ہوئے۔ مدینے سے امام ابو حنیفہ نے واپس آ کر کوفہ میں ایک مدرسہ قائم کیا۔ جس کی غایت یہ تھی کہ دین قیم کی بنیادوں میں وسعت اور ایک واجب العمل مجموعہ قوانین مرتب ہو جائے۔ جو قرآن و سنت اور آثار صحابہ پر مبنی ہو۔

انہوں نے کئی ایک احادیث کو وضعی سمجھ کر مسترد کیا۔ اور قرآن کریم پر حصر رکھا۔ تطابق اور تماثل مطابقت اور مماثلت سے نتائج اخذ کرکے حتے الامکان یہ کوشش کی کہ کتاب پاک کو ہر ایک امر کے متعلق سند گردانیں۔ ان کے دو شاگردوں امام ابو یوسف اور محمد نے ان کے مسائل کو باقاعدہ بنیاد پر ترتیب دیا۔

امام مالک نے رائے و قیاس کی نفی کی۔ اجتہاد کو نہ مانا۔ اور ہر ایک امر میں جناب پیغمبر کی مدینہ میں سنت اور احادیث پر عمل کیا۔ ایک کتاب لکھی جس کا نام موطا ہے۔ جو اہل حدیث میں ایک معتبر اور مستند کتاب ہے ان کے مسائل نے اہل عرب اور اہل افریقہ پر اچھا اثر کیا۔

اس کے بعد امام شافعی پیدائش ۱۵۰ھ وفات ۲۰۴ھ میدان میں آئے۔ اور انہوں نے امام جعفر صادق امام ابو حنیفہ اور امام مالک کے

مسائل میں سے ایک مجموعہ انتخاب کر لیا۔ جس کو متوسط درجہ کے
لوگوں نے قبول کیا۔

اس کے بعد امام احمد بن حنبل عہد واثق باللہ میں وفات ۲۴۱ھ
آئے۔ جو عوام الناس میں بڑے ہر دلعزیز اور پرلے درجہ کے سرگرم تھے۔
یہ بزرگ ابو حنیفہ کی آزادیٔ خیال اور مالکیوں کی تنگ خیالی اور شافعیوں
کی عامیانہ حالت سے متنفر ہو گئے۔ اُنھوں نے صرف احادیث پر تمام ممالک
میں اپنا نظام مذہب جاری کرنا چاہا۔

یہ آخر الذکر بزرگ آیات کریمہ کے لفظی معنوں سے ہر مو اِدھر اُدھر
نہ ہوتے تھے۔ اس وجہ سے واقعی طور پر "وجہ اللہ" سے خدا کا واقعی چہرہ
اور "ید اللہ" سے خدا کا واقعی ہاتھ۔ اور "استوا علی العرش" سے خدا کو واقعی
مقیم عرش مانتے تھے۔ عوام الناس میں اُن کی بڑی عزت و عظمت تھی۔

سید امیر علی سپرٹ آف اسلام میں لکھتے ہیں۔ کہ وہ فرقہ "صفاتیہ"
میں افراط کی حد تک پہنچ گئے۔ اُن کا عقیدہ تھا کہ خدا کی صفات اُس
کی ذات سے جدا ہیں۔ خدا عرش پر مقیم ہے۔ ان آنکھوں سے وہ دیکھا
جا سکتا ہے۔ آدمی کسی مفہوم میں آزاد نہیں۔ ہر ایک فعل انسان براہ
راست خدا کا فعل ہے۔ اُنھوں نے علوم و فنون کی مذمت کی اور عقلیت
کے خلاف جنگ چھیڑ دی۔

عوام اُن کی فصاحت و جوش سے متاثر ہوئے۔ اور اُن کے ساتھ
مل گئے۔ اور "حنفی" جو ہارون اور مامون کے دربار میں اہل اعتزال پر
رشک کرتے تھے۔ حنابلہ کے معاون ہو گئے۔ معتزلہ اور سنیوں کی جنگ
چھڑ گئی۔ حنبلیوں سے گالی گلوچ کی بوچھاڑ شروع ہوئی۔ بغداد کے کوچوں
میں بلوے اور فساد اور آئے دن کشت و خون ہوتے رہتے تھے۔ "خلق قرآن"
کی نزاع پر لاکھوں آدمی مارے گئے۔ معتصم ۸۴۲ء ۲۲۷ھ اور واثق ۸۴۷ء ۲۳۲ھ نے

تشدد کے ساتھ اس جوشِ مذہبی کو فرو کیا۔ واثق نے امام حنبل کو قید کرلیا اور وہ قید ہی میں فوت ہوگئے۔ ایک لاکھ چالیس ہزار مرد و عورت اُن کے جنازے میں شامل تھا۔ اُن کا نظامِ مذہبی کبھی مقبول عام نہ ہوا۔ حنفیوں میں جذب ہوگیا۔ اور حنفی مذہب کو ایک نئی صورت دی جو آج تک رائج ہے۔

امام ابوالحسن اشعری ۲۷۰ھ تا ۳۲۴ھ موسیٰ اشعری کی اولاد سے تھا۔ جو جنگ صفین میں حضرت علی کی طرف سے حکم ہوا تھا۔ یہ بزرگ ابتدا میں معتزلی اور جبائی کا شاگرد تھا۔ بصرہ کی مسجد میں عقائدِ اعتزال سے تائب ہوکر سُنّی ہوگیا۔

امام مالک اور امام شافعی کے پیرو دونوں اس بزرگ کی نسبت سے اشاعرہ کہلاتے ہیں۔

امام اشعری کا شاگرد ابوزید مروزی[1] (یعنی متوطن مرو) اور ابوزید کے شاگردوں کے شاگرد امام الحرمین ہیں۔ جو بڑے پایہ کے بزرگ گذرے ہیں اور ان بزرگ کے شاگرد امام غزالی طوسی ۴۵۰ھ تا ۵۰۵ھ ہیں۔ حنفی ابو منصور ماتریدی کی نسبت سے "ماتریدیہ" کہلاتے ہیں۔ ماترید ایک قصبہ ہے جو سمرقند اور بلخ کے قریب ہے۔ ابومنصور متوطن ماترید دو واسطے سے شاگرد امام محمد اور قاضی ابویوسف کا ہے۔ المتوفیٰ ۳۳۳ھ۔

سنیوں کے چار مذاہب گو فروعات میں مختلف ہیں۔ مگر اصول میں متحد ہیں۔

(۱) قرآن (۲) حدیث یا سُنّت (۳) اجماعِ اُمّت (۴) قیاس۔ ان چار اصول پر اُن کے اعمال کی بنیاد ہے۔

مذکورہ بالا چاروں اماموں میں سے صرف مالک عربی نژاد ہیں۔ باقی سب کے سب ایرانی ہیں۔

امام اعظم صاحب کے دادا زوطی نام نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے

[1] بوقت نسبت قبل یا زائد لگا کر مروزی کہتے ہیں جس طرح رَے کے رہنے والے کو رازی کہا جاتا ہے (احمد مخدومی)

عہد میں ایران سے آکر کوفہ میں سکونت اختیار کی۔ امام صاحب فارسی میں کافی استعداد رکھتے تھے۔

امام شافعی شہر غزہ ملک شام میں پیدا ہوئے۔ امام احمد بھی عجمی ہیں۔ سُنّیوں کے سب مشہور امام ایرانی ہیں۔ صاحبان صحاح ستہ بھی ایرانی تھے۔

(۱) محمد نام۔ امام بخاری لقب۔ دادا روزبہ نام مجوسی مسلمان ہوا۔ منوطن بخارا ۱۹۴ھ تا ۲۵۶ھ "صدق" تاریخ ولادت "نور" تاریخ وفات احادیث ۵۲۷۵۔

(۲) امام مسلم۔ نیشاپور وطن ۲۰۴ھ تا ۲۶۱ھ۔ احادیث بارہ ہزار۔

(۳) امام ابوداؤد ۲۰۲ھ تا ۲۷۵ھ منوطن سیستان جو اُس وقت خراسان کے ساتھ شامل تھا۔

(۴) امام محمد ابو عیسےٰ۔ ترمذی ۲۰۹ھ تا ۲۷۹ھ۔ منوطن ترمذ جو ایک شہر برلب جیحون واقع ہے۔

(۵) امام عبدالرحمٰن نسائی ۲۱۵ھ تا ۳۰۳ھ خراسانی۔

(۶) ابن ماجہ ابو عبداللہ ۲۰۹ھ تا ۲۷۳ھ منوطن قزوین۔ امامت با خلافت کو بذریعہ انتخاب مانتے ہیں۔

اثنا عشریہ معروف شیعہ ان کا بارھواں امام محمد المہدی ۲۶۵ھ ۸۷۸ء تین سال کی عمر میں "سُرَّ مَن رَّاٰی" میں جو معتصم باللہ نے بغداد کے قریب آباد کیا تھا۔ معتمد علے اللہ ۲۵۶ھ ۸۷۰ء کے عہد میں ایک غار میں غائب ہوا۔ اور وہاں سے واپس نہ آیا۔

ابن خلدون چودھویں صدی عیسوی میں اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ شیعہ اُس غار پر امام منتظر کے انتظار میں جمع ہوتے ہیں۔ کہ وہ اس غار سے نکلیں گے۔

اس امام کا آنا منتظرانہ نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے۔ کہ وہ عالمگیر خلافت قائم کرے گا۔ سنی کہتے ہیں۔ کہ ابھی وہ پیدا نہیں ہوا۔ قیامت کے قریب حضرت عیسے کے ساتھ آئیگا۔

"شیعہ" دو قسموں میں منقسم ہیں۔ اصولی۔ اخباری۔

اُصولی" اپنے عقل سے کام لیتا ہے۔ اور اخباری اندھادھند مجتہد کی پیروی کرتا ہے۔ امامت یا خلافت کو دونوں منصوص من اللہ یا مامور من اللہ سمجھتے ہیں۔ اور امام غائب کے متعلق بھی متفق ہیں۔

اصولی احادیث کو تتمۂ قرآن تسلیم کرتے ہیں۔ مگر ان کے واجب العمل ہونے کی نسبت یہ معیار ہے۔ کہ کہاں تک وہ قرآن کریم کے مطابق ہیں۔

اُن کے ہاں احادیث چار قسم کی ہیں۔

(۱) صحیح جس کا انتہا امام معصوم تک اور مرواتؔ امام عادل ہوں۔ جن کی صداقت اور امانت پر ارباب حدیث کا اتفاق ہو۔

(۲) حسن جس کی سند امام معصوم تک اگرچہ رُوات پر ثقہ یا عادل کا لفظ نہ آیا ہو۔ مگر مورخین نے ان کی تعریف کی ہو۔

(۳) موثق۔ جس کے راوی ثقہ اور عادل ہوں خواہ بعض یا تمام راوی امامیہ نہ ہوں۔

(۴) ضعیف۔ جو تینوں اقسام مذکورہ بالا میں نہ آوے۔

اصولی۔ اوّل الذکر تین اقسام کی احادیث کو مانتے ہیں۔ اور اخباری چاروں قسم کی حدیثوں کو۔

امامیہ میں علامہ شیخ مفید متفق عہد قادر باللہ ۳۸۱ھ ۹۹۱ء تا ۴۲۲ھ ۱۰۳۱ء میں اور دیگر کئی ایک مجتہد بڑے پایہ کے گذرے ہیں۔ ہم بخوف طوالت اُن کا تذکرہ قلم انداز کرتے ہیں۔ انسان کی خود مختاری اور مجبوری کے متعلق بین بین ہیں۔ یعنی نہ کلی خود مختار اور نہ کلی مجبور۔ الامر بین الامرین۔

مختصر یہ ہے کہ ذات و صفات مبدء و معاد، نوعیت حشر و نشر اور نوعیت روبیت خدا سے قطع نظر کر کے باعتبار آزادیِ افعال عباسیوں کے عہد میں تین فرقے مستقل طور پر قائم ہو گئے۔

(۱) "جبریہ" یہ مذہب اشاعرہ کا ہے۔ فعل مخلوقِ خدا ہے۔ اس میں انسان کی مرضی کا کوئی تعلق نہیں۔ خدا شہنشاہ ہے۔ گنہگار کو بخش دے اور نیکوکار کو سزا دے دے۔

(۲) "قدریہ" یا "تفویض" یہ مذہب اہل اعتزال کا ہے۔ انسان فعل مختار ہے۔ اور اس کو اچھے اور بُرے فعل کے منتخب کرنے کا اختیار ہے۔

(۳) افعال انسان پیدا کرتا ہے۔ مگر نیکی اور بُرائی خدا نے پیدا کی ہے لیکن انسان کو بُرائی کرنے کے واسطے مجبور نہیں کیا۔ یہ مذہب امامان اہل بیت کا ہے۔

سوائے مامون معتصم اور واثق کے سب خلفاء عباسیہ سنی تھے۔ منصور نے اہل بیت پر ظلم کیا۔ ہارون نے برامکہ کو اس شبہ پر قتل کرایا۔ کہ وہ شیعہ ہیں۔ مامون معتصم اور واثق کے عہد میں مسئلہ خلق قرآن پر مباحث سنیوں اور معتزلہ میں ہوئے۔ اور کئی ایک خانہ جنگیاں ہوئیں۔

المتوکل علی اللہ ۸۴۷ء (۲۳۲ھ) تا ۸۶۱ء (۲۴۷ھ) نے غیر مسلموں اور اہل اعتزال کو ملازمت سے برخاست کر دیا۔ اہل بیت کا بھاری دشمن تھا۔ حضرت علی اور حسین علیہما السلام کے مقبرے منہدم کرائے۔ باغ فدک جو عمر بن عبدالعزیزؒ نے واگزار کر دیا تھا، ضبط کر لیا۔ امامیہ نے اس کو "ناصبی" خطاب دیا۔

منتصر ۸۶۱ء (۲۴۷ھ) تا ۸۶۲ء (۲۴۸ھ) نے روضۂ حضرت علی اور حسین تعمیر کرایا اور امامیہ کے متعلق رواداری کا اظہار کیا۔

۹۴۵ء (۳۳۴ھ) میں خاندان آل بویہ جن کو دیالمی بھی کہتے ہیں۔ برسرِ اقتدار ہوا۔ اسی سنہ میں عضد الدولہ نائب السلطنت نے مستکفی باللہ ۹۴۴ء (۳۳۳ھ) جلوس

کے عہد میں یوم عاشورا قائم کیا۔ اور عید خم غدیر منائی۔ اس وقت سے آج تک مسلمانوں میں امام حسین کے ماتم کی یاد تازہ کی جاتی ہے ؀

مطیع اللہ ۳۳۴ھ جلوس کے عہد میں ۳۵۱ھ میں بغداد کے دروازوں پر اس مضمون کے اشتہار چسپاں کئے گئے "لعنت اس شخص پر جس نے باغ فدک حضرت فاطمہ کو نہ دیا۔ امیر معاویہ پر لعنت۔ اس شخص پر لعنت جس نے امام حسن کو جناب پیغمبر کے مقبرہ میں دفن نہ ہونے دیا۔ اہل بیت پر جن لوگوں نے ظلم کیا لعنت" ؀

۳۵۲ھ یوم عاشورا قائم کیا۔ بازار بند کئے گئے۔ کھانا پکانا روکا گیا۔ عورت و مرد ماتم حسین میں روتے اور آہ و بکا کرتے تھے۔ اور اسی سال ۱۲ ذی الحجہ کو خم غدیر منائی گئی ؀

شیعی اور سُنی دونوں فرقے آل بویہ کے عہد میں جو ۱۰۵۵ء تک رہا بڑی شد و مد سے قائم ہو گئے۔ اور "نواصب"[1] اور "روافض"[2] کی اصطلاحیں اسلامی تاریخ میں اضافہ ہوئیں ؀

آل بویہ کو سلجوقیوں نے نکالا جو سُنی تھے۔ ۱۰۵۵ء ؀ ۴۴۹ھ

شیعہ اور سنیوں کی خانہ جنگیاں وقتاً فوقتاً ہوتی رہیں۔ شیرازۂ جمعیت منتشر ہو گیا۔ باہمی جنگ و جدل میں مسلمان ضعیف ہوتے گئے۔ تاآنکہ چنگیز خاں منگول نے اس ضعف کا فائدہ اٹھایا۔ اور اسلامی ممالک کو تباہ و برباد اور باشندوں کو تلوار کے گھاٹ اتارا۔ فتنۂ تاتار میں فرید الدین عطارؒ ۶۱۲ھ شہید ہوئے۔ یہ صلح کل بزرگ سُنی اور شیعی کے بیہودہ تنازعات سے متاثر ہو کر درد بھرے دل سے یوں فرماتے ہیں ؎

زنادانی دل پُر جہل و پُر مکر	گرفتار علی ماندی و بوبکر
چو یکدم زیں تخیل مے نرستی	نمیدانم خدا را کے پرستی

اور مولانا روم المتوفی ۶۷۲ھ ۱۲۷۳ء ؎

[1] ناصبی واحد [2] رافضی واحد

رافضی انگشت در دنداں گزید چوں علی را با عمر آمیختند

مستعصم باللہ ۶۴۰ھ تا ۶۵۶ھ کے عہد جلوس میں موید الدین علقمی شیعی اور مجاہد الدین سنی تھا۔ موید الدین نے نصیر الدین محقق طوسی شیعہ سے جو وزیر اعظم ہلاکو خاں کا تھا۔ خط و کتابت کی۔ ہلاکو خاں نے شیعہ و سنیوں کی خانہ جنگیوں کا فائدہ اٹھایا۔ بغداد کو تباہ کیا۔ خلیفہ کو قتل۔ اور چالیس دن تک قتل عام جاری رکھا۔ دجلہ کا پانی خون سے سرخ ہو گیا۔ بعض مؤرخ کہتے ہیں کہ بغداد کے کتب خانے جو پانسو سالہ محنت اور جانفشانی سے مہیا کئے گئے تھے۔ دریا میں بہا دیئے گئے۔ اور کتابوں کی سیاہی سے کئی دن تک دجلہ کا پانی سیاہ ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون [1]

کیا بغداد کو برباد اپنی خانہ جنگی نے
مٹایا نام غرناطہ کا بے نام و نشان ہو کر
نکما کر کے چھوڑا ہم کو آپس کی خصومت نے
امنگیں دل کی دل ہی میں رہیں درد نہاں ہو کر

افسوس ہم مسلمانوں نے ماضی کے فسانے جن سے اب کچھ حاصل نہیں ہو سکتا نہ بھلائے۔ اپنے حال کو نہ سنوارا۔ اور آیندہ کی فکر سے غافل نہیں

سر مو بھی نہیں ہے فرق شیعی اور سنی میں
مٹا دیں سارے جھگڑے مولوی گر درمیاں آ کر

تفصیل کے لئے دیکھو ہمارا مضمون بعنوان "اسلام میں فرقہ بندی اور اس کے مضر نتائج" اب ہم اس حصہ مضمون کو ان اشعار پر ختم کرتے ہیں

[1] سعدی صاحب نے مستعصم کا بڑا پرزور مرثیہ لکھا ہے جس کا مطلع یہ ہے

آسماں را حق بود گر خوں بگرید بر زمیں بر زوال ملک مستعصم امیر المومنین

یا اولی الالباب سنبھلو قہر ہیں ادبار کی۔
بے چلی ہیں۔ شیعی و سنّی کی خانہ جنگیاں ؞
ایک دین اور ایک قبلہ اک رسول واک کتاب۔
ہے سمجھ قاصر کہ پھر کیوں ہیں یہ فرقہ بندیاں ؞

ہم توحید، رسالت اور معاد میں اصولی طور پر متفق ہیں۔ فروعات کے تنازعات نہ کبھی ختم ہوئے نہ ہونگے۔ وسیع المشربی سے کام لینا چاہئے۔ مذہبی اور معاشری میدان میں معاندین اور مخالفین کا مقابلہ یکسوئی اور اتحاد سے کرنا چاہیئے۔ یہاں سنّی و شیعی کی لاطائل بحث اور وہاں سر سے سے خدا اور رسول سے جواب اور اقتصادیات پر قبضہ ؎

سنبھلو وگرنہ رہنمایاں اس طرح پڑے گا۔
گونڈ اور بھیل جیسے کمزور و ناتواں ہیں ؞

جب سنّی برسر اقتدار ہوئے۔ شیعوں پر ظلم کیا گیا۔ اور جب شیعہ کے ہاتھ میں حکومت آئی۔ سنّیوں پر جور و ستم توڑے گئے ؞

صفویہ خاندان کے عہد میں سنّیوں پر تشدد کیا گیا۔ مجتہدوں کا زور ہو گیا۔ مگر شاہ عبّاس اوّل نے رواداری سے کام لیا۔ اسی شیعہ و سنّی کے تنازعات نے حدود ایران اور ترکی روم اب تک مشخص نہ ہونے دیں۔ اور نہ ایرانیوں اور ترکوں کا اتحاد ہوا۔ جو ملکی وجوہات کی وجہ سے نہایت ضروری اور اہم تھا۔ ہندوستان میں بھی مغلیہ سلطنت کا خاتمہ شیعہ و سنّی کے تنازعات کی وجہ سے ہوا۔ اورنگ زیب سنّی اور خاندان بہمنی دکن شیعہ۔ دونوں میں جدال و قتال۔ بالآخر بہمنی خاندان ضعیف ہو گیا۔ جن سے مرہٹہ دبے رہتے تھے۔ بہمنی خاندان کے خاتمہ پر مرہٹہ اٹھے۔ اور مغلوں کے خاندان کا خاتمہ کر دیا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار ؞

ہم نے بارہا کہا اور اب پھر کہتے ہیں کہ آفتاب اسلام ایک ہی ہے

اور اس کی کرنوں میں وہی آب و تاب ہے۔ مگر یہ شعاعیں قوس قزح کی طرح مختلف دریچوں[1] سے گذرنے کی وجہ سے مختلف الالوان ہوگئی ہیں۔ ورنہ ان کی اصلیت اور حقیقت وہی ہے جو پہلے تھی ؂

یہ وہی روشن دین ہے۔ جو پیغمبر خدا نے سکھایا۔ اور جس پر تا وفات حضرت فاروق عمل ہوتا رہا۔ بعد کی خانہ جنگیاں، فرقہ بندیاں اور نوعیت ذات وصفات جزو دین نہیں اور نہ کبھی تھیں ؎

از کثرتِ روزن نشود مہر مکرر اے کج نظراں شیعہ و سنّی مست سیکے

تصوّف۔ نظام مذہب نہیں۔ مگر چونکہ ایرانی نژاد ہے۔ اور بواسطہ حضرت ابوبکر اور حضرت علی اس کا سلسلہ پیغمبرِ خدا تک پہنچایا جاتا ہے۔ اس لئے اس کا اجمالی تذکرہ اس موقع پر بے محل نہ ہوگا۔

تصوّف۔ فارسی کے موجودہ علم ادب کی جان ہے۔ علی حزین سے کسی نے پوچھا تھا "تصوّف چیست" اُس نے جواب میں کہا "برائے سخن گفتن خوب ست"

اسلام میں خدا "محیط کل" اور جناب پیغمبر نے ہمیشہ وہ سرگرمی اور محویت جو طاعتِ خدائے قدیر و مقتدر کے ساتھ مخصوص تھی۔ ظاہر فرمائی۔ اس محویت پر وہ بنیاد قائم ہوئی۔ جس پر اسلامی تصوّف کی عمارت قائم کی گئی ؂

جناب پیغمبر کے زمانے میں عمل اور ادائیگی فرائض سب امور سے مقدم تھی۔ خیال بندی اور تخیل کا نام و نشان نہ تھا۔ اس لئے "اشراقی" یا "متخیلہ فلاسفی" کا وجود میں آنا ناممکن تھا۔ مگر اتنا ضرور ہوا۔ کہ عملی سرگرمی کو ابھارنے کے لئے قرآن کریم میں ذات خداوندی پر بھروسے کے متعلق چند آیات

---

[1] چھوٹا دروازہ اور الفاظ کو دیکھئے ہے جن میں کلمہ چہ تصغیر کا کام دیتا ہے (جیسا کہ باغیچہ، ندیچہ صندوق۔ صندوقچہ) قیاساً دریچہ کہنا چاہئے بدون یا کے۔ صاحب غیاث کی یہ تحقیق درست معلوم ہوتی ہے۔ کہ دریچہ مبدل دریزہ ہے یزہ کے معنے چھوٹے کے ہیں۔ بوقت ترکیب یا کو ساکن کر دیا جیسا کہ مشکیزہ، ناویزہ (مشک کو چک، ناو کوچک) احمد فاروقی ۱۲

کریمہ نازل ہوئیں۔ جن کے سیاق و سباق کے دیکھنے سے صاف پتہ چلتا ہے
کہ اُن سے مخلصانہ عمل مقصود تھا نہ صوفیانہ تخیّلات۔ مگر تاہم جدّت پسند
طبائع اس کے کئی ایک مختلف معانی یا مفہوم مستنبط کر سکتی تھیں +
اس قسم کے پُر اسرار اور اشراقیانہ عناصر تمام مذاہب دنیا میں موجود تھے۔
اور اب بھی موجود ہیں۔ جب اخلاقی اور جسمانی لڑائیاں کم ہو جاتی ہیں۔ عمل اور
چابکدستی کا دائرہ محدود ہو جاتا ہے۔ تو انسان طبعاً اس پُر اسرار فلاسفی پر صلح
کاراز نظر ڈالتا ہے۔ اور اس نتیجہ پر پہنچتا ہے۔ کہ انسانیت اور اعلےٰ اخلاق
کی تصویر صرف تصوّف ہے اور بس۔
مگر با ایں ہمہ یہ تخیّل کسی شخص یا اشخاص یا قوم یا اقوام کے متعلق اُن
کے اپنے اپنے رجحان اور میلان کی وجہ سے مختلف اثرات پیدا کرے گا۔ اور
ان اثرات کے زیر اثر دیکھا جائے گا۔ کہ کہاں تک کوئی خاص شخص یا قوم
معقولات کو مادیات سے اور طبیعات کو الٰہیات سے جدا اور علیحدہ رکھ سکتی ہے
پس ہندوؤں کے ہاں ایک خصوصیت یا شخصیت کا "غیر محدود" میں
مستغرق یا جذب ہو جانا ایک انتہائی راحت ہے۔ جسے وہ موکھش سے تعبیر
کرتے ہیں۔ اور جو اُنہیں تناسخ کے چکر سے محفوظ اور مصون کر دیتی ہے +
خدا کی غیر محدودیت کا مفہوم ان کے لئے یہ امر مشکل بنا دیتا ہے۔ کہ وہ
عبد اور معبود یا پرستار اور خدا میں تمیز کر سکیں۔ وہ اپنے آپ اور خدا میں کوئی
فرق نہیں کر سکتے۔ آخر کار وہ خدا اور مختلف اشکالِ کائنات کو جنہیں وہ مظاہر
خدا سمجھتے ہیں۔ ایک واحد وجود سمجھتے ہیں +
یہ سلسلہ خیالات رفتہ رفتہ ان کو اس منزل پر لیجاتا ہے جو "بھگوت گیتا"
میں یوں بیان کیا گیا ہے۔ کہ خالق اور مخلوق ایک ہی ہیں۔ اور ان میں باہمی
کوئی تمیز نہیں۔ اس طرح پر ہم دیکھتے ہیں۔ کہ کیسے عجیب و غریب طرز سے
عقیدہ "وحدت وجود" یا "ہمہ اوست" اپنے انتہائی اظہار میں اشیاء پرستی (فٹیش ازم

کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ جو خدا کی ہستی ماننے سے پہلے سوسائٹی کی ابتدائی اور غیر مہذّب حالت میں موجود تھا ؛

"اشیاء پرستی" "فیٹش ازم" میں خوف کی وجہ سے اشیاء کی پرستش جاری ہوتی ہے۔ اور پھر آہستہ آہستہ اور بتدریج اُن اشیاء کے ساتھ ایک "تصوّر متخیلہ" منسوب کیا جاتا ہے۔ جس کو قابل پرستش خیال کیا جاتا ہے۔ پھر امتداد زمانہ سے یہ "تصوّرات متخیلہ" ایک عالمگیر اور وسیع "تصوّر" میں جذب ہو جاتے ہیں ؛

اس طرح پر ظاہر ہوتا ہے کہ "مادی وحدت وجود" یا "طبیعات کا ایک مرکز پر اتحاد" پہلا قدم ہے۔ جو "اشیاء پرستی" (فیٹش ازم) کے قعر سے نکالتا ہے۔ "تجدّد افلاطونیہ" (نیو پلیٹوازم) مشرقی خیالات نے پیدا کیا۔ اور مسیحیت پر اُس نے وہ اثر کیا۔ جو "عشائے ربانی" کی شکل میں عیسائیوں میں متداول ہے۔ "تجدّد افلاطونیہ" کو مسلمانوں میں شہاب الدّین سہروردی مقتول ۵۹۰ھ نے رواج دیا۔ ورنہ اس سے پہلے مسلمانوں نے فلسفۂ اشراق کی طرف کوئی توجّہ نہیں کی ؛

"معتدل تصوّف" جس کو صحیح مفہوم میں تصوّف کہ سکتے ہیں۔ اور جس میں یہ اعلےٰ اور ارفع خواہش موجود ہے۔ کہ غیر محدود یعنی خدا تک رسائی حاصل ہو مسلمانوں نے پیدا کیا ؛

وہ مخلصانہ اور محویت تام پیدا کرنے والے ترانے وہ خدائے قدیر و مقتدر کی قدرت اور اقتدار کے نغمے جو قلب اطہر اور اقدس محمدیہ سے نکلے۔ اور لوائے قرآن حکیم قارئین کرام کے دل و دماغ کو محظوظ و مسرور کرتے ہیں۔ اور ہمیشہ کرتے رہیں گے۔ نیک دل اور نیک نہاد بزرگوں کو اس طرف لے گئے کہ معانئ قرآن کریم اس سے افضل اور اعلےٰ ہیں جو بظاہر معلوم ہوتے ہیں۔ پس خدا کے محیط کل ہونے کا تصوّر جو قرآن اور جناب پیغمبرؐ نے سکھایا۔ مسلمانوں کو اشراقی اور متخیّلہ فلاسفی کی طرف لے گیا۔ جس کا نام انھوں

سے لئے تصوّف رکھا۔

ہشام برادر یزید ۱۰۵ھ تا ۱۲۵ھ اُمیّہ کے عہد میں حسن بصری فوت ہوئے۔ اور عہد امیّہ میں ابو حازم، رابعہ بصری، مالک دینار، شقیق بلخی، حبیب عجمی، بایزید بسطامی، حارث محاسبی اور حاتم اصم صوفی موجود تھے۔ امام اعظم خواجہ حسن بصری سے مستفیض ہوئے۔ اور امام اعظم کے شاگرد فضیل[1] بن عیاض تائب، ابراہیم ادہم، بشر حافی اور داؤد طائی منصور کے عہد میں، امام علی رضا اور اُن کا شاگرد معروف کرخی[2]۔ معروف کرخی کا مرید سرّی سقطی[3] جو خالو اور مرشد حضرت جنید تھا۔ ابو سعید خراز[4]، ہمعصر سقطی بشر حافی[5] اور ذوالنون مصری بھی ہمعصر سقطی تھے۔ یہ بزرگوار مامون کے عہد میں موجود تھے۔ مقتدر باللہ ۲۹۵ھ تا ۳۲۰ھ کے عہد میں جُنید، شبلی، منصور، اور ان کے ہمعصر سہل بن عبداللہ تستری، ابو عثمان حیری خراسانی، ابراہیم بن داؤد، سمنون اور ابن عطار مرید جنید جو تنزیل اور تاویل میں سرآمد روزگار تھا۔ حضرت جنید جن کو سید الطائفہ کہتے ہیں، ۲۹۷ھ میں فوت ہوئے۔ شیخ فریدالدین عطار نے ۶۲۷ھ میں ایک کتاب تالیف کی۔ جس کا نام تذکرۃ الابرار ہے۔ اُس میں تمام صوفیاء کرام کا مختصر تذکرہ درج ہے۔ اس کے استقصا سے معلوم ہوا

---

[1] فضیل پہلے ڈاکو تھا اور رہزنوں کا سرغنہ۔ ایک رات سحری کے وقت ایک قافلہ کو لوٹنے کے لئے نکلا۔ حدی خوان اونٹ پر بیٹھا آیہ کریمہ "الم یأن للذین امنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ" تلاوت کر رہا تھا پشیمان ہو کر لوٹ آیا اور توبہ کی۔ بعد ازاں حضرت امام اعظم کو تدوین فقہ میں مدد دی۔ صوفیاء متقدمین میں اس کا نام خواجہ فضیل ہے۔ ہارون رشید کو بارہا امور سرکاری میں نصیحت کی۔ تذکرۃ الابرار فریدالدین عطار ۔ [2] کرخ کا ایک محلہ تھا بغداد میں) بیچنے والا (احمد) [3] تستری سقطی بہ فتح اوّل و کسر ثانی و تشدید یائے تحتانی (احمد) [4] اس بزرگ نے سب سے پہلے رباعی فارسی میں خیالات صوفیانہ ظاہر کئے ہوئے [5] خراز (بر وزن دوز) مشتق از خرز دوختہ (بنا) (احمد) [6] بہ کسر بائے موحدہ حرف را کو اضافت سے پڑھنا چاہیئے۔ حافی (برہنہ پا چلنے والا) احمد۔

ہے۔ کہ اوّل اوّل نقطۂ مرکزی "خوف" تھا۔ خوف سے صوفیاء کرام "رجا" کی منزل میں آئے۔ اور حضرت جنیدؒ پہنچ کر "رضا" کے اعلےٰ مقام پر فائز ہو گئے۔ تب سے "رضا و تسلیم" ان بزرگواروں کا مرکزی نقطہ ہے۔ جس کا حصول ان کا نصب العین ہے ؛

علماء دین میں سے امام غزالی طوسی[۱] ۵۰۵ھ اور حکماء میں سے ابن طفیل اندلسی نے جو ہم زمان غزالی تھا۔ تصوّف پر زور دیا۔ کتابیں لکھیں۔ اور صوفیانہ علم ادب کو وسعت دی۔ اس کے بعد پیر عبدالقادر[۲] گیلانی ۵۶۱ھ نے جو قال وحال میں وحید العصر تھے۔ تصوّف کو عالمانہ اور عارفانہ رنگ میں رنگ دیا۔ اُن کے بعد شیخ اکبر محی الدین ابن عربی متوفّٰے ۶۳۸ھ اور شہاب الدین سہروردی متوفّٰے ۵۹۵ھ نے اشراقی فلسفہ میں کمال پیدا کیا۔ علماء ظاہر نے شہاب الدین پر قتل کا فتوے دیا۔ جس کی تعمیل ہوئی۔ ابن عربی بچ گیا۔ مگر اکثر علماء دین اس کے خلاف ہیں ؛

حکیم سنائی بعہد بہرام شاہ غزنوی ۵۴۵ھ فرید الدین عطار ۶۲۷ھ خاقانی، سعدی ۶۹۱ھ نظامی ۵۹۶ھ حافظ ۷۹۱ھ عراقی مغربی اور دیگر کئی ایک بزرگوں نے تصوّف میں منظوم کتابیں لکھیں۔ جن میں مولانا روم متوفّٰے ۶۷۲ھ سب سے برآوردہ ہیں۔ مختصر یہ کہ تصوّف اصلی اور پاکیزہ جو قرآن پر مبنی اور دائرۂ شریعت کے اندر ہے۔ نہایت ہی اعلےٰ اور مکمل مضمون ہے۔

---

[۱] طوس ملک فارس میں مشہور شہر ہے علی موسیٰ رضا کا مدفن ہونے کی وجہ سے مشہد مقدس کہلاتا ہے۔

[۲] پیر عبدالقادر کو سلطان سنجر سلجوقی نے ملک نیمروز وجہ معاش کے لئے دیا اور لکھا کہ یہ آپ کا وظیفہ مقرر کیا گیا ہے پیر صاحب نے انکار کیا اور یہ دو شعر لکھ بھیجے ۔ چوں تاجِ سنجری رخ بختم سیاہ باد ؛ با فقر گر بود ہوس تاجِ سنجرم ؛ تا نام خبر دہ ہر از ملک نیم شب ؛ صد ملک نیمروز بیک جو نمی خرم ؛ یہ تھا لوکل ورجسٹ بنا ہے سفر۔ سلجوقیوں کے تاج بیا باتباع عباسیہ سیاہ رنگ کی ڈوری ہوا کرتے تھے۔ سعدی کے وقت تک صوفیا عراقیہ تھے یتائی کرتے اور حیرانہ کے مال سے نفرت کرتے تھے۔ گلستان میں حکایت ہے کہ بادشاہ نے درویشوں میں کچھ روپیہ تقسیم کرنے کے لئے وزیر کے ہاتھ بھیجا۔ وزیر روپیہ واپس لے آیا اور کہا کہ جو درویش ہے وہ روپیہ نہیں لیتا۔ اور جو لیتا ہے وہ درویش نہیں۔ عہد مؤلف

جس پر شعراء ایران نے طبع آزمائیاں کیں۔ امام غزالی جو بڑے پایہ کے صوفی ہیں۔ فرماتے ہیں۔ کہ تصوّف علیم اور جلیل دماغ میں ایک کیفیت پیدا کرتا ہے۔ جس کی معرفت اور سرور صرف ذوقِ سلیم سے تعلق رکھتا ہے۔ لفظوں میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ یہ تصوّف دین و دنیا کے لئے مفید ہے۔ مگر جاہل اور عامیانہ دماغ کو مختل کر دیتا ہے۔ نہ دین رہتا ہے نہ دنیا۔ وہ فرماتے ہیں اب دنیا کا کیا حشر ہوگا۔ کہ لوگوں نے تصوّف کے پیچھے پڑ کر دنیاوی کاروبار ترک کر دیئے ہیں۔ کسانوں نے کاشتکاری چھوڑ دی ہے۔ اور تاجروں نے تجارت۔ سچ یہ ہے۔ کہ چونکہ تصوّف نظامِ مذہب نہیں۔ اس لئے کوئی نقطۂ مرکزی مقرر نہیں جس پر قیام کیا جا سکے۔ اس لئے جاہل اور نادان صوفی کی حالت میں اخلاق کی بنیادیں متزلزل اور کمزور ہو جاتی ہیں۔ غفلت اور سہل انگاری کاروبار سے بے پروائی۔ طبیعت کچھ ایسی متوالی ہو جاتی ہے کہ دنیا و مافیہا کی خبر نہیں رہتی ؎ سعدی

خیالاتِ نادانِ عزلت نشین بہم بر زند عاقبت کفر و دین

آج کل بھی ہم افسوس کے ساتھ دیکھ رہے ہیں۔ کہ عامۃ النّاس اس کی وجہ سے رہبانیت کی طرف جھک گئے ہیں۔ سب نہیں تو بعض ابلہ فریب گدی نشین بزرگوار ان کو تہ اندیشوں کا مال و اسباب ضبط کر رہے ہیں۔ سعدی نے مدت ہوئی ۶۵۶ھ میں یہ شکایت کی تھی۔ کہ ؎

ترکِ دنیا بمردم آموزند خویشتن سیم و غلّہ اندوزند

مگر میں آج ساڑھے چھ سو سال کے بعد ۱۳۳۲ھ میں لسان العصر اکبر کا ہمزبان ہو کر کہتا ہوں۔ کہ آج بھی وہی حالت ہے ؎

تحریکِ ضرورتِ معیشت سے ہے بہت خرقے کو بھی اب خیالِ خلعت ہے بہت
خالق کے جمال کا تو سودا کم ہے اللہ کے نام کی تجارت ہے بہت

صوفیِ[1] صافِ باطن کم رہ گئے۔ ہاں دوکانداریاں ہیں سو ؎

---

[1] مرد بکنہ حسب حال کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎ تا کہ احمق باقی است اندر جہاں مرد دانا کے خورد تشویش نان

انسان کو چاہیئے کہ وہ ابلہ فریب ہو ۔ دنیا پہ جب تلک کہ مسلط ہے ابلہی

جب اہل باطن کا یہ حال ہے۔ تو اہل ظاہر کی نسبت خاموشی اختیار کرتا ہوں ع

حکایت بود بے پایاں بخاموشی ادا کردم

فرقۂ بابیہ۔ محمد شاہ قاچار کے عہد میں جو پڑپوتا محمد شاہ قاچار اول کا تھا پیدا ہوا۔[1] مرزا علی محمد شیرازی ۱۸۱۹ء تا ۱۸۵۰ء جو مدت تک عرب اور شام میں وعظ کہتا رہا۔ اس کا بانی ہے۔ معتقدوں نے اُسے خطاب "باب" یعنی حضرت اعلےٰ کا دیا۔ اس کے عقائد وحدت وجودی۔ مجموعہ اخلاق سخت ہے۔ اُس میں نرمی اور حلم کو کوئی جگہ نہیں دی گئی۔ باب ۱۸۵۰ء میں مارا گیا۔ قرۃ العین اُن میں ایک عورت پیدا ہوئی۔ جو فصیح البیان اور بڑے پایہ کی شاعرہ تھی۔ پردہ کے مخالف اور لونڈیوں کا امتناع کرتے ہیں۔ معاشرانہ زندگی سدھارنے میں کوشش کرتے ہیں۔[2]

احمدیہ فرقہ ملک پنجاب یا تو "فرقہ بہائیہ" کا متتبع ہے یا توارد۔ یہ بزرگوار بھلی صلاح معاشرت میں سرگرم اور سچے مسلمان ہیں۔ اِس کے بانی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہیں۔ جو ابتدا میں "مصلح" پھر "مثیل مسیح" پھر مسیح و مہدی بنے۔ جب "بروز محمدیہ" کے مرتبہ پر فائز ہوئے۔ فوت ہو گئے۔ امید ہے۔ کہ ان بزرگواروں سے اسلام کو بہت مدد ملے گی۔ خواجہ کمال الدین صاحب احمدی آج کل لندن میں سرگرم

[1] مرزا علی محمد ۱۸۱۹ء پیدائش ۱۸۴۳ء اور ۱۸۴۴ء میں اپنے آپ کو پیغمبر قرار دیا۔ ۱۸۵۰ء میں مارا گیا۔ اس کے پیرو الزام بغاوت میں ۱۸۵۲ء میں گرفتار ہوئے۔ آخرکار ۱۸۶۳ء میں قسطنطنیہ اور وہاں سے ایڈریانوپل میں جلاوطن کیے گئے۔ پھر ان میں ایک شخص بہا[3] پیدا ہوا۔ اور فرقہ کا نام "بہائیہ" رکھا۔ باب کو شاہ ناصر الدین قاچار نے ۱۸۵۰ء میں تبریز میں قتل کیا۔ منہ[5] وہ اپنے تئیں اکثر اولوالعزم انبیاء عرب و عجم کا بروز بتلاتے تھے (احمد)

[3] اس کا پورا نام بہاؤ اللہ ہے ۱۸۶۲ء میں اس نے جلاوطنی کے وقت مریدین کو بتلایا کہ باب (علی محمد باب) جس کی پیشینگوئی کیا کرتا تھا۔ وہ منتظر (انتظار کیا گیا) میں ہوں۔ بہاء اللہ نے ۱۸۹۲ء میں رحلت کی۔ اُس کی وصیت کے موافق اس کا بڑا بیٹا عباس آفندی جانشین ہوا۔ اور لقب عبد البہاء (بہاء اللہ کا غلام) رکھا۔ جو زندہ ہے۔ اور شہر عکا میں مقیم ہے۔ (احمد محمد ولی)

[2] میرزا حکیم محمود بہائی اور ایک ورضا بیان پر سول رہے ان کے عقیدے جو سننے میں آئے ان میں سے ایک بہت بڑا ابطال اعتقاد عقیدہ یہ معلوم ہوا کہ یہ لوگ شریعت اسلامیہ و قرآن کو الآن ایسا ہی منسوخ جانتے ہیں جیسے کہ قرآن نے قبل کے صحائف سماوی کو مسلمان۔ ان لوگوں کا صوم وصلوٰۃ۔ حج وزکوٰۃ اور احادیث پر عمل نہیں ہے۔ قیامت کو نہیں مانتے

اشاعت اسلام ہیں۔ اور ان کی مساعی جمیلہ بار آور ہوتی معلوم ہوتی ہیں۔ خدا اُن کو جزائے خیر دے۔

ایرانیوں نے فرقے تو بہت بنا دیئے ہیں۔ مگر خدا کا شکر ہے۔ کہ اصول میں سب متفق ہیں۔ قرآن کریم اُن کو ایک مرکز پر لا کر رہیگا ؎

آرہی ہے ساری دنیا مرکزِ توحید پر — آفتاب دینِ قیّم ہو رہا ہے ضو فشاں

(ج) علوم و فنون

اب ہم اسلامیوں میں علوم و فنون کی ترقی کا حال بیان کریں گے۔ اور خصوصیت کے ساتھ اجمالی طور پر یہ بھی بتائیں گے۔ کہ ایرانیوں کا اس میں کیا حصّہ ہے۔

جناب پیغمبر کے حضور میں زمانہ سعادت میں زید بن ثابت نے سریانی اور عبرانی زبان بموجب ارشاد عالی پڑھی۔ کہ یہود سے خط و کتابت میں آسانی ہو۔

حضرت عمر کے عہد میں یحییٰ نحوی جو مسیحی تھا۔ عمرو بن عاص فاتح مصر کا مقرب تھا۔ بعض صحابہ نے فارسی میں دستگاہ حاصل کی۔ چنانچہ مغیرہ نے ہرمزان سے فارسی میں گفتگو کی تھی۔

امیر معاویہ کے عہد میں ابن آثال عیسائی طبیب نے یونانی سے عربی میں کئی طب کی کتابیں ترجمہ کیں۔

ولید اوّل ۸۶ھ جلوس کے عہد میں قرابادین سریانی سے عربی میں ترجمہ ہوئی۔ عمر بن عبد العزیز ۹۹ھ جلوس کے عہد حکومت میں تاریخ عجم کا ترجمہ عربی میں اور وہ سامان مہیا کئے گئے۔ جن سے غیر قوموں کے علوم و فنون پر اطلاع ہوئی۔

ابو جعفر منصور عباسی ۱۳۶ھ جلوس اس کے عہد میں عبد اللہ ابن المقفع مجوسی جس کی مادری زبان فارسی تھی۔ مسلمان ہوا۔ اور زبان عربی میں کمال پیدا کیا۔ اُس نے فارسی کتابوں کا ترجمہ عربی میں کیا۔ ادب الکبیر و الصغیر دو اخلاقی

لے ماخوذ از سپرٹ آف اسلام۔ سیرا سینز ہسٹری مصنفہ سید امیر علی رسائل و علم کلام۔ مولانا شبلی۔ منہ

آتا ہے۔ اگرچہ جناب ٹھیک نہیں۔ ... گروہ سورہ سجدہ کی یہ آیت بلادھڑک پیش کر دیتے ہیں کہ یدبر الامر من السماء

کتابیں عربی میں ترجمہ ہوئیں۔ قیصر روم سے کتب فلسفہ منگوائیں۔ جارج عیسائی طبیب نے منصور کا علاج ۱۴۸ھ میں کیا۔ اور بعد میں اس کا خاندان دربار عباسیہ میں ۲۵۰ھ تک معزز عہدوں پر ممتاز رہا۔ خالد بن برمک فارسی وزیر اعظم تھا۔

اس کے عہد میں تصنیف و تالیف اسلامی ۱۴۰ھ یا ۱۴۳ھ میں شروع ہوئی۔ محمد بن اسحٰق نے جناب پیغمبر کی سوانح عمری لکھی۔ مذہبی آزادی ہر ایک فرقہ کو دی گئی۔

ہارون رشید ۷۸۶ء جلوس کے عہد میں سُریانی اور سنسکرت سے تراجم ۱۷۰ھ۔ ہشام بن حکم مشہور متکلم، علم ادب، سائنس اور آرٹ کو فروغ، علم موسیقی کی سرپرستی اور اس میں ڈگریاں۔ شارلمین شاہ فرانس اور فغفور چین سے خط و کتابت۔ صیغۂ تعلیم قائم کیا۔ اور نسطوریہ فرقہ کے عیسائی عموماً پروفیسر مقرر کئے۔

مامون ۸۱۳ء جلوس ۱۹۸ھ کے عہد میں۔ معتزلہ اور سنیوں کے مباحث۔ تاریخ یعقوبی مولفہ احمد بن ابی یعقوب جس میں ۲۵۹ھ تک کے حالات۔ تراجم کثرت ہیں۔ مامون نے خواب میں ارسطو دیکھا۔ حنین بن اسحٰق، یعقوب کندی، سہل بن ہارون، اور سعید بن ہارون علامہ دہر تھے۔ الکندی اگرچہ عرب مگر بصرہ و بغداد میں مدت تک رہا۔ فیلسوف فارسی کا عالم متبحر ۸۱۳ء تا ۸۴۲ء۔

موسٰے بن شاکر رہزن تائب ہوا۔ اُس کے تین پسران محمد، حسن اور احمد تینوں صاحب کمال علم ادب، سائنس اور فلسفہ کو ترقی۔ مسلم، یہودی، عیسائی، پارسی اور صابئیں باہم علمی اور مذہبی مناظرات کرتے تھے۔

معتصم باللہ ۸۳۳ء جلوس ۲۱۸ھ۔ اس کے عہد میں کوئی علمی ترقی نہیں ہوئی مگر مزاحم بھی نہ تھا۔ متوسط ایشیا کے ترکوں کو جو مملوک کہلاتے تھے۔ فوج میں نوکر رکھا۔ اس پر عرب اور فارسی الگ الگ ہو گئے۔ آخر کار مملوک خود مختار جس کو چاہیں بادشاہ بنائیں۔ اور جس کو چاہیں معزول کریں۔ سترہ ہزار جاٹ ہندوستان سے منگوا کر سلوشیا میں جو سلوکس نے آباد کیا ہوا تھا بسائے۔

بقیہ صفحہ حاشیہ الی الارض ثم یعرج الیہ فی یوم کان مقدارہ الف سنۃ مما تعدون۔ سورۂ سجدہ کی بنا لی ۔ ۔ ۔ آیتوں کا ترجمہ مرزا غلام احمد مرحوم کے ترجمے سے ملتا ہوا کیا ۔ ۔ ۔ سوال کے جواب میں کہا کہ بہاؤ اللہ مرزا غلام احمد قادیانی سے پیشتر تھا پس مرزا صاحب ان کی کتابوں سے اخذ کرتے ہیں۔ بہاء اللہ کے عائیہ فقرہ کچھ یہ ہیں

واثق باللہ ۸۴۲ء ۲۲۷ھ جلوس۔ علم ادب اور سائنس[1] کو ترقی۔ موسیقی کا خود ماہر ترجمہ کے کام کو از سر نو رونق۔ فلسفیانہ مناظرے۔ علامہ مسعودی مورخ جو معتزلی تھا۔ اس کے عہد میں تھا۔ اس نے عربوں کو نکال کر ترکوں کی پرورش کی عباسیوں کا شان شوکت ختم ہوا برائے نام خلفا ہوتے رہے۔ درحقیقت میور یا نائب السلطنت خود مختار بادشاہ ہوتے تھے۔

متوکل باللہ ۸۴۷ء ۲۳۲ھ جلوس۔ بلاذری مصنف فتوح البلدان اس کے عہد میں تھا۔ مباحثات علمی بند کئے گئے۔ مگر ترجمہ کا کام جاری رہا۔ سلطنت عباسیہ برائے نام۔ عقل و نقل یعنی معقول و منقول یا دلیل و سند میں منازعات نقل کا غلبہ ہوا۔

مقتدر باللہ ۹۰۸ء ۲۹۵ھ جلوس۔ فلسفہ اور سائنس کی کتابیں جلادی گئیں علامہ طبری فوت ہوا۔ جو حنابلہ کے خوف کی وجہ سے پوشیدہ طور پر دفن کیا گیا۔ یہ عالم متبحر تاریخ اسلام میں نہایت نامور اور مشہور ہے۔ تاریخ کبیر ابو جعفر جریر طبری کا مصنف المتوفی ۹۲۲ء ۳۱۰ھ ابن الاثیر اور ابن خلدون طبری کے خوشہ چین ہیں۔ تاریخ طبری چوالیس جلدوں میں ہے۔ جو اہل جرمنی نے اب طبع کی ہے۔

مستکفی باللہ ۹۴۴ء ۳۳۳ھ جلوس۔ آل بویہ صاحب اقتدار جو مذہباً شیعہ تھے۔

طائع الی اللہ ۹۷۴ء ۳۶۳ھ جلوس۔ آل بویہ یعنی دیالمہ صاحب اقتدار جو علم ادب اور سائنس کے مربی تھے۔ مسعودی بغدادی مورخ ابو نصر فارابی فیلسوف متنبی شاعر ابو الفرج اصفہانی مصنف کتاب الاغانی اس کے عہد میں موجود تھے ان کے علاوہ شاعر، فقیہ، متقن اور سائنس دان بکثرت تھے۔ عضد الدولہ نو نائب السلطنت خود ریاضی دان اور عالم تھا۔

الکوہی ہیئت دان اور ابو الوفا باشندہ خراسان ۹۵۹ء میں حساب دان ہیئت دان تھا۔ اس نے ٹولمی[5] کی غلطیاں نکالیں۔ ۹۹۷ء ۳۸۷ھ میں فوت ہوا۔ ایک زائچہ شامل نام کا موجب ہے۔

[1] انگریزی لفظ سائنس کا ترجمہ علم یا علوم حکمیہ ہے (احمد) [2] حنبلی واحد (احمد) [3] بطلیموس (احمد)
انتقام سے قطعاً اجتناب رکھا اور اپنے مخالفین پر غلبہ ... منصب میں داخل نہ کیا ... کفر کی ... (احمد)

(حاشیہ:) ... علامہ ... معتزلی ... [illegible]

ابونصر فاریابی متوفی ۹۵۰ء ۳۳۹ھ سیف الدولہ ہمدانی کے عہد میں۔
فیلسوف طبیب۔ شارح ارسطو۔ لقب معلم ثانی بمقابلہ ارسطو جس کو معلم اوّل کہتے
ہیں۔ منطق، حساب، نیچرل سائنس[1]، سیاسی اور مجلسی علم الاقتصاد کا ماہر۔ ایک
کتاب "احصاء العلوم" اور علم اخلاق پر "سیرت الفاضلہ" سیاست پر سیرت المدنیت
لکھی۔ پرانے اور نئے علم موسیقی کا مقابلہ کیا۔ اوزار موسیقی کے ایجاد کئے۔ نئی تھیوری
موسیقی میں اور فن ترکیب میں کمال حاصل کیا۔ متوطن "فاراب" جو فارس میں
ایک شہر ہے۔

قادر باللہ ۹۹۱ء ۳۸۱ھ جلوس۔ اس کے عہد میں غزنویہ خاندان کا اقتدار شرقی
فارس پر ہوا۔

محمود ۹۹۶ء ۳۸۶ھ تا ۱۰۳۰ء ۴۲۰ھ غزنوی کے عہد میں۔ ابوریحان بیرونی[2] فیلسوف
ریاضی دان، جغرافیہ دان، ہیئت دان زبان سنسکرت پڑھی۔ اور تاریخ میں کتاب
الہند لکھی۔ جو ایک مشہور کتاب ہے۔ حساب، تاریخ طبیعی جغرافیہ اور علم کیمیا پر کتابیں
لکھیں۔ "آثار باقیہ" اس کی مشہور کتاب ہے۔

فردوسی، دقیقی اور عنصری فارسی میں باکمال اور نامور شعرا۔ غزنی میں عالیشان
کالج بنوایا۔

بوعلی ابن سینا رئیس الحکما لقب ۹۸۰ء ۳۷۰ھ پیدائش شہر افشانہ میں جو
شیراز کے قریب ہے۔ بخارا میں طب پڑھی۔ پھر فلسفہ اور سائنس کا ماہر ہوا۔ محمود
غزنوی سے ڈر کر بھاگا۔ اور ہمدان میں شمس الدولہ کا وزیر بن گیا۔ پھر علاؤ الدولہ
امیر اصفہان کے پاس چلا گیا۔ دو کتابیں علم طب میں لکھیں جو ماخذ طب ہیں۔
اور یورپ میں مدت تک داخل درس رہیں۔ شفا اور نجات اس کی دو کتابیں
اب تک موجود ہیں۔ جو فلسفہ اور سائنس میں مستند مانی جاتی ہیں۔ النسان اور خدا
میں جو فاصلہ ارسطو چھوڑ گیا تھا۔ اس کو اس نے پورا کیا۔

اس کا علم القلب ارسطو سے بدرجہا اعلیٰ وارفع ہے۔ "وحدت فی الکائنات"

---

[1] علم طبیعی (احمد) [2] نظریہ (احمد) کہا جاتا ہے کہ بیرون ایک شہر تھا سندھ میں جس کی طرف ابوریحان منسوب ہے (احمد)

کا قائل تھا۔ جس سے دل مطمئن اور انسانی روح اور علت اولیٰ میں مستقل ہو اور گہرا تعلق پیدا ہوتا ہے۔ عبدالکریم شہرستانی اس کی کتاب "مابعد الطبیعات" کے دس ابواب کی یوں تفصیل کرتا ہے۔ پہلے پانچ باب میں علم کی ابتدا تجربہ، استقرا، قیاس، مادہ، قوت اور تعلق علت و معلول کی بحث ہے۔ باب چھ اور سات میں یہ بحث کہ علت اولیٰ واجب الوجود ہے۔ اور ابواب آٹھ نو اور دس میں وحدت فی الکائنات، معاد، بقاء روح اور پیغمبر کی ضرورت پر معرکۃ الآرا بحثیں کہیں ہیں۔

یہ بزرگ تاریخ اسلام میں شیخ الرئیس اور مشرقی ارسطو کہلاتا ہے۔ اس کا اثر دونوں براعظم ایشیا اور یورپ محسوس کرتے ہیں۔ ۱۰۳۷ء میں فوت ہوا۔ فارسی میں باکمال شاعر تھا۔

ابراہیم اور بہرام شاہ متوفی ۵۴۷ھ غزنوی کے عہد میں حکیم سنائی غزنوی جو صوفی مشرب تھا۔ اور کئی ایک دیگر فلاسفۂ ایرانی موجود تھے۔

اسی قادر باللہ کے عہد میں مشرق میں محمود اٹھا۔ اور مغرب میں طغرل بیگ سلجوقی نے آل بویہ کو نکال دیا۔ اور نائب السلطنت بن گیا جس کی اولاد میں ایک سو تریسٹھ سال تک حکومت رہی۔ طغرل نے جو شہر فتح کیا مسجدیں اور مدرسے بنوائے۔

قائم باللہ پسر قادر باللہ ۱۰۳۱ء ۴۲۲ھ تا ۱۰۷۵ء ۴۶۷ھ کے عہد میں الپ ارسلان خلف طغرل بادشاہ اور نظام الملک وزیر تھا جس نے ۱۰۶۷ء ۴۵۹ھ میں مدرسہ نظامیہ بنوایا۔ امام غزالی طوسی ۵۰۵ھ عبدالقادر سہروردی، عماد الدین موصلی، ابو اسحٰق شیرازی اور ابوالفرج جوزی ۵۸۹ھ وقتاً فوقتاً اس کالج[۵۱] کے پرنسپل رہے۔ ہزاروں طلبہ جیسے شیخ سعدی وغیرہ فارغ التحصیل ہو کر نکلے۔

مصر کے کتب خانہ کا جائزہ ۴۳۵ھ میں لیا گیا۔

الپ ارسلان کے بعد ملک شاہ اس کا پسر تخت نشین ۱۰۷۳ء ۴۶۶ھ لقب جلال الدولہ۔ مقتدی بامر اللہ ۱۰۷۵ء ۴۶۷ھ جلوس۔ عمر خیام منجم زائچہ جلالیہ بنایا۔

۵۱ کالج یعنی مدرسۂ نظامیہ کا اعلیٰ مدرس (احمد)

ملک شاہ کے بعد سلطان سنجر سلجوقی۔ آخر کار سلجوقی خاندان کا ۱۱۳۵ء / ۵۲۹ھ میں خاتمہ ہوا۔ مدرسہ نظامیہ کے علاوہ مدرسہ مستنصریہ ۱۲۲۶ء / ۶۲۳ھ میں بغداد میں بنایا گیا۔ اگرچہ فارس میں طوائف الملوکی رہی۔ طاہریہ، صفاریہ، سامانیہ، غزنویہ، غوریہ، آل بویہ، سلاجقہ، چنگیز خانی، تیموریہ اتابکوں اور زنگیوں کی یکے بعد دیگرے سلطنتیں بنیں اور بگڑیں۔ مگر خلفاء، امراء، وزرا، سلاطین اور خود علما علوم و فنون کے شائق اور ایک دوسرے پر سابقت کے خواہاں رہے۔ مدارس اور مکاتب کا تمام قلمرو اسلامیہ میں ایک جال بچھا ہوا تھا۔ علمائ فضلاء اپنے اپنے گھروں میں درس و تدریس کا کام کیا کرتے تھے۔

ہرات اور نیشاپور میں عظیم الشان کالج بغداد اور مراغہ میں رصدگاہیں سمرقند میں دار العلوم۔ اور سلیم میں صلاح الدین کا کالج موصل میں نوریہ زینبیہ آلیہ نام مدرسے ہسپتال اور شفاخانے جابجا موجود تھے۔

کیمسٹری، علم نباتات، نیچرل ہسٹری، تاریخ، فلسفہ اور سائنس کے عالمان متبحر، ابو موسے جعفر کوفی زمانہ حال کیمسٹری کا باپ۔ باغات بصرہ اور بغداد میں علم نباتات پڑھایا جاتا تھا۔

مؤرخین میں بلاذری بغداد متوفی ۲۷۹ھ فتوح البلدان کا مصنف۔ مسعودی اگرچہ عرب مگر باشندہ بغداد۔ ابن الاثیر پیدائش عراق عرب، متوطن موصل مصنف الکامل جو طبری کی تاریخ کو جو ۹۱۴ء / ۳۰۲ھ تک تھی، ۱۲۳۱ء تک لے گیا۔

اب ہم مختصر طور پر حتی الامکان سلسلہ وار تاریخانہ لحاظ سے ایرانی حکماء اور فضلاء کا نام جو منجم، فلاسفہ اور متکلمین تھے قلمبند کرتے ہیں۔

تاتاری اگرچہ ظالم تھے، مگر مسلمان ہو کر سرپرست علوم و فنون بن گئے۔ بغداد کے کالج مرکز علوم و فنون تھے۔ بغدادیوں نے معلول سے علت اور معلوم سے غیر معلوم معلوم کرنے کے قواعد وضع کیے۔ اور تجربہ اور مشاہدہ سے تصدیق علوم کی

منصور کے زمانے میں ماشاء اللہ اور احمد بن محمد ہیئت دان جو نہاوند کے رہنے والے تھے۔

محمد بن موسےٰ خوارزمی (خیوا) نے سدھانت کا ترجمہ سنسکرت سے کیا۔

خراسان میں طاہریہ خاندان اور ماوراء النہر اور طبرستان میں "سامانیہ خاندان" اور پھر فارس اور بغداد میں آل بویہ نے علوم و فنون کی سرپرستی کی۔

عمر خیام نیشاپوری نے ۱۰۷۵ء زائچہ "جلالیہ" اور نصیر الدین محقق طوسی نے زائچہ "خانیہ" بنایا۔ غزنویہ خاندان کے زیر اثر گیارھویں صدی عیسوی میں کئی ایک فلاسفہ جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ خاندان سلاجقہ ۱۰۵۹ء تا ۱۲۱۹ء میں طغرل، الپ ارسلان، ملک شاہ اور سلطان سنجر نے ترقی علوم میں حصہ لیا۔

تاتاری چنگیز خانیوں کے عہد میں خدا بندہ (ششم پشت از چنگیز خاں) کے زمانے میں نصیر الدین طوسی موید الدین علقمی اور علی شاہ بخاری بڑے پایہ کے فیلسوف ہوئے۔ چودھویں صدی میں تیموریہ خاندان کے زیر اثر سائنس اور شاعری نے عروج حاصل کیا۔ کالج مسجدیں اور کتب خانے بنائے گئے۔ تیمور عالموں اور مصوروں کا مشتاق تھا۔ تیمور کا پسر شاہ رخ بھی علم و فن کا باپ کی طرح قدردان تھا۔ بہزاد مصور جس کا نام علم ادب میں مانی کے ساتھ لیا جاتا ہے۔ اسی عہد میں تھا۔ الغ بیگ شاہ رخ کا بیٹا خود ہیئت دان تھا۔ جس کی تصنیفات سے کیپلر نے ۱۵۰ سال بعد فائدہ اٹھایا۔

ابو موسےٰ جعفر باشندہ طرطوس علم کیمیا میں ماہر۔ ابو نصر فارابی اور بو علی سینا کا تذکرہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔ روجر بیکن عربی دان مشہور فاضل و مصلح انگلستان ہے یا ابو نصر فارابی کا زلہ چین ہے۔

مختصر یہ ہے۔ کہ بغداد، دمشق اور مراغہ نے مشرق میں انسانیت پر وہ احسانات عظیمہ کئے ہیں۔ جن کے لیے وہ ہمیشہ شکر گزار رہیگا۔

خاندان ازبگ دشمن علوم تھے۔ مگر صفویہ خاندان نے پھر سرپرستی علوم کا

بیڑہ اُٹھایا۔ ملا صدرا اور دیگر بزرگ پیدا ہوئے۔ الٰہیات طبیعیات اور فلکیات کے درس و تدریس میں ترقی ہوئی۔ ملا صدرا شیعی تھا۔ فرقہ "اصولی" کا امامیہ مذہب میں بانی ہے۔

اگرچہ المتوکل علی اللہ (وفات ۲۴۸ھ ؍ ۸۶۲ء) کے عہد میں فلسفہ اور مذہب میں جنگ چھڑ گئی تھی۔ مگر تاہم فلسفہ کی تعلیم حکومت کی طرف سے علانیہ نہ روکی گئی تھی۔ فلسفہ کی تردید یا تطبیق میں جیسی کہ صورت ہو۔ چوتھی صدی ہجری کے شروع میں علم کلام کی تدوین شروع ہو گئی۔ جس کی بنیادیں خلیفہ المہدی (وفات ۱۵۸ھ) میں رکھی گئی تھیں۔

حکومت بنظر مصلحت فلسفہ کے خلاف رہی۔ اور یہ مخالفت بڑھتے بڑھتے چوتھی صدی ہجری یا دسویں صدی عیسوی کے اخیر میں اس حد تک پہنچ گئی۔ کہ فلسفہ کی تعلیم حکماً روک دی گئی۔ ان حالات میں جب آزادیٔ رائے روکی جائے۔ جیسا کہ ہمیشہ ہوا ہے۔ بصرہ میں ایک مخفی سوسائٹی بنام "اخوان الصفا" قائم ہوئی۔ یہ انجمن اگرچہ کسی قدر صوفیانہ رنگ سے متاثر تھی۔ مگر ملکی، معاشری اور فلسفیانہ اعتبارات سے اُن کا نصب العین "عمل" اور صرف عمل تھا۔

اخلاقی ترقی کو وہ ذہنی ترقی سے مقدم رکھتے تھے۔ ان کا دستور العمل جس پر وہ عمل پیرا ہوتے تھے یہ تھا کہ "ایمان بغیر عمل" اور "علم بغیر عمل" محض ناکارہ اور لاشئے ہے۔ ایسے ایمان اور ایسے علم سے کوئی فائدہ مترتب نہیں ہوتا۔ وہ فضائل کے شیدا اور رذائل سے متنفر تھے۔ اُن کا مذہب ابو نصر فارابی اور بو علی سینا کا مذہب تھا۔ ان کا عقیدہ تھا کہ علت اولےٰ واسطہ در واسطہ اور سلسلہ در سلسلہ اپنی ادنےٰ سے ادنےٰ مخلوق سے متصل اور علاقہ رکھتی ہے۔ کیونکہ روح جو قالب انسانی میں آئی۔ ہمیشہ یہ آرزو اور کوشش کرتی رہتی ہے۔ کہ تعلیم و تربیت، تزکیۂ نفس اور صفائے باطن سے اس منزل اعلےٰ اور مقام ارفع پر پہنچ جائے۔ جہاں سے وہ منفصل ہو کر آئی تھی۔ اس کا نام اطمینان ہے۔ جنت ہے۔ اور اسی کو معاد کہتے ہیں جسے پیغمبر اور قرآن کریم ...

لہٰ اس زمانے کا نام ہجرت علم رکھا گیا ہے۔ فلاسفہ مغرب میں چلے گئے (مصنف)

صورت از بے صورتی آمد بروں   باز شد انا الیہ راجعون

اخلاق ناصری، اخلاق جلالی، اخلاق محسنی اور دیگر کتب اخلاق جو فارسی میں لکھی گئی ہیں۔ رسائل "اخوان الصفا" پر مبنی ہیں۔

تمام قلمرو عباسیہ میں مناسب جگہوں پر اس انجمن کی مخفی شاخیں تھیں۔

رسائل "اخوان الصفا" میں ہر ایک مضمون پر جو انسانی کمالات سے علاقہ رکھتا ہے، بحث کی گئی تھی۔ حساب، ریاضی، نجوم، جغرافیہ طبیعی، موسیقی، طبیعات، الٰہیات، مشین سازی، کیمسٹری، علم الموسم، علم طبقات الارض، علم الحیات، علم نباتات، علم الحیوانات، منطق، صرف و نحو، مابعد الطبیعات، علم الاخلاق اور مسائل معاد پر مبسوط اور مکمل تشریحات موجود تھیں۔

آخر کار المستنجد باللہ ۵۵۵ھ تا ۵۶۶ھ کو متعصب اور تنگ خیال علماء نے بھڑکایا۔ جس نے رسائل اخوان الصفا کو جلا دیا۔

علم کلام جس کا بنیادی پتھر منصور اور المہدی کے عہد میں رکھا گیا، چوتھی صدی ہجری کے شروع میں کمال کو پہنچ گیا۔ جس سے مقصود یہ تھا کہ مسائل فلسفہ عقائد اسلام کی رو سے موازنہ کیے جائیں۔ یا اُن کی تطبیق عقائد اسلامیہ سے کی جائے یا تردید۔ ہارون اور مامون کے عہد میں مناظرات۔

ابو مسلم اصفہانی متوفی ۳۲۲ھ تفسیر قرآن کریم مطابق عقل و درایت۔ یہ معتزلی تھا۔ ابو القاسم بلخی متوفی ۳۱۹ھ تفسیر بارہ جلدوں میں۔

ابو الحسن اشعری متوفی ۳۲۴ھ نے جس سے اشاعرہ منسوب ہیں، علم کلام میں افعال انسانی کے متعلق "کسب" کا تخیل بمقابلہ معتزلہ داخل کیا۔ جو صرف "تفویض" یعنی خود مختاری انسان کے قائل تھے۔

امام اشعری کا شاگرد۔ ابو زید ساکن مرو اُس کا شاگرد امام الحرمین اور امام الحرمین کا شاگرد امام غزالی طوسی متوفی ۵۰۵ھ۔

امام غزالی نے منطق کو فرض کفایہ قرار دیا۔ اور چند مسائل کے سوا فلسفہ

پڑھنا جائز قرار دیا۔ اُن کا لقب حجۃ الاسلام ہے۔ اور علم کلام میں کئی ایک کتابیں تصنیف کیں۔ فلسفہ کا رد لکھا۔ مگر عقیدۂ بے دلیل کو اچھا نہ سمجھتے تھے۔

محمد بن عبدالکریم شہرستانی ۴۶۷ھ پیدایش مصنف ملل و نحل یہ علامہ دہر اور وحید العصر تھا۔ اس کا شاگرد سمعانی تھا۔

امام فخر الدین رازی[1] متوطن شہر رے جو اصفہان سے چھ میل تھا۔ پیدایش ۵۴۴ھ وفات ۶۰۶ھ عالم متبحر تفسیر کبیر کا مصنف ہے۔ فلسفہ کے خلاف تھا۔ اور محقق طوسی فلسفہ کی تائید کرتا تھا۔ دونوں میں مناظرہ ہوا۔ قطب الدین رازی حکم مقرر ہوا تھا۔

علامہ آمدی سیف الدین پیدایش ۵۵۱ھ

شہاب الدین سہروردی شیخ الاشراق جس نے افلاطون کے فلسفہ کو رواج دیا۔ المتوفی ۵۹۵ھ شیخ سعدی ان کا مرید ہے ۔

مرا پیر دانائے مرشد شہاب دو اندرز فرمود بر روئے آب
یکے آنکہ بر غیر بد بیں مباش دگر آنکہ بر خویش خود بیں مباش

علامہ ابن تیمیہ مخالف اشاعرہ وحنابلہ پیدایش ۶۶۱ھ وفات ۷۲۸ھ حکومت کی طرف سے قید کیا گیا۔ حُسن وقبح عقلی پر اس کے دلائل شہرۂ آفاق ہیں۔ ابن قیم اس کا شاگرد تھا۔

مولانا روم پیدایش ۶۰۴ھ وفات ۶۷۲ھ۔ علم کلام صوفیانہ مثنوی مولانا روم مشہور کتاب جو واعظوں کے لئے گرمئ محفل اور افسردگان کے لئے موجب راحت ہے۔ ایک بحر ذخار ہے۔ جس سے معانی کے موتی رولے جاتے ہیں۔ اس اجمال سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ ایرانیوں کا علوم وفنون عقلی اور مذہبی میں کیا پایہ تھا۔

اب فلسفہ جدید کے مقابلہ میں علم کلام جدید کی ضرورت ہے جس کی بنیاد ہندوستان میں سرسید فارس میں سید جمال الدین اسد آبادی اور مصر میں

[1] رے کی طرف منسوب۔ یہ نسبت خلاف قاعدہ ہے۔ رائے زاید قبل یا آنکا کر رازی بولتے ہیں۔ (احمد)

مفتی محمد عبدہ مرحوم نے ڈال دی ہے۔ اب اُس پر اضافہ کرنا اور اس بیل کو منڈھے چڑھانا موجودہ مسلمانوں کا فرض ہے ۔

اجتہادات میں نیک نیتی کے ساتھ غلطیاں قابل گرفت نہیں ۔

(۶) **زبان** ہم اوپر ضمناً کہہ آئے ہیں۔ کہ فارس یا ایران کی زبانوں کے چار دور ہیں :۔

(۱) مادی زبان جو پیشدادیوں میں ابتدائی حالت سوسائٹی میں مروج تھی۔ اُس کا خاتمہ "اسوریوں" کی سلطنت کے شروع میں ہُوا ۔

(۲) ژند اس زبان کا نام ہے۔ جو عہد "اسوریہ" میں مروج رہی۔ آرامی خطوط میں لکھی جاتی ہے "ژنداوستا" مذہبی کتاب اسی زبان میں ہے کتب مذہبی کے تعلقات میں یہ زبان کیانیوں کے عہد میں زندہ رہی۔ گو عام بول چال میں اس کا رواج نہ تھا ۔

(۳) قدیم فارسی جو کیانیوں کے عہد میں اُس وسیع سرزمین میں رائج ہوئی۔ جس میں کیانی حکمران تھے۔ اسوری خط میں لکھی جاتی تھی۔ اس کے کتبے ماہرانِ علم الآثار نے بلند پہاڑوں اور اونچے اونچے ٹیکروں پر معلوم کیئے ہیں[۱] ۔

(۴) پہلوی دور ساسانیاں کی زبان ہے۔ جس کا زمانہ ۲۲۶ء سے شروع ہوکر فتوحات اسلامیہ تک ہے ۔

یہ زبان حکومت ساسانیہ کے مقبوضات میں اچھی طرح رائج تھی۔ دینی اور دنیوی علوم اسی زبان میں مدوّن کیئے گئے۔ شامیوں اور یونانیوں کے علوم بھی اسی میں ساسانیوں نے جند شاپور میں ترجمہ کرلئے تھے۔ اور پھر اسی زبان سے عبداللہ ابن المقفع نے منصور عباسی کے عہد میں کتاب کلیلہ و دمنہ تاریخ عجم کتاب مزدک۔ خدائی نامہ آداب صغیر اور کبیر وغیرہ عربی میں ترجمہ کی تھیں۔ اسی زبان سے رستم و اسفندیار اور بہرام گور کے قصّے ترجمہ ہوئے ۔

[۱] کتابوں میں فارسی کی سات قسمیں لکھی ہیں۔ جن کے نام یہ ہیں۔ پارسی پہلوی۔ دری۔ ہروی۔ زاولی۔ سگزی۔

سعدی (۱۹۲۸)

(۵) "فارسی جدید" جو دورِ اسلامیہ میں پیدا ہوئی۔ اور اب تک رائج ہے۔ یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ فارسی جدید کیونکر پیدا ہوئی۔ مختصر تمہید کی ضرورت ہے۔ ہم نے پچھلے سال بیان کیا تھا۔ اور اب پھر کہتے ہیں۔ کہ "عربی" زبان جس میں "ام الکتاب" یعنی قرآن کریم نازل ہوا عجیب و غریب مقناطیسی کشش اپنے اندر رکھتی ہے۔ جب عرب مصر میں گئے۔ مصر کی زبان عربی ہو گئی۔ ٹیونس[1] الجیریا مراکش، طرابلس غرضکہ سارے مغرب الاقصےٰ کی زبان عربی بن گئی۔ جو اب تک ان لوگوں کی مادری زبان ہے۔ اندلس میں ۷۱۲ء سے لے کر ۱۴۹۱ء تک یہودیوں، عیسائیوں اور مسلمانوں کی یہی زبان تھی۔ قومیت کا غالب عنصر "عربانی" صدیوں تک اُن میں موجود رہا۔

جب عربوں نے ملک شام فتح کیا۔ تو وہاں کے یہود اور نصارٰے کی سُریانی اور عبرانی زبانوں پر "عربی" غالب آئی۔

اب جب عرب حیرہ والوں اور غسانیوں کو مغلوب کر کے فارس میں گئے۔ تو شامیوں اور فارسیوں نے ایک ہی وقت عربی سیکھنے میں کمال کیا۔

صرف و نحو کے امام کوفی اور بصری ہیں۔ مقامات حریری اور مقامات بدیع ہمدانی جو علم ادب عربی میں مستند کتابیں ہیں۔ ان کے مصنّف عجمی ہیں۔

پہلی صدی ہجری میں مقاتل بلخی نے تفسیر لکھی۔ معانی و بیان و فصاحت و بلاغت میں میدان لے گئے۔ ہم کہہ آئے ہیں کہ عباسیوں کے عہد میں فارسیوں کا رسوخ دربار میں بڑھ گیا۔ کیونکہ یہی اُن کی خلافت کے واسطے ابتدا میں منصوبے باندھتے رہے تھے۔ حکومت نے اُنھیں ممتاز عہدے دیئے۔ وزیر اعظم سے لے کر تمام ماتحت صیغہ جات میں ایرانی مامور ہوئے۔ اس طرح باہمی معاشرت اور میل ملاپ میں عربیت کا رنگ ان میں بڑھتا گیا۔ اور عجمیت کم ہوتی گئی۔ "اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِھِمْ" صحیح مقولہ ہے۔

ضرور تھا کہ طریق معاشرت اور بات چیت میں عربی رنگ سرایت کر جائے

[1] ٹونس الجزائر اور مراکش افریقہ کے شمال میں ملک ہیں۔ (احمد)

سید امیر علی سپر اسپین ہسٹری میں لکھتے ہیں۔ کہ مامون کے عہد میں لوگ "پہلوی" کو بھولتے جاتے تھے۔ اور عربی کی تحصیل میں انہماک بڑھ گیا تھا۔ عربی الفاظ "پہلوی" میں کثرت سے شامل ہو گئے۔ یہاں تک کہ عباس مروزی نے مامون کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا۔ جو "فارسی جدید" میں ہے +

جب اعیان اور خواص کی زبان "فارسی جدید" بن گئی۔ تو عوام میں اُس نے اپنا فوری اثر دکھایا اور کل فارس کی زبان پہلوی اور عربی الفاظ کی امتزاج اور اختلاط سے "فارسی جدید" کی شکل میں پیدا ہوئی +

پہلوی صرف زرتشتیوں کی مذہبی کتابوں تک محدود ہو گئی۔ جس کو وہ تبرکاً اپنی مذہبی کتابوں کے لکھنے میں برتتے تھے +

پھر "فارسی جدید" کو سامانیہ، غزنویہ، غوریہ، آل بویہ، سلاجقہ، جنگیز خانیوں کے پچھلے بادشاہوں اتابک اور زنگیوں تیموریوں اور صفویہ خاندان کے عہد حکومت میں جو ترقی نصیب ہوئی۔ اس کا اندازہ فردوسی کی رزم، نظامی کی بزم سعدی کے مواعظ و اخلاق، مولانا روم کے تصوف، حافظ کی غزل، انوری و خاقانی کے قصائد اور دیگر ہزارہا شعراء باکمال کی تصنیفات سے ہو سکتا ہے +

میں نے اس مضمون میں ایران کا احاطہ مابین دریائے فرات مغرب میں اور دریائے سندھ مشرق میں محدود کیا ہے۔ اور یہی قدیم تاریخوں اور انسائیکلوپیڈیا میں لکھا ہے۔ مگر فارسی جدید کے تعلقات میں جو عربی زبان کی خانہ زاد ہے مجھے اس کا احاطہ تمام ہندوستان تک وسیع کرنا چاہئے +

شاہانِ اسلام کے ساتھ فارسی جدید ہندوستان میں آئی۔ اور قطب الدین ایبک ۱۲۰۶ء کے زمانہ سے ۱۸۵۷ء تک دفاتر سرکاری فارسی زبان میں رہے ہزارہا شعراء ایران سے قطع نظر کر کے خاص ہندوستان میں جو باکمال شاعر پیدا ہوئے۔ اُن میں امیر خسرو "طوطی شکر مقال" مادہ تاریخ[۱] فیضی فیاضی بیدل

---

[۱] الپ ارسلان سلجوق نے دفتر فارسی میں کر دیا۔ منہ

اور غالب ۱۲۸۵ھ اور دیگر کئی ایک نامور شعراء کو کون ہے۔ جو نہیں جانتا امیر خسرو کا سوز و گداز فیضی کی فلسفیانہ اور بیدل اور غالب کی صوفیانہ نکتہ سنجیاں اور جدت طرازیاں صاحبان ذوق سلیم کبھی نہ بھولیں گی ؛

سکھوں کا دفتر فارسی تھا۔ گورو گوبند سنگھ جی کے خطوط فارسی اور ان کا گرنتھ فارسی میں ہے۔ ہندو مسلمان دونوں فارسی پڑھتے رہے۔ ٹیک چند کی بہار عجم اور انشا مادھو رام اور دیگر کئی ہندو بزرگواروں کی تصنیفات گراں پایہ فارسی میں موجود ہیں ؛

پھر خدائی قانون کے ماتحت فارسی اور بھاشا کے اختلاط سے اردو زبان پیدا ہوئی۔ جو سات سو سال سے اپنے قدم جما کر اب ہندوستان کی لنگوافرنیکا[1] ہو گئی ہے۔ یہ زبان عربی آمیز فارسی سے نکلی۔ ہندو مسلمان اس میں تصنیفات تالیفات اور فکر سخن کرتے رہے۔ اور اب بھی کرتے ہیں ؛

پنڈت گوری شنکر مولانا حالی ڈاکٹر اقبال اور کئی ایک دیگر نامور بزرگ اس میں اظہار خیالات فرماتے رہے اور فرماتے ہیں ہندوستانیوں کی قومیت کا شیرازہ مضبوط ہوتا جاتا تھا۔ مگر افسوس ہے۔ کہ اب بعض دشمنان ملک و قوم اردو کی چلتی گاڑی میں روڑا اٹکا کر ایک لاطائل اور بیہودہ کوشش قانون قدرت کو روکنے کی کر رہے ہیں۔ اردو میں اصطلاحات تجارت، اردو میں قانون کا ترجمہ۔ اردو میں ہندوؤں اور مسلمانوں کی مذہبی کتب کا ترجمہ۔ اردو دفاتر سرکاری میں اردو کو اٹھارہ کروڑ ہندو مسلمان بولتے اور سمجھتے ہیں۔ پھر یہ محال ہے۔ کہ صفحۂ ہستی سے معدوم ہو جائے۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ اردو بیچاری معاونت اور سرپرستی کے لحاظ سے بیکس اور بے یار و مددگار ہے۔ کیونکہ مسلمانوں کے عہد میں پیدا ہونے کی وجہ سے وہ مسلمانوں کے ہی بھروسہ پر ہندو بزرگوں کی طرف سے چھوڑ دی گئی ہے۔ اور مسلمان وہ ہیں کہ برے بھلے کی تمیز نہیں اور سعی و کوشش سے کام کرنا تو درکنار خواب غفلت میں سو رہے ہیں۔ میں نے پچھلے

[1] لنگوا (زبان) فرینکا (عام) لسان عامہ (احمد)

سال اسی پلیٹ فارم پر کہا تھا۔ اور اب پھر دہراتا ہوں اور درد بھرے دل سے کہتا ہوں ؎

مسلم و ہندو ہیں اردو میں بھی حصہ دار مشترک ... ہندی کے ہندو اس میں اُلجھانے کو ہیں
کیوں جنم اس نے لیا تھا مسلموں کے عہد میں ... اس خطا پر ہند سے اردو نکلوانے کو ہیں
گر نہیں تھی ہمزبانی قوم تھی کب قوم ایک ... شاہدانِ ہسٹری ہم روبرو لانے کو ہیں!
الوداع اے یادگارِ اتحادِ باہمی ... سات صدیوں تک رفاقت تھی بچھڑ جانے کو ہیں
روک اردو کی نہیں علم خدا سے جنگ ہے ... کوئی دن میں منہ کی اپنی آریہ کھانے کو ہیں

ہندو بزرگوارو! یہ ملکی اور قومی جرم ہے۔ جس سے قومیت کا شیرازہ پراگندہ کر رہے ہو۔ زبانی اتحادؔ اتحاد کے شور و غوغا سے کیا ہو سکتا ہے۔ جب تم قومیت کی اصلی بنیاد کو کھوکھلا کر رہے ہو۔ سمجھو گے۔ مگر دیر سے۔ کیونکہ اردو کی ترقی کو روکنا کسی انسان یا قوم کے اختیار میں نہیں، ہاں یہ ضرور ہے کہ کچھ عرصے کے لئے ہم "خیر اندیش" اور آپ "شبھ چنتک"[1] کی رٹ لگائیں گے ایک دوسرے کی بات کو نہ سمجھیں گے۔ مگر آخر کار ضروریات زمانہ ہم کو ایک کرکے رہیں گی ؎

اردو میں جو سب شریک ہونے کو نہیں ... اس ملک کے کام ٹھیک ہونے کے نہیں
ممکن نہیں کہ شیخ امرؤ القیس بنیں ... پنڈت جی والمیک ہونے کے نہیں

فارسی کی بے نظیر اور عدیم المثال شاعری نے جہاں ہندوستان پر تسلط کیا اور اردو اور اردو شاعری کی بنیاد ڈالی۔ وہاں فردوسی کی دل ہلا دینے والی نظم اور مولانا روم کی تسخیر قلوب کرنے والی مثنوی نے ایشیائی اور ٹرکی روم کو مسخر کر لیا۔ صدیوں تک ترک، فردوسی اور مولانا روم کی تتبع کرتے رہے اور فارسیت میں بڑے پایہ کے صاحبانِ مذاق پیدا ہوئے۔ ترکی زبان میں

[1] شبھ چنتک یعنی خیر اندیش جو آج کل بعض ہندو بزرگوں نے خطوط میں بجائے "خیر اندیش" کے لکھنا شروع کیا۔ منہ

فارسی کو بڑا دخل ہے۔ اب تک اعیان و اکابر سلطنت عثمانیہ فارسی میں کافی دستگاہ رکھتے ہیں لیکن اس موقع پر میں اس قدر کہنا چاہتا ہوں۔ کہ فارسی شاعری میں تصوف کا بہت حصہ ہے۔ جس نے عملی قوت پر مضر اثر کیا۔ پختہ مذاق بزرگ تو اس سے عملی نتائج نکالتے ہیں۔ مگر عامتہ الناس کا رجحان سہل انگاری اور غفلت کی طرف ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے۔ کہ جہاں اورنگ زیب رحمتہ اللہ علیہ دیوان حافظ کو اپنے سرہانے رکھ کر سوتا تھا۔ وہاں اس نے نظر بہ نتائج یہ فرمان نافذ کیا تھا۔ کہ مکاتب میں اس کا درس نہ دیا جائے۔ فارسی میں عشق مجازی کا حصہ تو اس مثل کا مصداق ہے کہ "ہر جا کہ دُرے است خزف ناچار است" ترک نوجوان جو معتصم کے عہد میں ملازم رکھے گئے رفتہ رفتہ اُن کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا۔ وہی مصاحب اور وہی حاجب ہوتے تھے درباروں اور بڑے بڑے عالیشان جلسوں میں زرق برق کے لباس فاخرہ پہنتے تھے۔ اور عموماً ساقی کا کام ان سے لیا جاتا تھا۔ اس لئے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ امرو پرستی کی طرف میلان بڑھتا گیا۔ تُرک بمعنی معشوق، تُرک بچہ، تُرک چشم اور ترک کی آنکھ کی وجہ سے نرگس کے پھول کو آنکھ سے تشبیہ دی گئی ۔

حافظ کا "تُرک شیرازی" اور امیر خسرو کا یہ شعر ؎

گر برائے ترکِ تُرکم آرّہ بر تارک نہند   ترکِ تارک گیرم و ہا نگیرم ترکِ تُرک

دیگر ہزاروں اشعار گلستاں کا باب پنجم وغیرہ اس کے نظائر ہیں ۔

دور کیوں جاؤ ہمارے ہاں مشاعرہ میں مرزا غالب کا یہ مصرع "طرح" ہوا تھا ؏

"یار در عہد شبابم بکنار آمد و رفت"

میں نے مقطع میں یہ شعر کہا ؎

گر شوم خاکِ رہِ تُرکِ ستمگار "نفیس"   میکند ترکتازاں راہ گذار آمد و رفت

مگر فارسی شاعری کے محاسن اس کے عیوب سے بہت زیادہ ہیں۔ آج تک صاحبان مذاق یہ شعر پڑھتے اور سر دھنتے ہیں۔ تنہائی میں مونس مجلس میں رونق، غم کے لمحوں میں تسکین خاطر، مجلس وعظ کو گرم کرنے کا سامان مختصر یہ کہ منشیوں کا انشا صوفیوں کا

تصوف واعظوں کا وعظ خطیبوں کے خطبے اور عام طور پر سوشل زندگی میں کار آمد اور سبق آموز اخلاق فارسی اشعار ہیں۔ وہ زمانہ خدا نہ لائے) نہایت منحوس اور یاس افزا ہوگا۔ جب پبلک فارسی شاعری سے ناآشنا ہوجائے گی۔

زبان فارسی کے متعلق تفصیلات کو دیکھنا ہو۔ تو "شعر العجم" مولنا شبلی دیکھو جس میں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ شیخ علی حزین اور مرزا غالب کے نام نامی نہیں ہیں۔

جہاں ادبیات کی دلفریبیاں دنیا و جہان کو تسخیر کرتی ہیں۔ وہاں اگر اقتصادیات کا پہلو نظر انداز کر کے اُن میں انہماک زیادہ ہوجائے۔ تو تباہ کن ثابت ہوتی ہیں جیساکہ آج کل ہم ایران کی موجودہ حالت میں مشاہدہ کر رہے ہیں۔

(۹) خلاصہ

ہم نے اس مضمون میں تاریخ مذہب کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے "دور مشرکانہ" اور "دور موحدانہ" دور مشرکانہ میں "شرک" کا تسلط اور انسان وہم و خیال کی ماتحت "بیرونی طاقتوں" کی پرستش کرتا تھا۔

دور "موحدانہ" میں "توحید" کی حکومت اور عقل و فہم کے ماتحت "اندرونی طاقت" کی اطاعت کی نوبت آئی۔

"دور مشرکانہ" میں ایران بشمول باقی دنیا کے مشرک تھا۔ اور "شرک" آتش پرستی کی صورت میں تمام بلاد ایران پر محیط تھا۔ "دور موحدانہ" میں یعنی فتوحات اسلام کے بعد اسلام کی برکت سے ایران خدا پرست بن گیا۔ اور اس میں امام اعظم جیسے فقیہ امام بخاری جیسے محدث امام غزالی اور رازی جیسے متکلم ابو مسلم جیسے مفتر بونصر فارابی اور ابن سینا جیسے فلاسفہ اور طبری جیسے مورخ پیدا ہوئے۔

تمام روئے زمین کے مسلمانوں کے مشترکہ سرمایہ یعنی توحید قرآن اور رسالت پر احادیث صحیحہ روایات معتبرہ کا اضافہ ہوا۔ دل و دماغ کی قوتوں نے نشو و نما پائی جن سے یورپ و ایشیا بلکہ تمام دنیا مستفیض ہوئی۔ اگر بونصر فارابی اور ابن سینا یونانیوں کی مجموعہ طبعیات اور الٰہیات پر جو ہزار ہا سال میں بتدریج ترقی کرتے ہوئے درجہ کمال کو

پہنچا تھا معتد بہ اضافہ کر کے دنیا کو مستفید نہ کرتے تو یقین جانئے کہ صدیوں کی تو
حکمت کا مجموعہ دنیا و جہان سے آج معدوم ہوتا علمی دنیا میں یہ خلا پورا کرنے کے
لیے معلوم نہیں انسان کو اور کتنی صدیاں انتظار کرنا پڑتا۔ اور پھر خدا ہی قدیر و مقتدر
جانتا ہے کہ یہ کمال پیدا ہوتا یا دنیا وحشی ہی رہتی۔ فارسی جدید کی شاعری بھی بے
مثال ہے۔ مگر افسوس ہے کہ اقتصادیات کا پہلو اس میں نظر انداز کیا گیا ہے۔ اور
عملیات کی طرف سے بے پروائی نے ایران کو قریب مرگ کر دیا ہے۔ اور اب وہ نزع
کی حالت میں دم توڑ رہا ہے۔ لسان العصر کے یہ دو شعر ایران کا کیا ذکر آج تمام روئے
زمین کے مسلمانوں کی حالت زار کی ترجمانی کر رہے ہیں ؎

ممدوحِ شرق و غرب و شمال و جنوب تھے — تعریف تھی دہر کی بری از عیوب تھے
اب کچھ نہیں تو کیا کہیں تم سے کہ کیسے ہیں — ہاں اس میں شک نہیں ہے کہ جب تھے تو خوب تھے

(۷) معذرت و دعا

کار چوں در گرہ افتد بدعا دست برآر — شانہ در عقدہ کشائی بہ طوطئے دارد

طول کلامی کی معافی چاہتا ہوں "لذیذ بود حکایت دراز تر گفتم" عبارت آرائی کا
خیال نہیں کیا گیا۔ کیونکہ مختلف کتابوں سے واقعات کا استقصاء اور اس پر عبارت
کی شگفتگی کا اضافہ میری طاقت سے باہر تھا۔ اور نہ میں زبان دان ہوں۔ ہاں
زبان دان محبت ہوں۔ اس لیے عالم شگفتگی میں اپنی مختصر کتب کی ورق گردانی
سے یہ واقعات حتی الوسع صحت کے ساتھ حوالہ قلم کر دیئے ہیں۔

میں ایک ایسے مقام میں رہتا ہوں۔ جہاں کوئی کتب خانہ نہیں اور نہ علمی اور
ادبی مذاق سے لوگ آشنا ہیں۔

● متواتر تین سالوں میں میرا یہی منشا اور مقصود رہا ہے کہ میں نوجوانانِ قوم کے سامنے
تاریخانہ حیثیت سے واقعات کی روشنی میں برکات اسلام کو پیش کروں تاکہ وہ معلوم
کریں کہ ہندوستان، ترکستان اور ایران میں جو [illegible] ہے [illegible] کے [illegible] ہیں [illegible]
اور رسول [illegible] کے [illegible] عظیم الشان انقلاب پیدا [illegible]

معراج ترقی پر لے گئے۔

نصب العین یہ ہے کہ نوجوان طلبہ تاریخ اسلام کی طرف توجہ کریں اور انہیں فہم مطالب میں جب وہ کتب تاریخ کا مطالعہ کریں آسانی ہو۔ بعض اقوام نے مسلمانوں کی دیکھا دیکھی اپنی اپنی تاریخ قومی کی طرف توجہ کی ہے۔ یا یوں کہو کہ تاریخ سازی شروع کی ہے۔ مگر میں آپ سے بوثوق تمام کہتا ہوں۔ کہ اصلی واقعات کی روشنی میں وہ اپنے اسلاف کے کارناموں میں خالد اور ضرار کے محو حیرت کر دینے والے بہادرانہ معجزے اور عدیم المثال ایثار نفس کو پیش نہ کر سکیں گے۔

میری دلی آرزو ہے کہ ”قومی شعور“ پیدا ہو اور ہم عدل و انصاف کے ماتحت اپنے اپنے محدود یا وسیع دائرے میں اپنے اپنے ”ماحول“ کے ہر ایک ذرہ کو قومی نقطۂ خیال سے جانچیں۔ اور جہاں تک کسی فرد یا مجموعہ افراد سے بن پڑے قومی مفاد میں بیش از بیش حصہ لیں علوم و فنون میں ترقی کریں۔ مگر ساتھ ہی اقتصادیات کا پہلو نظرانداز نہ کیا جائے۔ دوکاندار، حرفت کار اور دستکار بن جائیں۔ مناسب مرکزوں میں صنعتی اور حرفتی تعلیم گاہیں ہوں اور ہم معاشرت کے میدان میں دیگر ہمسایہ قوموں کے ساتھ پہلو بہ پہلو چل سکیں ہم میں کا کوئی فرد بیکار نہ رہے۔ افراد کاسبہ کی کثرت ہو۔ اور ہم سب کے سب اپنی اپنی قابلیت اور استعداد کے مطابق سوسائٹی کے کارکن اور مفید رکن بنیں۔

آؤ اب دعا کے لئے ہاتھ اٹھائیں۔ اور دلی خشوع اور خضوع کے ساتھ بارگاہ رب العزت میں گڑگڑائیں۔ کہ بار الٰہا ہمیں مسلم کے صحیح مفہوم میں مسلم بنا۔ مومن کے اصلی معنوں میں مومن بنا!! ایمان کے ساتھ اعمال کی توفیق عطا فرما!! قرآنی امر و نہی کے ماتحت روحانی، اخلاقی سیاسی اور معاشرتی میدان میں ہمیں بیش از بیش اعمال صالحہ کی توفیق دے۔

ربنا افتح بيننا وبين قومنا بالحق وانت خير الفاتحين امين ۞

مومنین گر شنیے مومن میں مومن ہوں تو پھر
”انتم الاعلون“ کا بھر جائے آنکھوں میں سماں

وانتم الاعلون ان كنتم مومنين ۞

خلاصہ مضمون ٹوٹی پھوٹی نظم میں ✤

نظم

آج پھر اس بزم میں ہوتے ہیں سرگرم بیاں
مشتعل ہے شعلۂ جوّالہ کی صورت میں آج
تھا کبھی اللہ اکبر دل میں وہ سوز و گداز
اب نہ وہ مومن نہ وہ ایماں نہ وہ سوز و گداز
ڈھونڈھتے ہیں غیر کو اب رہنمائی کے لئے
کہ رہے ہیں مشرق و مغرب میں آثارِ قدیم
زمزمہ سنجانِ توحیدِ خدا سے لایزال
اب نہ وہ محفل نہ وہ ساقی نہیں وہ میکدہ
ساز و سامانِ طرب سے ہیں یہی اب یادگار
بجھ گیا ہے مدتوں سے گو چراغِ سلطنت
یادگاریں مٹ گئیں کچھ مٹ رہی ہیں مگر
سادہ لوحی کی کوئی حد ہے ہمارے خرچ پر
خود غرض دنیا میں عدل و رحم کی سنتا ہے کون
رحم اور انصاف بھی اک وصف تھا بادشاہِ بجبر
ہے مصافِ زندگی میں موت یاں کمزور کی
اصفہان و دلّی و بغداد و قسطنطنیہ
فکر کیا بیچارگی کی آؤ بتلائیں تمہیں
کون ہیں وہ چارہ گر چارہ نواز و چارہ ساز
آفتابِ نورِ احمد مطلعِ فاران سے

تھام لو دل چھیڑتے ہیں دردِ دل کی داستاں
کل تلک خس پوش تھی جو آتشِ سوزِ نہاں
شمعِ قرآن کے گرتے تھے ہم پروانہ ساں
مردگانِ چند باقی ہیں بدستِ زندگاں
تھے کبھی جو رہنمائے رہنمایانِ جہاں
ہے ابھی گذرا یہاں سے با تجمّل کارواں
نور افشاں کر گئے یہ ظلمت آبادِ جہاں
یاد آتی ہیں وہ رنگا رنگ بزم آرائیاں
ایک دل خون نابۂ غم ایک چشم خونچکاں
اٹھ رہا ہے اب تلک شمعِ شبستاں سے دھواں
تازگی بخشِ دلِ پژمردہ یادِ رفتگاں
اُلّو اپنا کر رہے ہیں سیدھا اپنے زباں
ہے بقائے اصلح[1] اب ہر ایک کے وردِ زباں
اب تو فخر و نازِ انساں ہے کہ ہو وے جانستاں
بوریا بستر لپیٹیں سب ضعیف و ناتواں
ہیں مسلماں جابجا اک صورتِ بیچارگاں
چارہ گر چارہ نواز و چارہ سازِ دو جہاں
ہاں وہی ہیں "رحمۃ للعالمین" ہے جنکی شاں
اے خوشا طالع منوّر کر گیا سارا جہاں

[1] سروائول اوف دی فٹسٹ یعنی اسی کو خلافت ما دوفق کہتے ہیں (احمد)

یاد ہیں اے خنجرِ اسلام وہ جوہر ترے — واں تھا اک جس کے آگے رستم ساسانیاں

یاد ہیں وہ دن ہمیں جب شوکتِ اسلام نے — قیصر و کسریٰ و خاقاں کا مٹایا تھا نشاں

یاد ہیں وہ کارنامے سعد بن وقاص کے — نوش بزم آذر میں مؤذن نے سنائی جب اذاں

یاد ہے تاریخ والوں کو فرارِ "یزدجرد" — مر گیا آوارگی میں بیکس و بے خانماں

توڑ ڈالے بتکدے ٹھنڈے کئے آتشکدے — بن گئے وحدت کدے سجدہ گہ اسلامیاں

کون سے تھے کیا ہو گئے بیدار تھے کیوں سو گئے — باز اپنی قلبِ ماہیت کا کرتے ہیں عیاں

غالب اب مغلوب ہیں مغلوب غالب ہو گئے — آہ کیا پلٹا ہے گردشِ دورِ زماں

کل تلک مملوک تھے جو آج مالک بن گئے — آج ہیں محکوم دنیا میں جو کل تھے حکمراں

تھے وہی ہم کانپتے تھے جن سے شاہانِ جہاں — ہیں وہی ہم جن کو دھمکاتے ہیں اب اطالیاں

ہیں وہی ہم تھے جو کل تک صاحبِ طبل و علم — ہیں وہی ہم آج جو پھرتے ہیں بے نام و نشاں

شانِ ایزد ہو گیا ہے بینڈ کی کوڑی تک کام — حملہ آور ہو رہے ہیں سروی و یونانیاں

غالب آکر رحم کرنا دشمنِ مغلوب پر — جانتا ہے ایک عالم خاص کر نصرانیاں

یا اولی الالباب سنبھلو فکر ہے لو یار کی — بے تکی ہیں شیعی و سنی کی خانہ جنگیاں

ایک دین اور ایک قبلہ اک رسول اک ایک کتاب — ہے سمجھ قاصر کہ پھر کیوں ہیں یہ فرقہ بندیاں

"اخرجت للناس" تھے پر اب نہیں اپنی خبر — ہو گئی کیوں حالت اپنی یاس انگیز جہاں

کیوں تباہی چھا رہی ہے امتِ مرحوم پر — کیوں ہوئے جاتے ہیں رسوا ہر جگہ اسلامیاں

چھوٹے تعلیم قرآں سے محیط جزو و کل — کیوں بنے بیٹھے ہیں [illegible]

سن کے یہ پیرِ خرد نے یوں کہا مجھ سے خفا — مٹ رہے ہیں چھوڑ کر قرآن کو قرآنیاں

فاتحِ اقلیمِ دل یعنی وہ قرآنِ مبیں — موجبِ تخلیقِ جوشِ فاتحانِ جسم و جاں

آمرِ امرِ احد وہ ناسخِ شرک و حسد — مرکزِ جمعیتِ اسلام اور اسلامیاں

ہاتھ میں تھا جب تلک تھی گونج پہنچی تا فلک — گاڑ دیتے تھے قصرِ قیصر طاقِ کسریٰ پہ نشاں

رکھ دیا جب ہاتھ سے سب کچھ گنوایا ہاتھ سے — رہ گئے بس عظمتِ اقبال کے ہم نوحہ خواں

بزم نوش آذر نام آتشکدہ جس میں زرتشت عبادت کرتا ہوا تورانیوں نے قتل کر دیا تھا۔ منہ

ختم ہو جائیگی یہ قصہ گری بھی ایک دن — بھولتے جاتے ہیں تاریخ سلف اب نوجوان
کون ہے یاں آشنائے نام خالد اور ضرار — داستانِ رستم و سہراب ہے وردِ زبان
پھر سنائیگا ہمیں [illegible] داستانِ درد کون — آفتاب بر لب بام [illegible] سا چند افسانہ خوان
رفتہ رفتہ از عزیزاں شد تہی ایں خاکداں — ہیچ [illegible] ے زایندگاں ہم [illegible] ت جائے رفتگان
زندہ و پایندہ باش اے دولتِ برطانیہ — تو ہی تو ہے آج کل ہیں ضامنِ امن و اماں
ہند و بربر مصر و شام و روم اور ایران میں — ہیں مسیحائی کے تیرے منتظر ہم نیم جاں
ناامیدی رحمتِ حق سے ہے کب ممکن یہ راز — آیہ "لا تقنطوا من رحمۃ اللہ" سے عیاں
ہو چکا روحانیت میں بھی "طبیعی[1] انتخاب" — مذہبِ اسلام ہوگا مذہبِ آیندگاں
اکملِ ادیانِ عالم ہے تو اے دینِ حنیف — آ چکی ہے تیرے حصے میں حیاتِ جاوداں
آ رہی ہے ساری دنیا مرکزِ "توحید" پر — آفتابِ دینِ قیم ہو رہا ہے ضو فشاں
مسلمو! سمجھے بھی تم رمزِ "حیوٰۃ"[2] "فی القصاص" — "سیئۃ بالسیئۃ" ہے زندگی بخشِ جہاں
بدلہ لینے میں بھی ہے تاکید یہ "لا تعتدوا" — اعتدا کی روک ہیں مسلم ترے تیغ و سناں
فضلِ ربی کی ہے یہ اک شکل "دفع الناس" — "اندفاعِ معتدین" ہے باعثِ نظمِ جہاں
گندم از گندم بروید جو ز جو ہے مثل — ہے مکافاتِ عمل دستور و آئینِ جہاں
[illegible] سے نہ مومن کو قطاعت چاہیے[3] — رازداں قرآں ہے اپنا ہم ہیں اسکے رازداں
تیغِ قرآں کے جواب بھی ہو جائیں نفس ہیں — پھر وہی دنیا وہی میدان وہی جولانیاں
مومنین گر بنیں مومن ہیں مومن ہوں تو پھر — "انتم الاعلون" کا چھا جائے آنکھوں میں سماں

"وانتم الاعلون ان کنتم مومنین"

لہ نیچرل سلیکشن ۱۲ سے لکم فی القصاص حیوٰۃ یا اولی الالباب سے ایک آیت کی طرف اشارہ ہے جو دوسرے پارے کے اخیر میں ہے سے لا تتخذوا بطانۃ من دونکم ۱۲